سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2021

ہفتہ، 19-جون 2021

(یوم السبت، 8- ذیقعد 1442 ھ)

سترہویں اسمبلی: تینتیسواں اجلاس

جلد 33 : شمارہ 4

251

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 19-جون 2021

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

"سالانہ بجٹ برائے سال 2021-22 پر عام بحث"

253

صوبائی اسمبلی پنجاب

سترہویں اسمبلی کا تینتیسواں اجلاس

ہفتہ،19-جون2021

(یوم السبت،8-ذیقعد1442ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 11بج کر11منٹ پر زیر صدارت جناب چیئرمین میاں شفیع محمد منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمo

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿١٦٣﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ
النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ
بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ
الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿١٦٤﴾

سُورَۃُ البَقَرۃ آیات 163 تا 164

اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ اس بڑے مہربان اور رحم والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں O بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور کشتیوں اور جہازوں میں جو سمندر میں لوگوں کے فائدے کے لئے رواں ہیں اور مینہ میں جس کو اللہ آسمان سے برساتا اور اس سے زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندہ یعنی خشک ہو جانے کے بد سر سبز کر دیتا ہے اور زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلانے میں اور ہواؤں کے چلانے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان گھرے رہتے ہیں عقلمندوں کے لئے اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

وما علینا الا البلاغ O

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اے رسولِ امیں، خاتم المرسلیں
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں
ہے یہ اپنا عقیدہ بصدق و یقیں
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں
دستِ قدرت نے ایسا بنایا تجھے
جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں اے ابد کے حسیں
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں
بزمِ کونین پہلے سجائی گئی
پھر تیری ذات منظر پہ لائی گئی
سید الاوّلیں سید الآخریں
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 22-2021 پر عام بحث (۔۔۔جاری)

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج تیسرے دن بھی بجٹ پر بحث جاری رہے گی۔ جو معزز اراکین اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور اپنے نام نہیں بھجوا سکے وہ اپنے نام تاریخ کے ساتھ سیکرٹری اسمبلی کو بھجوادیں۔اب میں جناب محمد معاویہ کو دعوت دیتا ہوں۔

جناب محمد معاویہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔ بجٹ پر بات کرتے وقت وزیر خزانہ کا موجود ہونا ضروری ہے۔اگر وہ تشریف لے آئے ہیں تو بہت اچھی بات ہے۔

الحمدللہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی آلہ واصحابہ ومن تبعھم اجمعینo اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِىْ شَىْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْـتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَـوْمِ الْاٰخِرِ‌ ؕ ذٰ لِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًاo

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا خاتم النبین لانبی بعدی او کما قال علیہ والصلوۃ والسلام صدق اللہ العظیم و صدق رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذلک لمن الشاھدین والشکرین والحمدللہ رب العلمینo

جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ تقریر میں آج کے دن گفتگو کرنے کا موقع دیا۔ میں باقاعدہ گفتگو شروع کرنے سے پہلے اس نئے ایوان میں تشریف فرمامعزز اراکین کو اور آپ کی اس Chair کو نئے ایوان کے مکمل ہونے پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ جس دن افتتاح ہوا تو جناب پرویز الٰہی نے ہماری اسمبلی کی تعمیر ہونے والی مسجد میں جس شخص نے حصہ لیا تھا

جن کا نام غالباً رئیس صاحب تھا اُن کا نام بطورِ خاص لیا اور کہا کہ اس مسجد کے بنانے میں رئیس صاحب کا پورا حصہ ہے۔

جناب چیئرمین: اُن کا نام رئیس محبوب احمد ہے۔

جناب محمد معاویہ: جی، رئیس محبوب احمد کا باقاعدہ تذکرہ کیا گیا کہ اس اسمبلی اور مسجد کو بنانے میں اُن کا بڑا حصہ ہے جس کے لئے انہوں نے ایک کروڑ روپے سے زیادہ رقم ادا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ رئیس محبوب احمد کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں جن لوگوں نے اپنا پیسا شامل کیا ہے اُن کا بھی نام لوں۔ اس ایوان میں پیسا شامل کرنے والا وہ طبقہ جس کا عام طور پر نام نہیں لیا جاتا میں اُن کا نام لے کر اُن کا شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے اپنے منتخب نمائندوں کو بیٹھنے کے لئے بہترین جگہ دی تا کہ ہم اُن غریب لوگوں کے لئے یہاں بیٹھ کر سوچ بچار کر سکیں۔ اشرافیہ کے نام بہت سے لوگوں کی زبان پر آ جائیں گے لیکن میرے محلے میں رہنے والا وہ چاچا خان جو 30 سال سے دیگیں پکا کر گزارہ کرتا ہے یہ اُس کے پیسوں سے بننے والی اسمبلی ہے۔ میرے محلے میں رہنے والے رکشہ ڈرائیور رمضان کے پیسوں سے بننے والی اسمبلی ہے، میرے محلے میں رہنے والا شفیق جو سموسے بیچتا ہے یہ اُس کے پیسوں سے بننے والی اسمبلی ہے، میرے ہی شہر کے اندر حجام کا کام کرنے والے خالد کے پیسوں سے بننے والی اسمبلی ہے اور میرے ہی شہر اور پنجاب میں رہنے والا وہ شخص جو ٹوکری اٹھا کر محنت مزدوری کرتا ہے یہ اُس کے پیسوں سے بننے والی اسمبلی ہے۔ اس کے علاوہ جب ہم وضو کرنے کے لئے جاتے ہیں تو جو شخص وہاں پر ہمارے لئے tissue paper لے کر کھڑا ہوتا ہے یہ اس کے پیسوں سے بننے والی اسمبلی ہے۔ جب ہم باہر نماز کے لئے جاتے ہیں تو وہاں پر موجود خادم مسجد کو صاف کرتا اور اذان دیتا ہے، جب ہم یہاں پر واپس آتے ہیں تو ہماری خدمت میں کھڑے سکیورٹی کے ملازمین اور یہاں ایوان میں ویسکوٹ پہنے ہمارے بھائی جو یہاں ہمارے لئے دروازے کھولتے اور بند کرتے ہوئے اُن کی زندگیاں گزر گئی ہیں یہ ان سب کے پیسوں سے بننے والی اسمبلی ہے۔ پورے پنجاب کے اس نمائندہ ایوان کو جس طرح سے سجا ہوا دیکھ رہے ہیں یہ اسی طرح ہے جس طرح کسی غریب باپ کو اپنے بیٹے کا گھر بنانے کے لئے اپنی زندگی نچوڑ کر اُس کے حوالے کرنی پڑتی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ کوئی ایسا راستہ پیدا ہو جس سے میرے بیٹے

کو خوشیاں نصیب ہوں لیکن ہوتا یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں بڑا بدسلوک ہوتا ہے وہ بیٹا جو اپنے نئے گھر میں اپنے باپ کو بیڈ روم میں جگہ نہیں دیتا بلکہ گیٹ پر اُس کی چارپائی ڈال کر کہتا ہے کہ ابّا جی آپ آنے جانے والے لوگوں پر نظر رکھیں کیونکہ خوبصورت ڈرائنگ روم اور بیڈ روم تو میرے بیوی بچوں کے لئے ہیں۔ اگر ہم نے اس ایوان میں بیٹھ کر اپنے اُن غریب لوگ جس میں رمضان رکشے والا شامل ہے، شفیق سموسے والا شامل ہے، خالد نائی شامل ہے اور ہمارے علاقوں کے غریب لوگ شامل ہیں، اُن کے لئے اکٹھے بیٹھ کر بہتر فیصلے نہ کئے تو مجھ اور اُس نالائق بیٹے میں کوئی فرق نہیں ہے جو اپنے باپ کی کمائی سے اپنا گھر تو بنالیتا ہے لیکن اپنے باپ کی چارپائی گیٹ پر ڈال دیتا ہے۔ وہ اپنے باپ سے کہتا ہے کہ تمہارے لئے وہ گیٹ ہے اور تمہیں وہاں پر بیٹھنا ہے۔ آج پورا پنجاب ہمیں دیکھ رہا ہے جنہوں نے اپنے خون پسینے کی کمائی سے اس ایوان کو بنایا ہے اور اس ایوان کو بنانے کے بعد وہ دیکھ رہے ہیں کہ کیا یہ ہمارے لئے کوئی اچھے فیصلے کر سکیں گے۔ انہوں نے پچھلے ہفتے دیکھا کہ قومی اسمبلی کے معزز ممبران گالم گلوچ ہوئے۔ جب قوم کے بننے والے پیسے سے ایوان میں جانے والے لوگوں نے ایک دوسرے پر blame game شروع کی تو ہمارے پاکستان کے غریبوں کے دِل ٹوٹ گئے اور انہوں نے کہا کہ ہم نے تمہیں اسمبلی میں اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ تم بجٹ کی کتابیں اٹھا کر ایک دوسرے کے منہ پر مارو بلکہ بجٹ کی کتابوں سے دیکھ لیتے کہ ہمارے لئے ہسپتال کہاں رکھا ہے اور دیکھ لیتے کہ ہمارے لئے آپ نے روزگار کے مواقع کہاں رکھے ہیں۔ ہماری عوام کہتی ہے کہ یہ بجٹ کی کتابیں آپ کو لڑنے کے لئے نہیں تھمائی گئی تھیں۔ آج میں محترم عثمان احمد خان بُزدار اور چودھری پرویز الٰہی کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے اس ایوان کے مکمل ہونے کے بعد پنجاب کے تمام لوگوں کو اس ایوان کے ذریعے دینی message بھی دیا کہ اس ایوان کے اندر بیٹھنے والے لوگ سیاسی مسائل کے محافظ بھی ہوں گے اور "**اناخاتم النبیین لانبی بعدی**" پڑھ کر ختم نبوت کے بھی مجاہد ہوں گے۔ اس کا credit ہمیں چودھری پرویز الٰہی اور عثمان بزدار صاحب کو دینا ہوگا۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے ساتھ ساتھ ہم دیکھتے ہیں کہ اس ایوان کی پیشانی پر "**اناخاتم النبیین لانبی بعدی**" لکھا گیا ہے اور یہ لکھ کر ہم نے بعد میں آنے والے لوگوں پر ایک مثال قائم کر دی ہے کہ اس ایوان میں جو آئے گا وہ سب سے پہلے جب حلف لے گا اور پتا نہیں کہ اگلی اسمبلیوں میں ہم ہوں گے یا نہیں

لیکن جو لوگ یہاں پر حلف لینے کے لئے آئیں گے تو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ ہم یہاں پر سب سے پہلے حضور ﷺ کے امتی اور ختم نبوت کے پہرے دار بن کر آئے ہیں۔ جب میں اوپر چھت کی طرف نظر دوڑاتا ہوں تو مجھے آیت الکرسی لکھی ہوئی نظر آتی ہے اور اس ایوان میں بیٹھنے والوں کو آیت الکرسی نے یہ message دیا ہے کہ تمہاری کرسیاں عارضی ہیں اور اگر صرف باقی رہنے والی کرسی ہے تو وہ صرف اللہ پاک کی کرسی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اسی ایوان میں جب میں دوبارہ اوپر دیکھتا ہوں تو مجھے قرآن مجید کی آیت کریمہ لکھی ہوئی نظر آتی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ؀

اللہ مومنین سے فرماتے ہیں کہ "اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اُس کے رسول کی اور تم میں جن لوگوں کو حکومت دے دی جائے تو تم اُن کی اطاعت کرو۔" آگے قرآن کہتا ہے کہ "فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ" اگر حکومت کا اور تم لوگوں کا آپس میں جھگڑا ہو جائے تو اُس جھگڑے کو حل کیسے کرنا ہے۔ کیا اُس جھگڑے کو حل یورپی یونین سے جا کر کروانا ہے یا کیا اس جھگڑے کا حل امریکہ نے کرنا ہے؟ اگر حکمرانوں اور عوام کا آپس میں اختلاف ہو گیا ہے تو کیا تم نے اس کے حل کے لئے نیٹو اور یورپ کو دیکھنا ہے؟ نہیں۔ ایوان کی چھت پر آیت لکھی ہے اور قرآن کہتا ہے کہ " فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ "جب کبھی حکومت اور عوام کا آپس میں جھگڑا ہو جائے تو اُس وقت تمہیں لوٹ کر امریکہ کی طرف نہیں جانا بلکہ تمہیں اپنے جھگڑے کو قرآن اور سنت کے مطابق حل کرنا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

ہمارے ملک کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ جب کسی جگہ پر کوئی مسئلہ پیدا ہوتا ہے یا ختم نبوت کی بات ہوتی ہے، جب کسی جگہ پر صحابہ کرام و اہل بیت کی بات ہوتی ہے، جب کسی جگہ پر نفاذِ اسلام کی بات ہوتی ہے، جب کسی جگہ پر مدارس و مساجد کی بات ہوتی ہے اور جب کسی جگہ پر 2020 میں آپ کے پاس کردہ Punjab Waqf Properties Act میں ترمیم کی بات ہوتی ہے تو اُس وقت وہ کہتے ہیں کہ "فردوہ الی الامریکہ" یعنی امریکہ سے مسئلہ حل کرواؤ جبکہ قرآن کی

یہ آیت ہمیں کہتی ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے مسئلہ حل کرو لہٰذا اس آیت کریمہ کے سائے میں ہمیں آج یہ فیصلہ کرنا ہوگا۔ ہم سے پورا مغرب اور امریکہ ناراض ہو جائے تو کوئی پرواہ نہیں لیکن ہم اپنے فیصلے قرآن اور سنت کے مطابق کریں گے۔ آگے قرآن مجید کیا کہتا ہے کہ یہ فیصلہ تم نے قرآن مجید کے مطابق کرنا ہے۔ "اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ" اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو" تو پھر تمہیں اپنے تنازعات کا حل قرآن و سنت سے تلاش کرنا چاہئے لیکن مغرب اور امریکہ کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کچھ باتیں جو اسمبلی کے اس خوبصورت ایوان میں میرے پیش نظر تھیں وہ میں نے آپ کے گوش گزار کی ہیں۔

جناب چیئرمین! میں اس سے آگے بڑھتے ہوئے یہ بات کروں گا کہ ہمارے لیڈر آف دی اپوزیشن محترم حمزہ شہباز شریف نے یہاں گفتگو کرتے ہوئے سانحہ ساہیوال کا ذکر کیا اور ہمارے منسٹر میاں اسلم اقبال صاحب نے ان کی جوابی گفتگو میں سانحہ ماڈل ٹاؤن کا ذکر کیا۔ مجھے نہیں سمجھ آتی کہ ایسا کیوں ہے؟ اس طرف اپوزیشن بیٹھتی ہے اور اُن کی لابی اور کیفے ٹیریا الگ ہے۔ یہاں ہم بیٹھتے ہیں، ہماری لابی اور کھانے پینے کی جگہ بھی الگ ہے لیکن اسی چاردیواری میں دو جگہیں ایسی ہیں جہاں اپوزیشن اور ہم ایک ہوتے ہیں۔ ایک یہ ایوان اور سامنے مسجد ہے اور ان دونوں جگہ پر ہم اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنی لابی میں بیٹھتے ہیں اور ہم اپنی لابی میں بیٹھتے ہیں لیکن اذان کے جواب میں مسلم لیگ (ن)، پی ٹی آئی، پاکستان راہِ حق پارٹی اور مسلم لیگ (ق) والے ممبران بھی سب مسجد میں جا کر نماز پڑھتے ہیں۔ اگر سانحہ ماڈل ٹاؤن ہو تب بھی شہید تو میری بہنیں ہی ہوئی ہیں، سانحہ ساہیوال ہو تب بھی شہید تو میرے بچے ہوئے ہیں۔ ہم اس ایوان میں ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ہم سانحہ ساہیوال اور ماڈل ٹاؤن کی کھلے دِل سے تحقیقات کروائیں۔ وہ مسلم لیگ (ن) اور پاکستان تحریک انصاف کے بچے نہیں تھے بلکہ وہ محمد کریم ﷺ کے امتی تھے اور پنجاب کے بیٹے بیٹیاں تھیں لہٰذا ہمیں ماڈل ٹاؤن اور سانحہ ساہیوال کے شہدا کے لئے ہمیں کھلے دِل سے تحقیقات کرنی چاہئیں اور ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچانے میں ہمیں ایک نمائندہ کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین! میں اس سے آگے اپنے وزیر خزانہ محترم ہاشم جواں بخت کی توجہ اس طرف دلوانا چاہتا ہوں کہ ہم نے حکومت ریاست مدینہ کا نعرہ لگا کر حاصل کی ہے۔ مجھے آپ بتائیں

کہ ریاستِ مدینہ کا نعرہ لگانے کے بعد آج ہم چوتھا بجٹ پیش کرنے جا رہے ہیں تو کیا ہم سُود فری بجٹ لانے میں کامیاب ہوئے، کیا ریاستِ مدینہ میں سُود والے بجٹ پیش کئے جاتے ہیں، ریاستِ مدینہ کا نعرہ لگانے کے بعد میں نے پارلیمانی میٹنگ میں بھی سردار عثمان بزدار صاحب سے کہا تھا اور پچھلی اسمبلی کی تقریر میں بھی کہا تھا اور آج دوبارہ اس مطالبے کو دہراتا ہوں کہ آپ نے خیبر پختونخوا اسمبلی میں جماعتِ اسلامی کے امیر سینیٹر سراج الحق صاحب سے خدمات لی تھیں اور انہوں نے بطورِ وزیر خزانہ کے سُود فری بجٹ وہاں پر لا کر دیا تھا لہٰذا میرا سب سے پہلا مطالبہ بجٹ کے حوالے سے یہ ہوگا کہ آپ سُود فری بجٹ لے کر آئیں تاکہ ریاستِ مدینہ کے نعرے کا عملی آغاز ہو سکے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! جب ہم سُود کی بات کرتے ہیں تو قرآن کہتا ہے کہ جو سُود کھاتا ہے وہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے اعلانِ جنگ کرتا ہے۔ ہم اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے اعلانِ جنگ کئے ہوئے ہیں جبکہ ہم ریاستِ مدینہ بنانا چاہتے ہیں۔ ہمیں فی الفور سُود فری بجٹ کے لئے اپنی کوششوں کو تیز کرنا چاہئے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پچھلے اور اس بجٹ میں بہت سے ایسے مواقع لوگوں کو دیئے گئے مثال کے طور پر جس کی عمر 63 برس سے زیادہ ہے اُس کو سرکار دو ہزار روپے دیتی ہے، بیوہ اور یتیم کو دو ہزار روپے دیتی ہے۔ ریاستِ مدینہ یتیم کے ساتھ ایک محبت بھرا ہاتھ بڑھانا چاہتی ہے لیکن یہ خیر کے کام کرنے کے باوجود اگر حکومتی اور عوام کی سطح پر بے چینی کا ماحول ہے تو اُس کی بہت بڑی وجہ مہنگائی، بے روزگاری اور عمران خان صاحب کے کئے گئے وہ وعدے ہیں جس میں انہوں نے ایک کروڑ نوکریاں اور پچاس لاکھ گھر بتائے تھے لیکن آج تک لوگ ان کو حاصل نہ کر سکے۔ جب ہم GDP growth کی بات کرتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ پچھلے چند مہینوں میں کپاس کی فصل ٹھیک نہیں رہی لیکن ہمیں گندم اور دیگر دو تین فصلوں نے سہارا دیا ہے اور ہمارے معاشی اعداد و شمار بہتر ہو گئے ہیں۔ میں نے پچھلے بجٹ میں یہ کہا تھا کہ ہمیں ٹیکس کی شرح کو کم کرنا چاہئے لیکن ہم شرح اتنی بڑھا دیتے ہیں کہ لوگ بھاگ جاتے ہیں اور چور راستے تلاش کرتے ہیں۔ ہم ٹیکس اتنا کم نہ کریں کہ لوگ بے وقعت سمجھیں بلکہ درمیانہ کر دیں جس سے لوگ ٹیکس دینے میں بوجھ محسوس نہ کریں۔ اس سال کے بجٹ میں میرے پاس جو اعداد و شمار ہیں اُس کے مطابق ہمارے پاس ریکارڈ ٹیکس اکٹھا ہوا ہے اور اس کا credit میں وزیر

خزانہ کو دینا چاہتا ہوں جنہوں نے بہترین پالیسیاں ترتیب دیں جس کے نتیجے میں زیادہ ٹیکس اکٹھا ہوا۔ آپ نے صرف 25 شعبوں میں ٹیکس کی چھُوٹ دی ہے لہٰذا میرا مطالبہ ہو گا کہ ہمیں تمام شعبوں میں اسی طرح کا درمیانہ ٹیکس رائج کرنا چاہئے جس کو لوگ آسانی سے دے سکیں۔
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! میں دوسری طرف سے یہ بھی محسوس کرتا ہوں کہ جب یہاں اسمبلی سے ہماری غریب عوام تک یہ message جاتا ہے کہ اس دفعہ ہم نے ٹیکس اکٹھا کر لیا، ہماری فلاں فلاں فصل کی وجہ سے بڑی support ہو گئی اور نمبر بہت بہتر نظر آرہا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ مجھے چینی تو سستی نہیں مل رہی، آٹا سستا نہیں ملا اور اشیائے خورد و نوش بھی سستی نہیں مل رہیں لہٰذا ہمیں اس حوالے سے ایسی حکمتِ عملی ترتیب دینی چاہئے کہ اعداد و شمار میں اپنے آپ کو اور تقریروں کے ذریعے ایک خاص طبقے کو حوصلہ دینے کی بجائے ایسے بہترین اقدامات اٹھانے چاہئیں جس سے عام غریب عوام تک اس کا فائدہ پہنچے اور لوگ محسوس کر سکیں کہ اس بجٹ میں عام غریب لوگوں کے لئے بھی بہت سی چیزوں کو رکھا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! میں اپنے ضلع جھنگ جس کی تاریخ پاکستان سے بھی پرانی ہے۔ سرگودھا اس سے نکلا، فیصل آباد اس سے نکلا، ٹوبہ اس سے نکلا اور آج میرا جھنگ ضلع سے آگے نہیں بڑھ رہا ہے۔ میرا آج اس ایوان میں یہ مطالبہ ہے کہ میرے ضلع جھنگ کو ڈویژن کا درجہ دے کر اس کو جنوبی پنجاب میں شامل کیا جائے۔ میرے جھنگ کی عوام اس کے لئے تیار ہے۔ آپ اگر میرے ضلع کو دیکھیں تو ثقافتی اعتبار سے، زبان کے اعتبار سے ہم جنوبی پنجاب کے قریب تر ہیں لیکن ہم ضلع کی حیثیت میں وہاں جانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہم ضلع کی حیثیت میں اس پنجاب کے ساتھ بھی اپنے آپ کو زیادہ آسان محسوس نہیں کرتے۔ ہمارے جھنگ کے تمام ایم پی ایز کا یہ متفقہ مطالبہ ہے رانا شہباز صاحب ہوں، مہر اسلم بھروانہ ہوں، تیمور صاحب ہوں یا ہمارے دیگر ایم پی اے صاحب ہوں ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ ہمیں ڈویژن کا درجہ دیا جائے اور ہمیں جنوبی پنجاب میں شامل کیا جائے۔
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! صحت کے حوالے سے بہت اچھے اقدامات اٹھائے گئے ہیں لیکن میرے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کے "غلام نبی ہسپتال" کے لئے صرف سات کروڑ روپے رکھے گئے

ہیں جو کہ ناکافی ہیں۔ صحت کے حوالے سے اس حکومت کی حکمت عملی بڑی نمایاں طور پر سامنے آئی تھی لیکن میرے شہر کے مریض ابھی بھی انتظار میں ہیں اور میرا مطالبہ ہو گا کہ اس سکیم کو سات کروڑ روپے سے بڑھا کر fully funded کیا جائے۔

جناب چیئرمین! جھنگ سے فیصل آباد روڈ، ہمارے جھنگ کو پرانے سیاسی جرائم پیشہ لوگوں نے اپنی چودھراہٹ قائم رکھنے کے لئے موٹروے سے 45 کلومیٹر دور پھینک دیا۔ سردار عثمان بزدار صاحب نے جھنگ کے تمام ایم پی ایز سے یہ commitment کی تھی کہ ہم "چراغ آباد انٹر چینج" سے لے کر جھنگ تک اور جھنگ سے لے کر شور کوٹ تک آپ کو" ایکسپریس وے" بنا کر دیں گے تاکہ آپ کا ڈسٹرکٹ موٹروے کے ساتھ منسلک ہو لیکن اس بجٹ کے اندر اس حوالے سے ہمیں کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ میں حیران ہوں کہ جھنگ کے تمام ایم پی ایز کے ساتھ اگر چیف منسٹر صاحب نے commitment کی تھی لیکن وہ commitment ہمیں اس Budget Book میں نظر کیوں نہیں آرہی؟ میرا مطالبہ ہو گا کہ "چراغ آباد انٹر چینج" سے لے کر جھنگ اور جھنگ سے لے کر شور کوٹ تک کے اس "ایکسپریس وے" بنانے کے کئے گئے وعدے اور منصوبے کو نا صرف سامنے لایا جائے بلکہ اسی دور حکومت میں اسے مکمل کیا جائے۔

جناب چیئرمین! ہمارے جھنگ کا سب سے بڑا مسئلہ سیوریج کا ہے اور ہمارے سیوریج کے فیز 1 کے لئے رکھے گئے پیسے انتہائی کم ہیں۔ میرا مطالبہ ہو گا کہ اس کے لئے ہمیں کم از کم 50 کروڑ روپے دیئے جائیں۔ میں اپنے جھنگ کے لوگوں میں جاتا ہوں تو وہ ہمیں کہتے ہیں کہ ہم سیوریج کے پانیوں میں ڈوبے رہے لیکن تمہیں اچھا ایوان دے دیا۔ ہم سیوریج کے پانیوں میں ڈوبے رہے لیکن تمہیں بیٹھنے کے لئے خوب صورت کُرسیاں ہم نے دے دیں تو میں بھی چاہتا ہوں کہ اس ایوان سے کم از کم اُن کے لئے سیوریج جیسے بنیادی مسئلے کے حل کے لئے 50 کروڑ روپے ہمیں دیئے جائیں تاکہ اس سے ہمارا سیوریج کا مسئلہ حل ہو۔

جناب چیئرمین! سمال انڈسٹری زون، ہمارے والد مولانا اعظم طارق شہید جب اپنے دور میں ایم این اے تھے، اُن کے زمانے میں یہ جگہ انڈسٹریل اسٹیٹ کے لئے منظور ہوئی۔ میاں اسلم اقبال وزیر موصوف موجود ہوتے تو اچھا ہوتا لیکن یہاں note کرنے والے ہمارے دوست موجود ہیں تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے شہر کی بے روزگاری کا خاتمہ سمال انڈسٹریل اسٹیٹ کی

آباد کاری کے ذریعے ہی ممکن ہے لہذا اس کے راستے میں جو تعطل ہے، اس کو فی الفور دُور کر کے ہماری اس انڈسٹریل اسٹیٹ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جائے۔

جناب چیئرمین! اِسی طریقے سے اِس بجٹ میں ہم دیکھتے ہیں کہ ٹرانسپورٹ اتھارٹی بنائی گئی ہے۔ میں نے پچھلے بجٹ کے موقع پر بھی اپنی speech میں اِس طرف توجہ دلائی تھی۔ میں ایک مرتبہ پھر وزیر خزانہ اور سیکرٹری خزانہ کا شکر گزار ہوں کہ اُنہوں نے میری اِس توجہ دلانے کو صرف لکھنے تک محدود نہیں رکھا بلکہ "ٹرانسپورٹ اتھارٹی" بنا کر پنجاب کے عام عوام کو جو ریلیف دینے کی کوشش کی ہے، اس پر یہ لوگ خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ میرے ضلع میں چلنے والی "شالیمار ٹرانسپورٹ" جسے "قاتل ٹرانسپورٹ" کہا جا سکتا ہے۔ آپ FIRs نکلوائیں، محترم راجہ بشارت صاحب تشریف فرما ہیں، خانیوال میں رواں مہینے میں 25 لوگوں کو کچل دیا گیا، میرے ضلع جھنگ کے اندر پچھلے ہفتے 7 لوگوں کو کچل دیا گیا۔ ہمارے ضلع میں اور قریب کے اضلاع میں اس سال میں "کورونا" سے اتنے لوگ نہیں مرے جتنے اس "قاتل ٹرانسپورٹ" نے نیچے کُچل کر مار دیئے ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ان کے ہاتھ لمبے ہیں اور ان کے تانے بانے کہیں نہ کہیں جا کر لاہور تک پہنچ کر اپنے مسئلے حل کروا لیتے ہیں۔ میرا مطالبہ ہو گا کہ اس "قاتل ٹرانسپورٹ" پر فی الفور پابندی لگائی جائے اور شہید ہونے والے لوگوں کو شرعی دیعت دینے کا فی الفور فیصلہ اس ایوان سے کروایا جائے۔ میں بطور خاص راجہ بشارت صاحب کی توجہ اس طرف اِس لئے دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے علاقوں میں اللہ کا شکر ہے کہ امن کا ماحول ہے لیکن اگر آپ اِن علاقوں کی FIRs نکلوا لیں تو ہمارے سب سے زیادہ اجتماعی قتل ہونے والے واقعات اگر ہوئے ہیں تو اِسی "شالیمار ٹرانسپورٹ" کے ذریعے ہوئے ہیں جنہوں نے ہمارے وہاں کے لوگوں کا road پر چلنا محال کر دیا ہے لہذا ان کے بارے میں ہمیں کچھ سوچنا ہو گا اور ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے ذریعے نئی کمپنیوں کو وہاں پر لانے میں ہمیں مدد دی جائے۔ چونکہ یہ طبقہ بڑا طاقتور اور عرصہ دراز سے براجمان ہے اور وہاں پر کسی نئی کمپنی کو پاؤں نہیں لگانے دیتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! ہمارے جھنگ کو "Punjab Cities Programme" میں شامل کیا گیا جس پر میں وزیر اعلیٰ عثمان بزدار صاحب کا شکر گزار ہوں لیکن اس میں ہمارے لئے سیوریج اور دیگر مسائل کے حل کے لئے وہاں پر ہم سے اس طرح سے مشاورت نہیں کی گئی جس طرح

سیاسی نمائندوں سے کی جانی چاہئے تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو سُود مند بنانے کے لئے فی الفور چیف منسٹر کے دفتر یا حکومت کی طرف سے کوئی اقدامات اٹھانے چاہئیں۔

جناب چیئرمین! آپ کی توجہ چاہوں گا کہ ہمارے جھنگ کا ایک بہت بڑا مسئلہ "یونیورسٹی آف جھنگ" کا ہے۔ "یونیورسٹی آف جھنگ" کے لئے زمین موجود ہے۔ ہمارے پاس 25 Ph.Ds ہیں اور اسی طریقے سے ہمارے پاس دو ہزار طلباء و طالبات ہیں لیکن نئی بلڈنگ بنانے کے لئے فنڈز بہت کم ہیں۔ میرا مطالبہ ہو گا کہ ہمیں مزید فنڈز دیئے جائیں۔

جناب چیئرمین! اب ایک بات میرا درد دل ہے کہ جب میں سامنے "انا خاتم النبیین لا نبی بعدی" دیکھتا ہوں، جب میں اپنے سر کے اوپر "آیت الکُرسی" اور قُرآنی آیات کو دیکھتا ہوں تو پھر میرا دل مجھ سے پوچھتا ہے اور میرے مسلمان بھائی مجھ سے پوچھتے ہیں کہ اِسی ایوان سے متفقہ طور پر پاس ہونے والے "تحفظ بنیاد اسلام بل" کا کیا ہوا، کیا وہ بل گورنر پنجاب کی میز پر ہے اور کیا وہ چیف منسٹر سیکرٹریٹ میں ہے؟ اگر اس پر یہ بات کی گئی کہ حضور محمد ﷺ کے صحابہ اور اہل بیت کے ساتھ "علیہ السلام" کا احترام بھی لایا جائے۔ میں ہاؤس میں کہتا ہوں کہ صحابہ کے ساتھ "رضی اللہ" لکھیں، اہل بیت کے ساتھ "علیہ السلام" لکھیں۔ سید یاور عباس بخاری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، میری ان سے بھی بات ہوئی، اس پر کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ "تحفظ بنیاد اسلام بل" صحابہؓ اور اہل بیت علیہ السلام کی عزت اور حرمت کو قائم کرنے کا ایک سرکاری بل تھا اور سرکاری طور پر اس احترام کو قائم کرنے کے لئے ہم نے اِس بل کو متفقہ طور پر منظور کیا تھا۔ میرا مطالبہ ہو گا کہ مقدس شخصیات کے تحفظ کے لئے جو بل ہم نے منظور کیا تھا، اس پر گورنر پنجاب چودھری سرور اپنے دستخط کریں اور عند اللہ سرخرو ہوں۔

جناب چیئرمین! اس کے ساتھ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس ملک کے اندر بڑھتے ہوئے جو واقعات ہیں، ان کی روک تھام کے لئے ہمیں قانون سازی کرنی چاہئے۔ مجھ سے بہت سی میری بہنوں اور بھائیوں نے پوچھا، ذہن میں رکھئے گا کہ کوئی شخص داڑھی ٹوپی رکھ کر گناہ کرتا ہے تو وہ بدترین ہے۔ کوئی شخص بغیر داڑھی ٹوپی کے گناہ کرتا ہے تو وہ بدترین ہے۔ اسلام میں میرے اللہ کے نبی محمد ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی چوری کرے گی تو اس کا بھی ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اگر کوئی مدرسے کے لبادے میں گناہ کرے، کوئی پنجاب یونیورسٹی میں افتخار

بلوچ کی شکل میں گناہ کرے، کوئی کسی تعلیمی ادارے کا سربراہ عورتوں اور بچوں کی عزتوں سے کھیلے تو پورا ہاؤس یہی چاہتا ہے کہ "یادگار چوک" میں انہیں لٹکا دینا چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! ایسے بدقماشوں کی کسی طور پر بھی support نہیں کی جا سکتی اور ہمیں اس سے نکلنا ہوگا۔ اگر پینٹ کوٹ ٹائی والا گناہ کرے تو داڑھی ٹوپی والا طبقہ اس پر الزام لگانے میدان میں آجاتا ہے اور اگر داڑھی ٹوپی والا گناہ کرے تو ٹائی والا طبقہ اس کے خلاف آجاتا ہے۔ ہمیں اس تقسیم سے نکلنا ہوگا۔ ہم ایک نبی محمد ﷺ کے اُمتی ہیں اور ایک آدم کی اولاد ہیں تو جو کسی برے فعل کا ارتکاب کرتا ہے اور اس طرح کے دینی لبادے میں جو بدقماش ہیں، ہمیں شرعی سزائیں نافذ کرنی چاہئیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اُنہیں قرآن کی سزا کے مطابق لاہور کے بازار میں پتھروں سے رجم کر دینا چاہئے۔ ایسے لوگوں کے لئے کوئی رعایت نہیں ہو سکتی جو لوگ استاد کے لبادے میں، پروفیسر کے لبادے میں، ڈاکٹر کے لبادے میں، لیکن اس کے ساتھ میں یہ کہوں گا کہ اگر ڈاکٹر نے آپ کی بیٹی کا آپریشن ٹھیک نہیں کیا اور وہ مر گئی تو کیا آپ دوبارہ ہسپتال جانا چھوڑ دیتے ہیں؟ اگر کسی پروفیسر نے کوئی بُرا کام کیا تو کیا آپ دوبارہ اپنے بچوں کو یونیورسٹی میں بھیجنا چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ فرد واحد کا ہمیشہ جُرم ہوتا ہے اس لئے اداروں کو تنقید کا نشانہ کبھی نہیں بنایا جاتا۔ سیاسی جماعتوں میں بھی کالی بھیڑیں ہوتی ہیں، مذہبی جماعتوں میں بھی کالی بھیڑیں ہوتی ہیں، مدارس، مساجد میں بھی کالی بھیڑیں ہوتی ہیں، یونیورسٹی، سکول اور کالجوں میں بھی کالی بھیڑیں ہوتی ہیں تو ہمیں ان بُرے لوگوں کا سدباب کرنا چاہئے لیکن فرد واحد کے بُرے عمل کو موضوع بحث بنا کر ہمیں مساجد کے خلاف، یونیورسٹیوں کے خلاف، مدارس کے خلاف اور کالجوں کے خلاف مہم جوئی نہیں کرنی چاہئے۔

جناب چیئرمین! آخر میں اتنا کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ میرے اس پنجاب کو، پاکستان کو آباد رکھے، اسلام زندہ باد، ختم نبوت زندہ باد، صحابہ زندہ باد، اہل بیت زندہ باد اور پنجاب زندہ باد۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: چودھری محمد اقبال!

چودھری محمد اقبال: بِسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اپنی معروضات پیش کرنے کا موقع فراہم کیا۔ مولانا صاحب کی تقریر کے بعد تقریر کرنا تو مغل اعظم کی جانشینی کے مترادف ہے لیکن میں اپنی گزارشات پیش کرنے کی پوری کوشش کروں گا۔

جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو مجھے جناب سپیکر اور پورے ایوان کے معزز ممبران کو مبارکباد پیش کرنی ہے جنھوں نے اس مقدس ایوان کی شان میں اضافہ کیا اور اتنی شاندار بلڈنگ بنائی اور ہمیں اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے پہلے دن بڑا احساس ہوا ہے کہ ہم قومی اسمبلی سے کم ممبر نہیں ہیں۔ میں نے اپنی تقریر شروع کرنے سے پہلے بڑے ادب کے ساتھ ایک گزارش کرنی ہے کہ یہ جو تھوڑا سا ماحول خراب ہوا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ بڑے بڑے مقدس ایوانوں میں کیا منظر پیش کیا جا رہا ہے۔ میں اپنے تمام فاضل ممبران اسمبلی سے بڑے ادب کے ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ سب سے زیادہ damaging ہمیں ہو گی اور ہماری community کو ہو گی تو سب معزز ممبران سے میری بڑی مودبانہ اپیل ہے کہ ہم اپنے گھر، اپنے ماحول کو بہترین اور role model کے طور پر پیش کریں۔

جناب چیئرمین! شاعر نے کہا تھا کہ:

تُندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اُونچا اُڑانے کے لئے

شاعر کا مطلب یہ تھا کہ عقاب اپنی توجہ اُڑان کی طرف رکھے، تنقید کی طرف نہ رکھے۔ اگر وہ تنقید کی طرف توجہ رکھے گا تو اس کی اُڑان کمزور پڑ جائے گی۔ میری بھی بڑی مودبانہ اپیل ہے کہ آپ اپنی اڑان کو جاری و ساری رکھیں۔ تنقید سے گھبرائیں نہیں، یہ تنقید سے گھبرانے کا ہی نتیجہ ہے جس کی وجہ سے یہ سارا تعفن، confusion اور ساری خرابیاں پیدا ہوئی ہیں۔ ہمارے بہت ہی نوجوان خوش فہم اور خوش شکل وزیر خزانہ نے جو کاوش کی ہے میں اس کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ جس طرح انہوں نے اعداد و شمار توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے وہ بھی ہدیہ تبریک کے قابل ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! میں آپ کو کچھ حقائق پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔ اس بجٹ کی تدوین میں جس طرح وزیر اعظم کی راہنمائی کے اوپر روشنی ڈالی گئی یہ اچھی بات ہے لیکن بہتر تھا کہ پنجاب کابینہ اور حکومتی ٹیم کی بھی input کی بات کی جاتی کہ انہوں نے اس میں کیا شامل کروایا ہے۔ یہ کوئی کالونی تو نہیں ہے بلکہ یہ independent صوبہ ہے۔ اگر اس کو اسلام آباد سے چلانا ہے جیسا کہ چلایا جارہا ہے تو یہ کوئی اچھی روایت نہیں ہے۔ ہم سب نے مل کر پنجاب کی حفاظت کرنی ہے، پنجاب کو independent صوبہ ثابت کرنا ہے اور پنجاب کی independent سوچ کو آگے بڑھانا ہے۔ اگر ہماری قسمت کے فیصلے اسلام آباد سے ہی ہونے ہیں تو پھر پنجاب کیا کر رہا ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کے سامنے اس بجٹ کی figures کے بارے میں تھوڑا عرض کروں گا۔ بجٹ میں بڑا فخریہ پیشکش کے طور پر یہ بتایا گیا کہ ہم معاشی ترقی کی نئی راہوں پر گامزن ہیں اور ہمارا بجٹ نئی امنگوں کا ترجمان ہے۔ اس میں ہم ناقص پالیسیوں کو وسائل کے ضائع ہونے سے بچانے کی پوری کاوش کر رہے ہیں اور معاشی ترقی کی نئی راہیں کھول رہے ہیں۔ میں سمجھنا چاہوں گا کہ یہ ناقص منصوبے کون کون سے ختم کئے گئے ہیں اور ان کے کون کون سے وسائل بچائے گئے ہیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو اور اس میں کسی قسم کی کوئی ملاوٹ شامل نہ ہو۔ اس قسم کی کاوشیں پیش کی گئی ہیں مثلاً کاروباری طبقے کو بتایا گیا ہے کہ روزگار کی بحالی کے لئے 56۔ ارب روپے کا ریلیف دیا گیا ہے اور یہ عوام پر احسان کیا ہے۔ آپ بتائیں کہ اس میں سے عوام کو کیا ملا ہے؟ ایسا ہی ہو رہا ہے۔ جو سبسڈی کسان کے لئے دی جاتی ہے وہ اس تک پہنچتی نہیں ہے وہ مافیا کی نذر ہو جاتی ہے۔ جو حکومت مافیا سے گھبراتی ہے وہ کیا حکومت ہے۔ حکمران کہہ رہے ہیں کہ چینی مافیا بھی ہے اور آٹا مافیا بھی ہے۔ اس مافیا کو کس نے روکنا ہے، مافیا کو کس نے لگام ڈالنی ہے؟ جو حکومت یہ کام نہیں کر رہی ہے اس نے پھر باقی کیا بجٹ دینا ہے اور باقی کیا اعداد و شمار دینے ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ رواں مالی سال میں محصولات کے ہدف میں 13.01 فیصد اضافہ کیا ہے اور رواں مالی سال میں تاریخ کا سب سے بڑا ٹیکس اکٹھا کیا جائے گا۔ میں سمجھنا چاہوں گا کہ 42 فیصد کہا گیا ہے کہ زیادہ ٹیکس اکٹھا ہو گا۔ کون سی ایسی جادو کی چھڑی ہے جو 14۔ جون کو پیش کئے گئے بجٹ کے بعد اتنا بڑا اضافہ اتنے چھوٹے عرصے میں ہو جائے گا میں بھی سمجھنا چاہوں گا کہ وہ کون سی ایسی جادو کی چھڑی ہے جس کے ذریعے اتنا اضافہ ہو گا؟

جناب چیئرمین! بڑے فخریہ انداز میں بڑا خوشی کا اعلان کیا گیا کہ ترقیاتی بجٹ میں ایک سال میں 66 فیصد کا غیر معمولی اضافہ ہماری ترقیاتی ترجیحات کا آئینہ دار ہے۔ نہایت ہی عقلمندی یا چالاکی سے آپ کہہ لیں کہ یہ گول کر گئے ہیں کہ یہ غیر معمولی اضافہ پچھلے سال کا کتنا بجٹ کم کر کے حاصل کیا گیا، اس کے متعلق ذکر نہیں کیا گیا۔ پچھلے سال کے ترقیاتی بجٹ میں 30 فیصد کمی کر کے رواں سال کے base کے طور پر آئندہ سال کے لئے غیر معمولی اضافہ اس طرح کا استدلال موجودہ حکومت ہی پیش کر سکتی ہے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اس سے آگے آئیں کہ اہم ترین منصوبہ یونیورسل ہیلتھ انشورنس پروگرام ہے جس کے تحت ہر شخص کو صوبے کے سرکاری اور پرائیویٹ ہسپتال میں ہیلتھ کارڈ کے ذریعے مفت معیاری علاج کی سہولت حاصل ہوگی۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو لیکن حالت یہ ہے کہ یہ حکومت مرکزی ہسپتالوں میں سلنڈر تک مہیا نہیں کر سکی تو باقی کون سا اس کا اعلیٰ قسم کا پروگرام ہوگا۔ اتنے اچھے اچھے ہسپتالوں میں ہوا کیا ہے کہ وہاں سکیورٹی گارڈز اور چھوٹے ملازمین بڑے بڑے کام کر رہے ہیں، وہ وہاں آپریشن کر رہے ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ ایک ہیلتھ کارڈ کے ذریعے سارا نظام چل جائے لوگوں کی جانیں بچ جائیں گی اور لوگوں کو معیاری health services مل جائے۔ مجھے اس کی سمجھ نہیں آئی جب وزیر خزانہ جواب دیں تو اس کو ذرا سمجھا دیں۔

جناب چیئرمین! انہوں نے کہا کہ تعلیم ہماری ترجیحات میں ایک ہے۔ عالم یہ ہے کہ HEC کا سربراہ ایک عرصہ سے نہیں لگایا گیا۔ اس کی کیا وجوہات ہیں؟ اگر ہائر ایجوکیشن کا یہ حال ہے کہ وہاں پر سربراہ ہی نہیں لگایا گیا تو پھر موجودہ حکومت تعلیم میں کیا دلچسپی لے رہی ہے۔ میں ایک اور بھی مثال پیش کروں گا میری آپ سے مودبانہ درخواست ہوگی میں نے پہلے بھی ایک دفعہ اسمبلی میں عرض کی تھی تو میرے سارے دوستوں نے اس کو support کیا تھا۔ گوجرانوالہ میں ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے وہاں پر full-fledged یونیورسٹی نہیں ہے لہٰذا میری بڑی مودبانہ اپیل ہوگی کہ کم از کم وہاں کوئی یونیورسٹی ضرور ہو۔ نارووال، گجرات اور چھوٹے چھوٹے اضلاع میں یونیورسٹی بن گئی ہے تو گوجرانوالہ میں بھی ایک full-fledged یونیورسٹی ہونی چاہئے جہاں ساری faculties ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! ایک اور بات انہوں نے کی ہے کہ ڈویلپمنٹ پروگرام شروع کیا جارہا ہے جو ہر ضلع میں ترقیاتی سکیموں کا جال پھیلا دیا جائے گا۔ ہمیں "جائے گا، جائے گی اور ہو جائے گا" اسی کے اوپر گھمایا گیا ہے۔ میں حیران ہوں کہ لوکل گورنمنٹ کے لئے بھی direction کورٹ ہی کی ہے۔ اس کورٹ کی direction کو بھی divert کر دیا گیا ہے اور اس کے اوپر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ ساری بنیادی حکومتیں ختم کر دی گئی ہیں تو ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ پروگرام کا کیا ہوگا، کون کرے گا اور یہ کس طرح ہوگا؟ یہ ساری باتیں جواب میں ہمیں سمجھائی جائیں۔ اس کے علاوہ ہوٹلز، گیسٹ ہاؤسز، شادی ہال، جمز، پراپرٹی ڈیلرز پر سیلز ٹیکس کی شرح 16 فیصد سے کم کر کے 5 فیصد کر دی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بیوٹی پارلرز، فیشن ڈیزائنرز، ڈرائی کلینرز اور پتا نہیں کیا کیا کہ ان پر بھی ٹیکس ڈیوٹی کو کم کیا گیا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس سے غریب عوام کو کیا فائدہ پہنچے گا؟ جتنی بھی حکومتی پالیسیاں ہیں دیکھنا یہ ہے کہ اس سے غریب کو کیا ملے گا۔ کام وہ ہوتا ہے جو بولتا ہے۔ قائد پاکستان، قائد جمہوریت، قائد مسلم لیگ میاں محمد نواز شریف نے پاکستان میں موٹرویز بنائی ہیں۔ وہاں سے سارا پاکستان گزرتا ہے اور اگر مخالف بھی گزرتا ہے تو وہ بھی دعا دیتا ہے کہ یہ نواز شریف نے کام کیا ہے۔ میاں شہباز شریف قائد پنجاب نے جب سڑکیں بنائیں تو یہاں پر احمد خان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ایک وفد چائنا میں بھیجا۔ وہاں سے input لے کر پنجاب میں خادم اعلیٰ رورل روڈ پروگرام پنجاب کے اندر بنایا گیا۔ آپ دیکھیں کہ یہ state of the art سڑکیں بنی ہوئی ہیں۔ آپ دیکھ کر حیران رہ جائیں گے کہ گاؤں اور دیہات میں ایسی سڑکیں بنائی گئی ہیں۔ یہ تین سالوں میں اس طرح کا کوئی visible کام کر کے دکھائیں تاکہ ہمیں بھی نظر آئے کہ آگے بھی کچھ ہوگا۔ میری ان سے بڑی مودبانہ التماس ہے کہ یہ کچھ کر کے بھی دکھائیں پچھلی حکومت کو کوستے رہنا کہ انہوں نے یہ کیا، وہ کیا اور کچھ نہیں کیا۔ پچھلی حکومت نے جو نہیں کیا وہ آپ کر دیں، یہ کچھ کر کے تو دکھائیں۔ میرے حلقے میں کوئی اینٹ نہیں لگی، کوئی سڑک نہیں بنی، کوئی سکول نہیں بنا، کوئی کالج نہیں بنا، کوئی یونیورسٹی نہیں بنی تو باقی پنجاب میں بھی ایسا ہی حال ہوگا۔ کہتے ہیں کہ تہذیب سڑک کے ساتھ ساتھ چلتی ہے جب سڑکیں ہی نہیں بنے گیں تو پھر کیا پاکستان اور پنجاب میں ترقی ہوگی۔ میری بڑی مودبانہ اپیل ہے کہ جو "رورل روڈ پروگرام" بنا تھا اگر اس کو

cap کر دیا گیا ہے تو اس کو دوبارہ کھولا جائے اور پنجاب کے اندر وہ سڑکیں بنائی جائیں تاکہ لوگ آپ کو دعا دیں۔

جناب چیئرمین! میں زراعت کے بارے میں بات کرنا چاہوں گا۔ یہاں پر اعلیٰ طریقے سے وزیر خزانہ نے اپنا مؤقف پیش کیا کہ فلاں فصل بھی بڑھ گئی ہے، فلاں فصل کی پیداوار بھی بڑھ گئی ہے۔ اس کا بڑا خوبصورت جواب مولانا معاویہ صاحب نے دیا ہے کہ اگر گندم بہت زیادہ پیدا ہوئی تو پھر آٹا سستا کیوں نہیں ہوا، اگر سبزیات بہت پیدا ہوئیں تو سبزیاں سستی کیوں نہیں ہوئیں، اگر گنا بہت پیدا ہوا تو چینی سستی کیوں نہیں ہوئی؟ اس کا جواب انہوں نے دے دیا ہے۔ میں ایک بات پوچھنا چاہوں گا کہ جناب وزیر خزانہ کا اس علاقے سے تعلق ہے جہاں کاٹن ہوتی بھی ہے۔ کاٹن کی پیداوار میری اطلاع کے مطابق اور میرے figures کے مطابق پہلے جتنی پیدا ہوتی تھی اس سے آدھی رہ گئی ہے اس کے لئے سدباب کیا گیا ہے اور اس کے لئے اس بجٹ میں کیا رکھا گیا ہے؟ جب وزیر خزانہ اپنی تقریر Wind up کرے تو اس کا ضرور جواب دے۔

جناب چیئرمین! یہ کاٹن آپ کے علاقے میں بھی ہوتی ہے اور اسے آپ بھی جانتے ہیں اس کو وائٹ گولڈ کہتے تھے تو اس کے لئے کیا کیا جا رہا ہے ہمیں ساری ان باتوں کا جواب چاہئے۔ اگر یہ کچھ کر جائیں گے تو لوگ ان کو دعا دیں گے اگر یہ نہیں کریں گے اور اگر اس طرح چلتا رہا تو پھر صوبے کا بُرا حال ہو گا۔ اگر ہم اپنی فصلوں میں خود کفیل نہیں ہوں گے، ہم ایگریکلچر ملک ہوتے ہوئے باہر سے گندم منگواتے ہیں، چینی منگواتے ہیں اور باہر سے سبزیات آتی ہیں تو پھر ہماری کارکردگی کیا ہے؟ اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ کا بہت شکریہ۔ Thank you very much.

جناب چیئرمین: جی، جناب فیاض الحسن چوہان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ شعوانہ بشیر!

محترمہ شعوانہ بشیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! بہت شکریہ آپ نے مجھے اپنے خیالات کے اظہار کرنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی کی بہترین کاوشوں کی وجہ سے اور ہمارے وزیر اعلیٰ سردار عثمان احمد خان بُزدار کی کوشش سے آج ہم اس پروقار اور خوبصورت ایوان میں بیٹھے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے ان شخصیات کو وسیلہ بناتے ہوئے ہمیں عزت افزائی کا موقع دیا۔ یہاں میرے بھائی جناب معاویہ اعظم نے بہت

اچھی بات کی کہ اس ایوان کو اللہ تعالیٰ کے قرآن پاک کی آیات سے سجایا گیا ہے اور ہمارے سر پر جو آیت الکرسی لکھی گئی ہے وہ ہمیں اس بات کا احساس دلاتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کرسی سب سے عظیم ہے، اللہ تعالیٰ کی کرسی ہی لازوال ہے اور وہی دائمی ہے۔ انسان کی یہ کرسیاں جو اس ایوان میں ہیں یہ وقتی اور عارضی ہیں۔ ہمیں ایوان میں بیٹھے ہوئے اپنے تمام مسائل اور اپنی ذمہ داریوں کو نہایت عاجزی سے ادا کرنا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! یہ عمارت ایک قومی اثاثہ ہے جو ہمارے سپیکر چودھری پرویز الٰہی نے قوم کو ایک تحفہ دیا ہے۔ یہ قوم کی ایک امانت ہے اور انہوں نے ہمارے ملکی قومی اثاثے میں اضافہ کیا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہم نے کوئی اپنی ذاتی جائیدادیں نہیں بنائیں، ہم نے کوئی اپنی ملیں یا فیکٹریاں نہیں بنائیں، ہم نے قوم کو یہ ایک عظیم اور خوبصورت تحفہ دیا ہے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر بات ہو رہی ہے کہ اس ملک میں یہ ترقی نہیں ہوئی، وہ نہیں ہوئی اور کچھ کر کے دکھایا نہیں ہے۔ سب سے پہلے تو ہمیں اس حقیقت کو دیکھنا چاہئے کہ جب ہم نے حکومت سنبھالی تو یہ ملک بدترین گردشی قرضوں میں مبتلا تھا اور خسارے میں گھرا ہوا تھا۔ اس ملک کا قومی خزانہ لوٹنے کے بعد منی لانڈرنگ سے باہر پیسے بھیجنے کے بعد پچھلی حکومتوں نے جس طرح اپنی ذاتی جائیدادیں بنائیں اس سے ملک کو اور ملک کی ساکھ کو سخت نقصان پہنچا۔ ہمیں حکومت میں آتے ہی سب سے بڑا چیلنج ہمارے لئے یہی تھا کہ پندرہ سال تک اس ملک پر حاوی رہنے کے بعد اس ملک کو اس نہج پر پہنچایا ہوا تھا کہ دیوالیہ ہونے کی حد تک تھا اور سب سے بڑا چیلنج اس حکومت کے لئے یہی تھا اس کے قرضے ادا کئے جائیں اور ملک کو دیوالیہ پن سے بچایا جائے جو کہ ہمارے وزیراعظم عمران خان صاحب نے اپنی بہترین حکمت عملی اور دانشمندی سے پوری دنیا میں پھر کر ان قرضوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے شب و روز سر توڑ کوشش کی اور ملک کو دیوالیہ ہونے سے بچایا۔ ہماری ان تمام کوششوں سے ملک کو ایک ڈگر پر چلایا گیا اور سب سے پہلے ہماری حکومت نے سہولتیں فراہم کیں اور حکومت میں آتے ہی ہم نے یہ دیکھا کہ غریب عوام کے لئے ان محلوں میں رہنے والوں نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ سڑکوں پر رہنے والے مزدور اور غریب عوام کے لئے آج تک کبھی ان حکومتوں نے کوئی آسرا نہیں کیا اور سب سے پہلے پناہ گاہیں بنائی گئیں تاکہ غریب عوام کو ایک سہولت میسر ہو سکے جو روز کمانے کے لئے دیہاتوں سے اُٹھ کر شہروں میں

آتے ہیں اور یہاں گرین بیلٹس اور سڑکوں پر سوئے ہوئے ہوتے تھے۔ وزیر اعظم عمران خان صاحب نے سب سے پہلے پناہ گاہیں بنا کر غریب کو ایک سہارا دیا۔ اس کے بعد ہم نے یہ دیکھا کہ ہمارے قرضے جو یہ حکومتیں چھوڑ کر گئی ہیں۔ ہم نے ان قرضوں کے لئے، وزیر اعظم عمران خان صاحب نے اپنے دوست ملکوں سے مدد حاصل کی اور اپنے قرضوں میں ریلیف حاصل کیا۔ ملک کو بدترین قرضوں سے بچانے کے لئے انہوں نے سر توڑ کوشش کی۔ انہوں نے اپنی دانشمندی اور اپنی حکمت عملی سے اپنی ذہانت سے ان قرضوں میں گھرے ہوئے ملک کو ترقی کے راستے پر گامزان کیا۔ جس تیزی سے ڈیمز پر کام ہو رہا ہے اس سے ہم ہائیڈور پاور الیکٹرک سٹی حاصل کرنے میں انشاءاللہ تعالیٰ اگلے چند سالوں میں کامیاب ہوں گے جس سے بجلی کے بلوں میں آسانی پیدا ہو گی اور مہنگائی کا زور کم ہو گا۔ ہمارے بجلی کے بلوں میں کمی آئے گی۔ ان ڈیمز پر آج تک کسی نے توجہ نہیں کی کہ ہائیڈرو پاور سے الیکٹرک سٹی حاصل کرنے سے عوام کو ایک بہت بڑا ریلیف مل سکتا ہے۔ آج تک صرف نندی پور پراجیکٹ اور رینٹل پاور انرجی حاصل کی گئی۔ کسی نے یہ نہیں سوچا کہ سستی بجلی حاصل کرنے کے لئے ہائیڈرو پاور پراجیکٹس پر کام کرنا چاہئے اور ڈیمز بنانے چاہئیں جو کہ آج وزیر اعظم جناب عمران خان ڈیمز کی تعمیر پر بہت توجہ سے کام کر رہے ہیں۔ ان ڈیمز میں سب سے زیادہ جو تیزی سے مکمل ہو رہا ہے اس میں مہمند ڈیم، داسو ہائیڈرو پراجیکٹ اور دیامیر بھاشا ڈیم ہے۔ وارسک ڈیم کو extend کیا جا رہا ہے، منگلا ڈیم کو extend کیا جا رہا ہے اور تربیلا ڈیم کو extend کیا جا رہا ہے۔ یہ تمام ڈیمز پاکستان کے لئے ایک سستی بجلی فراہم کرنے کا بہترین موقع مہیا کریں گے اور آئندہ 5 سے 9 سال کے عرصے میں یہ ڈیمز پایہ تکمیل تک پہنچ جائیں گے۔ ہمارے وزیر اعظم نے جس طرح tourism کو develop کیا ہے آج تک کسی نے اس پر بھی توجہ نہیں دی۔ جس طرح tourism کے لئے نارتھ ایئر لائن بنائی گئی لیکن ہماری پچھلی حکومتوں نے اپنی بلیو ایئر لائن اور شاہین ایئر لائن تو بنا دی لیکن پی آئی اے کو ڈبو کر رکھ دیا۔ ہمارے وزیر اعظم نے ایک نارتھ ایئر لائن بنائی ہے جو کہ باہر کے tourists کو اور باہر سے آنے والے سیاحوں کو پاکستان کے خوبصورت مقامات کی سیر کرائے گی اور ہمیں اس سے ریونیو حاصل ہو گا اور پاکستان ترقی کرے گا اور دنیا میں پہنچایا جائے گا کہ یہ کتنا خوبصورت اور حسین ملک ہے جس کو آج تک کبھی ظاہر نہیں کیا گیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! سڑکوں کے بارے میں ابھی میرے ایک بھائی نے کہا کہ سڑکیں نہیں بنائی جا رہیں اور سڑکیں ہمارے گاؤں میں نہیں بنیں۔ ان کے خود اپنے بیان میں یہ تضاد ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لیڈر نے سڑکیں بہت بنائی اور اپنے علاقے کا ذکر کرتے ہیں کہ میرے علاقے میں سڑکیں ہیں، سکول ہیں اور نہ کچھ ہیں تو آپ پندرہ سالوں میں یہ احتجاج اپنی حکومت سے ضرور کرتے اور اگر آج احتجاج کیا ہے تو ہم اس پر ضرور نظر ثانی کریں گے۔ اس کے علاوہ جس طرح ہماری حکومت نے ٹیکسٹائل کو فروغ دیا آج پورا پاکستان اس حقیقت کو تسلیم کر رہا ہے کہ وہ ملیں جو فیصل آباد میں بند پڑی تھیں آج وہ اپنی بہترین performance دے رہی ہیں۔ ہمارے وزیر اعظم نے Malaysia سے textile computerized machines منگوائی ہیں جو کہ ایسا کپڑا اتیار کر رہی ہیں جو جاپان کے کپڑے کو مات دے رہی ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! آج ہماری ٹیکسٹائل ملز اور اس کے مزدور ہماری حکومت کو دعائیں دے رہے ہیں۔ جس طریقے سے ساؤتھ پنجاب میں ترقی کا آغاز کیا، ساؤتھ پنجاب کی محرومیاں بھی آج تک کسی نے نہیں دیکھیں اور آج ساؤتھ پنجاب کو بھی ہسپتال، یونیورسٹیاں اور Mother and Child Care Centers کو بہترین سہولیات سے مزّین کیا جا رہا ہے جس کے لئے ہم عثمان احمد خان بُزدار کی کوششوں پر اُن کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے شب و روز محنت سے اپنے اس محروم علاقے کی ترقی کے لئے کام کیا ہے۔ ہماری حکومت نے اقلیتوں کے لئے بھی کام کئے ہیں اُن کو بھی نظر انداز نہیں کیا اور بابا گرونانک یونیورسٹی اور کرتارپور میں جس طرح سے راہداری بنائی گئی ہے اور اُن کا آنا جانا آسان کیا گیا ہے اُس کے لئے آپ اُن سے پوچھیں کہ وہ پاکستان کی حکومت کے کتنے ممنون اور شکر گزار ہیں۔ اب جو یونیورسٹی بنائی جا رہی ہے یہ اقلیتوں کی ترقی کے لئے ایک اور اہم قدم ہے اس کے لئے میں یہ سمجھتی ہوں کہ جس طرح کہا جا رہا ہے کہ کوئی کام تو بتائیں یہ سب وہ کام ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: محترمہ! Please wind up کریں۔

محترمہ شعوانہ بشیر: جناب چیئرمین! یہ سب وہ کام ہیں جن سے ہمیں پاکستان کی عوام کو یہ حوصلہ پیدا ہو رہا ہے کہ پاکستان ترقی کی راہ پر گامزن ہو چلا ہے اور ایک صحیح سمت میں جا رہا ہے۔ باقی جو

بات مہنگائی کی جا رہی ہے کل میرے بھائیوں نے ساری چیزوں کے ریٹ بتائے دال، سبزیوں، چینی، اور آٹے کے لیکن مرغی کا ریٹ کسی نے نہیں بتایا۔ مرغی کا ریٹ اس لئے نہیں بتایا کہ ان کو پتا ہے کہ پولٹری فارمز کس کے قبضے میں ہیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! Please wind up کریں۔

محترمہ شعوانہ بشیر: جناب چیئرمین! جس کا قبضہ ہے انہوں نے اپنے فارمز بند کر دیئے اور قوم کو یہ مہنگائی کا تحفہ دے دیا۔ اُس پر کسی نے غور نہیں کیا۔ جو ریٹ نکالتا تھا وہ اب اپنے فارمز بند کر کے بیٹھا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: جی، Order in the House, please

محترمہ شعوانہ بشیر: جناب چیئرمین! اس کے علاوہ بے شمار سکیمیں ہیں کہ ہمارے وزیر اعظم نے جس طرح کشمیر اور فلسطین کی آواز کو پوری دنیا کے international forum پر جس بہادری دلیری اور شجاعت کے ساتھ پیش کیا پوری دنیا میں اس کی مثال نہیں ملتی تمام ملکوں کے سربراہان نے اس کو بے حد سراہا۔

جناب چیئرمین : جی، محترمہ wind up کریں آپ کو بات کرتے ہوئے دس سے بارہ منٹ ہو گئے ہیں۔

محترمہ شعوانہ بشیر: جناب چیئرمین! میں آخر میں دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کو اس مشکل حالات سے نکالے اور جس طرح اللہ کا فرمان ہے: (فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا) ہر مشکل کے بعد آسانی ہے اور یقیناً ہر مشکل کے بعد آسانی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس مشکل سے نکال کر آسانیوں کی طرف چلائے گا۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شیخ علاؤالدین! اگر آپ آگے تشریف لانا چاہتے ہیں تو آگے آکر بات کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے آپ کی توجہ اور محترم سیکرٹری صاحب کی توجہ اس طرف چاہتا ہوں کہ اس وقت ہاؤس میں آنے کے لئے ایک عام رکن اسمبلی کو باقاعدہ جناتی خصلات کا حامل ہونا چاہئے تب وہ آرام سے یہاں پہنچ سکتا ہے۔ آج بیک

سائیڈ سے روڈ کو بند کیا ہوا ہے، کُوپر روڈ سے، ڈیوٹی فری شاپ سے سب بند کیا ہوا ہے۔ یہ ہمارے لئے insulting ہے جس طریقے سے آج ہم اسمبلی میں پہنچے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں چاہوں گا کہ آپ اس پر توجہ دیں اور اس پر رولنگ دیں۔ اب میں بجٹ پر ہی بات کرنا چاہتا ہوں اور میں irrelevant نہیں ہوں گا انشاءاللہ۔ ایک عجیب حقیقت ہے، ایک تلخ حقیقت ہے اگر فنانس منسٹر سن رہے ہیں کہ Indian Income Tax Act غالباً 1921-22 ہے بنیادی طور پر جو آدمی 100 کیا، 50 روپے انکم ٹیکس دیتا تھا اُس کو تھانہ میں، کچہری میں کرسی پیش ہوتی تھی اور یہ ریکارڈ پر موجود ہے کہ کس طرح British Government اُس کو respect دیتی تھی۔ ہمارے جتنے معزز ممبران ہیں بجٹ پر بات کرتے ہیں کوئی یہ نہیں سوچتا کہ اس ملک میں، اس صوبہ میں جتنے کروڑوں روپے کا ٹیکس دینے والے لوگ ہیں اُن کو کیا ریلیف ہے؟ خدا کی قسم وہ اپنی سڑک نہیں ٹھیک کرواسکتے، وہ اپنا سیوریج نہیں ٹھیک کرواسکتے ہیں، وہ کچھ نہیں کرواسکتے کروڑوں روپیہ ٹیکس دیتے ہیں اور پھر باتیں بھی سنتے ہیں کہ کھا گئے، پی گئے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس بات پر توجہ دی جائے کہ وہ ادارے جہاں سرکار کا ایک گریڈ 17,18 کا کوئی آفیسر رہتا ہے اُن کے حالات دیکھیں اُن کی سڑکوں کے حالات دیکھیں۔

جناب چیئرمین! کیٹیگری اے کے اندر جہاں پر گلبرگ میں ایف سی سی کا علاقہ آتا ہے جہاں پر سپیکر پنجاب اسمبلی کا بھی گھر ہے، نجم سیٹھی کا بھی گھر ہے اُس کی سڑکوں کی حالت دیکھ لیں کیا ہے جو corporate payment کر رہے ہیں۔ وزیر خزانہ کو پتا ہے کہ میں کیا بات کرنے لگا ہوں میں companies کی بات نہیں کرتا، companies الگ سے کروڑوں روپیہ دے رہی ہیں individual جو ٹیکس دے رہا اُس کے لئے گورنمنٹ کیا سہولت دیتی ہے؟ اس ملک میں ایک ٹیکس گزار کے لئے کوئی سہولت نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہاں ہمدردی پیدا نہیں ہو رہی کہ ٹیکس دیا جائے تاکہ ملک چلے جس ایوان میں ہم آج بیٹھے ہیں یہ بھی ٹیکس گزار کی payment کا نتیجہ ہے۔

جناب چیئرمین! اب میں main بات شروع کرتا ہوں foreign remittances کا بہت ذکر ہو رہا ہے کہ foreign remittances آگئی ہیں، بہت آرہی ہیں digital account میں پیسا آرہا ہے۔ آپ کے علم میں ہے کہ میں نے resolution move کیا تھا اور

اُس resolution میں، میں نے یہ کہا تھا کہ جو non-resident پاکستانی ہیں اُن کو 7 فیصد Pak rupees میں اور 11 فیصد dollar پر دیا جار ہا ہے۔ میں پوچھتا ہوں جو پاکستان میں resident پاکستانی ہیں جن کا گناہ یہ ہے کہ انہوں نے آج تک ایک ڈالر باہر نہیں بھیجا اُن کو وہ پیسا کیوں نہیں مل رہا، اُن سے 35 فیصد corporate tax لیا جارہا ہے اور جو foreign سے digital account میں آرہا ہے یہ hot money ہے یہ کل کو بھگتا جائے گا اُن سے 10 فیصد ٹیکس لیا جارہا ہے آج تک گورنمنٹ کی طرف سے اس کا جواب نہیں آرہا ہے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ کاروباری لوگوں کو کہا جاتا ہے کہ آپ ٹیکس نیٹ میں آئیں یہ کریں وہ کریں۔ Believe me گورنمنٹ کے 20 محکمے ہیں جو صبح سے رات تک کاروباری لوگوں کو تنگ کرنے میں مصروف ہیں اُن اداروں میں EOBI, Social Security, Property Tax, Income Tax, Punjab Revenue Authority یہاں تک کہ Board Tax لیکن عجیب حقیقت ہے کہ مزارات کی آمدنیوں پر کوئی ٹیکس نہیں ہے۔ آپ صبح سے رات تک کسی دن میرے دفتر میں بیٹھیں اور آکر دیکھیں کہ کتنے محکمے پھرتے ہیں اور ٹیکس گزار کو کس طرح تنگ کرتے ہیں، پراپرٹی ٹیکس کے اندر اپیلیں سننا بند ہیں، میں پوچھتا ہوں کہ اپیل جو کہ کسی بھی property owner کا legal right ہے اُس کی اپیل کیوں نہیں سنتے اور Income Tax Law کے تحت یہاں بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر 1 کروڑ کی demand میں سے 1 روپیہ ٹوٹ جائے تو penalty نہیں لگ سکتی۔ یہ British Law ہے یہ complete ہے اور آج تک یہی نافذ ہے لیکن یہاں پر دھڑلے سے پیسا لیا جارہا ہے اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ حکومت بار بار ترقیاتی پروگرامز کا ذکر تو کر رہی ہے لیکن پورے بجٹ میں کہیں بے تحاشا بڑھتی ہوئی آبادی کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ اس کا کیا بنے گا عام طور پر بچوں کی تعداد ہر گھر میں بڑھ رہی ہے اور یہ جو آبادی بڑھ رہی ہے اس کے لئے بہترین زرعی زمینوں کو تباہ کیا جارہا لاہور کے ارد گرد 100 میل تک تمام سوسائٹیز اور گھر بن چکے ہیں اور دھڑا دھڑ بن رہے ہیں کوئی land use نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! ایک عجیب بات ہے یہ آپ کے علم میں بھی ہے یہ معاملہ میں نے اُٹھایا تھا کہ ان علاقوں کو Urban Property Tax کے ضمن میں لے آیا گیا ہے تاکہ کل کو اگر کوئی

گھر بنائے اور ان سے پوچھا جائے کہ تم نے گھر کیوں بنایا وہ اُٹھا کر 1ہزار یا 2ہزار روپے کا urban tax دِکھا دے کہ میرا تو اربن علاقہ ہے مجھے کون پوچھ سکتا ہے تو یہ حالات ہیں۔

جناب چیئرمین! دوسرا یہ کہ اگر آپ پورے بجٹ میں کہیں دِکھا دیں کہ ایک بھی diagnostic laboratory کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ Diagnostic laboratories جو کچھ عوام کے ساتھ کر رہی ہیں وہ ایک المیہ ہے ایک عام ٹیسٹ کے جو پیسا لئے جا رہے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں۔ بہت یونیورسٹیاں بنائی جا رہی ہیں اور بہت یونیورسٹیاں مانگی جا رہی ہیں کہ ہر جگہ یونیورسٹی بن جائے لیکن میں یہ ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں کہ ان یونیورسٹیوں میں جو پڑھے لکھے بے روزگار پیدا ہو رہے ہیں، وہ بہت بڑا مسئلہ ہیں۔ وہ بے چارے جن مسائل میں دوچار ہیں منشیات، جوئے میں وہ دیکھنے کی بات ہے۔ یونیورسٹیاں بنانے کے بعد دیکھنا یہ ہے کہ اُن کو جاپان کی طرز پر جب تک اُن کی کھپت نہ ہو کہ جو تعلیم وہ حاصل کر رہے ہیں اُن کی کہیں ڈیمانڈ بھی ہو، آپ کو میں ایک تلخ حقیقت بتاتا ہوں لیکن یہ حقیقت ہے ایک اچھا الیکٹریشن، ایک اچھا کارپینٹر، ایک اچھا پلمبر کس ریٹ پر ملتا ہے یہ آپ اور ایوان میں بیٹھے ہوئے بہت سے لوگوں کو پتا ہے کہ وہ کس ریٹ پر ملتا ہے اور اس کے کیا ریٹس ہیں؟ ایک اچھا ٹائل لگانے والا لاکھوں روپے ماہانہ کماتا ہے لیکن ہمارے ہاں جو لوگ یونیورسٹی سے فارغ ہو کر نکل رہے ہیں میں یہ بات ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ ہمارا ایک عام الیکٹریشن جو ہماری کمپنی میں کام کرتا ہے وہ ان سے زیادہ کماتا ہے تو یہ کیا ہے؟ میں آپ کا شکر گزار ہوں لیکن ایک بات میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ 570 ارب روپے کا ڈویلپمنٹ فنڈ رکھا گیا ہے اور یہ سب کا سب ہمارے پی ٹی آئی کے دوستوں کے لئے ہے اور اپوزیشن کے کسی ممبر کو ایک روپیہ نہیں دیا جائے گا۔ میرا حلقہ پی پی۔178 پچھلے تین سال سے کیا بُھگت رہا ہے وہ ایک المیہ ہے اس کا میں ذکر نہیں کروں گا لیکن انشاءاللہ وقت آئے گا تو ضرور بتائیں گے کہ ہمارے ساتھ کتنی زیادتی کی گئی ہے۔ لاہور اور اربن ایریاز میں 15، 15 اور 20، 20 منزلہ عمارتیں بنائی جائیں گی لیکن آپ مجھے خود بتائیں کیونکہ آپ خود بھی بھگت رہے ہیں اور باقی تمام لوگ بھی جانتے ہیں کہ اس وقت لاہور میں ٹریفک کا ازدحام ہے۔ کیڑی کی چال سے ٹریفک چل رہی ہے۔ میں آج ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ لاہور میں جو مناسب ایریاز میں فلیٹ مل رہے ہیں، کہیں کوئی فلیٹ اڑھائی، تین اور چار کروڑ روپے سے کم کا نہیں مل رہا۔ یہ فلیٹ پھر کون خریدے گا؟ جو لوگ یہ فلیٹ خریدیں گے ان کے پاس گاڑیاں

بھی ہوں گی اور جب گاڑیاں ہوں گی تو پھر ٹریفک کا رش بڑھ جائے گا۔ ان کی کوئی پلاننگ نہیں ہے۔ یہ وہی انفراسٹرکچر ہے جو کہ پاکستان بننے کے بعد 50 کی دہائی میں بنایا گیا اسی کے تحت آج 15،15 اور 20،20 منزلہ عمارتیں بنائی جا رہی ہیں تو اس کا پھر حشر کیا ہو گا؟ تلخ حقیقت یہ ہے کہ آج سے صرف 25،20 سال پہلے لاہور میں 40 سے 50 فٹ گہرائی پر پینے کے لئے پانی مل جاتا تھا لیکن آج یہ 400 فٹ گہرائی سے نیچے جا چکا ہے۔ جب تک underground water میٹھا نہیں ہو گا اس وقت تک کچھ نہیں ہو سکتا۔ ہماری زمینوں کو غلط پلاننگ اور سفیدے کے درختوں نے تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔

جناب چیئرمین! آخر میں، میں آپ کے توسط سے اپنی بات کو wind up کرتے ہوئے اپنے بھائیوں سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر کہا جاتا ہے کہ سنٹرل پنجاب اور اپر پنجاب نے جنوبی پنجاب کا نقصان کر دیا۔ مشتاق گرمانی سے لے کر نواب صادق حسن، مصطفیٰ کھر اور بھی بہت سے لوگ آئے ہیں جن کا تعلق جنوبی پنجاب سے تھا۔ یوسف رضا گیلانی صاحب کا تعلق بھی جنوبی پنجاب سے تھا اور انہوں نے حکومت کی ہے لیکن اب فیشن بن چکا ہے کہ سنٹرل پنجاب اور اپر پنجاب کو برا بھلا کہا جائے تو یہ بہت زیادتی ہے۔ میں صرف ریکارڈ پر ایک بات لانا چاہتا ہوں جب جنوبی پنجاب علیحٰدہ ہو جائے گا تو عوام کو کچھ نہیں ملے گا۔ آپ یہ بات یاد رکھئے گا کہ لاہور نے جنوبی پنجاب بلکہ پورے ملک کو بہت کچھ دیا ہے لیکن لاہور، سنٹرل پنجاب اور اپر پنجاب کو بُرا کہا جاتا ہے۔ آپ ذرا اپر پنجاب کی قربانیاں جنگوں میں بھی دیکھ لیں تو ایسا نہ کریں۔ جنوبی پنجاب کے ساتھی بھی ہمارے بھائی ہیں اور وہ ہمارا ہی حصہ ہیں لیکن ایک فیشن سے نکل جائیں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: اب محترمہ عظمیٰ کاردار اپنی بات کریں۔

جناب عبدالرحمٰن خان: جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، جناب عبدالرحمٰن خان!

جناب عبدالرحمٰن خان: جناب چیئرمین! میں آپ کی اور پورے ہاؤس کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ماشاءاللہ آپ نے یہ اسمبلی ہال بہت ہی خوبصورت بنایا ہے لیکن افسوس کہ جتنے بھی ڈرائیور حضرات ہیں ان کے لئے باہر کوئی sheds نہیں بنائے گئے اور ان کے لئے پینے کے

پانی تک کا بندوبست نہیں کیا گیا۔ وہ ڈرائیور جو آپ کے ساتھ دھوپ میں جل رہے ہیں وہ جو آپ کی خدمت کرتے ہیں ان کو آپ کہتے ہیں کہ ہم ائرکنڈیشن ہال میں جا رہے ہیں اور آپ دھوپ میں بیٹھ کر کوئلہ بنیں۔

جناب چیئر مین: جناب عبدالرحمٰن خان! جی، انشاءاللہ کچھ کرتے ہیں۔

جناب عبدالرحمٰن خان: جناب چیئر مین! دوسری بات مجھے یہ بتائیں کہ جتنے ممبران اس ہاؤس میں بیٹھے ہیں are they honourable or not? If they are not honourable just let us now we will walkout and we should be treated honourably. یہ نہیں کہ ہمیں ایک گیٹ سے کہا جائے کہ اِدھر سے اور دوسروں سے کہا جائے کہ اُدھر سے جاؤ اور پھر گاڑی کھڑی کرنے کے بعد ہمیں کہیں کہ آپ پچھلے گیٹ سے چلے جائیں this is no way. If the Minister can come from this way we will also come from this gate and if we can’t then we will see no minister enters from this side. یہ سارے ہم یہاں پر بیٹھے ہیں۔ We all have collectively decided that all members should be given equal respect.

جناب چیئر مین: جناب عبدالرحمٰن خان! بہت شکریہ۔ آپ نے ایک چیز point out کر دی ہے لہٰذا انشاءاللہ اس مسئلے کو حل کرتے ہیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ کاردار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئر مین! شکریہ۔ سب سے پہلے اس ایوان کو بہت مبارک باد کہ یہ واحد ایوان ہے کہ جہاں ہمارے سامنے حضرت محمد ﷺ کے نام کے ساتھ خاتم النبیّن آویزاں ہے جس کو ہم روزانہ آ کر دیکھتے ہیں۔ یہ سعادت کسی اور ایوان کو حاصل نہیں ہے۔ دوسرا میں اپنے معزز سپیکر چودھری پرویز الٰہی کو مبارکباد دوں گی کہ ان کے ہاتھوں سے یہ پراجیکٹ شروع ہوا اور انہی کے ہاتھوں سے یہ اختتام پذیر ہوا کیونکہ نیت بالاعمال ہے لہٰذا ان کو اللہ تعالیٰ نے یہ بہت بڑا ایک اعزاز بخشا ہے۔ اب ہم اپنے لیڈر آف دی اپوزیشن کی تقریر کی طرف آتے ہیں۔ ہم نے ان کو سنا تو ان کی الف لیلا کی کہانی ان کے اپنے ممبران کو بھی سمجھ نہیں آئی وہ بھی اپنے ہونٹوں میں انگلیاں دبا کر اِدھر اُدھر دیکھتے رہے کہ یہ بات کیا کر رہے ہیں؟ اصل

میں بات یہ ہے کہ ان کے پاس سوائے بغلیں بجانے کے اور کچھ باقی نہیں بچا ہے اس لئے کیونکہ پنجاب کا ہر بچہ، بوڑھا اور جوان خوشیاں منا رہا ہے کیونکہ یہ وہ بجٹ ہے جس سے اُن سب کا ہاتھ تھاما گیا ہے۔ اس بجٹ میں کسان، مزدور، نوجوان، چھوٹے بزنس مین، بڑے بزنس مین، تاجر، خواتین اور دہاڑی دار کا بھی ہاتھ تھاما گیا ہے تو اس لئے ان کو سمجھ نہیں آرہی کیونکہ ان کا لوٹ مار کا پروگرام بند ہو گیا ہے۔ ان کی دکانیں بند ہو گئی ہیں تو اب ان کو بغلیں بجانے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں ہے لہٰذا میری ان کے ساتھ بہت ہمدردی ہے۔ ان کے اپنے لیڈر مفتاح اسماعیل سے جا کر اگر مشورہ کر لیتے تو بہت اچھا ہوتا اور بھی ان کے بہت بڑے فنانس کے لیڈر ہیں جنہوں نے تو خود ہمارے بجٹ کی تعریف کی ہے۔ میں یہ بھی بتاتی چلوں کہ ان کو اپنے کاروبار میں ریکارڈ منافع ہوا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! ان کو ہماری policies کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ ہماری policies کی وجہ سے انہوں نے اتنا زیادہ منافع کمایا ہے۔ ہمارے ایک فاضل ممبر کہتے ہیں کہ کیسے ایک دم سے growth rate 3.94 فیصد ہو گیا۔ ہم آپ کو بتاتے ہیں لیکن آپ کو بھی کچھ سمجھ بوجھ ہونی چاہئے یہ جو آپ نے بات کی تھی کہ سروسز sector میں Beauticians کا sales tax کم کر دیا اور شیف کا سیلز ٹیکس کم کر دیا ہے لہٰذا آپ سمجھا کریں اور تھوڑا سا آپ اکانومی کو پڑھ کر آیا کریں۔ پچھلے سال 25 سروس سنٹرز کے سیلز ٹیکس 16 فیصد سے 5 فیصد پر لائے تھے یہ اسی پالیسی کا نتیجہ ہے اس مرتبہ بھی 10 سروس سنٹرز جن کا سیلز ٹیکس 16 فیصد سے 5 فیصد پر لے کر آئے ہیں اور مزید بھی سروس سنٹرز کا growth rate 4.3 فیصد ہو گیا ہے۔ West کا SDGs کا ایجنڈا ان کو آج سمجھ آیا ہے لیکن ہمارے حضرت محمد ﷺ چودہ سو سال پہلے سکھا کر چلے گئے تھے۔ SDGs کے سارے اصول ریاست مدینہ کے تھے، مساوی حقوق، rule of law and justice for all تو یہ ریاست مدینہ تھی اور یہی وہ ریاست مدینہ تھی جس کا خواب پرائم منسٹر عمران خان دیکھتے ہیں اور نیت بالاعمال انشاءاللہ یہ خواب اب پورا ہونے جا رہا ہے۔ اب ہم آتے ہیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! اب ہم بجٹ پر آتے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ کاردار: جی، اب ہم بجٹ پر آتے ہیں، 560 ۔ارب روپے کا جو ڈویلپمنٹ بجٹ ہے یہ growth oriented budget ہے۔میرے خیال میں فنانس منسٹر صاحب ابھی ایوان سے باہر نکلے ہیں میں ان کی excellent effort پر بہت appreciate کرنا چاہوں گی اور انشاء اللہ تعالیٰ یہی بجٹ 2023 میں ایک trillion پر چلا جائے گا۔ڈاکٹر اشفاق احمد ماہر معیشت ہیں وہ پچھلے تین سال سے ہمارے بجٹ سے بڑے خائف تھے اور ہمارے بہت ناقد تھے لیکن اس دفعہ انہوں نے میڈیا پر کیا سٹیٹمنٹ دی ؟ انہوں نے کہا کہ بھائی میں تو بڑا حیران ہوا ہوں چونکہ یہ بہت budget well received ہے۔ان سے پوچھا گیا کہ وہ کیسے ؟ وہ کہتے ہیں کہ میں اسلام آباد چیمبر گیا وہاں سارے خوش تھے، میں لاہور چیمبر آف کامرس آیا وہاں سارے بہت خوش تھے، میں کراچی چیمبر آف کامرس گیا وہاں سارے بہت خوش تھے۔اسے کہتے ہیں انڈسٹری کو بڑھاوا دینا، اب انڈسٹری کی growth 3 percent بڑھ گئی ہے یہ وہ پالیسیاں ہیں جن کی وجہ سے ہمارا Growth rate 3.94 فیصد ہو گیا ہے اس لئے آپ غم اور فکر نہ کریں کیونکہ ہم نے ہر طبقہ فکر کا ہاتھ تھاما ہے۔

جناب چیئرمین! Growth oriented budget کب آتا ہے ؟ تب آتا ہے جب آپ کے لیڈر کا کوئی personal agenda نہ ہو، جب آپ کے لیڈر کا صرف ایک national interest ہو۔ ہم نے اور آپ نے وزیر اعظم پاکستان جناب عمران خان کو صادق اور امین declare نہیں کیا بلکہ انہیں سپریم کورٹ آف پاکستان نے صادق اور امین declare کیا ہے اور ان کا ایجنڈا صرف پاکستان کے عوام ہیں اس کے علاوہ ان کا کوئی ایجنڈا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! پلیز wind up کیجئے ۔

محترمہ عظمیٰ کاردار: جناب چیئرمین! باقی لوگوں کو دس دس، بارہ بارہ منٹ ملے ہیں تو مجھے بھی تھوڑا سا ٹائم دے دیں۔اب میں زراعت کے حوالے سے عرض کرتی ہوں کہ یہ زراعت پر zero percent growth چھوڑ کر گئے تھے لیکن اب ہم زراعت پر 100۔ارب روپے لگا رہے ہیں جس سے وہ growth 2.5 percent ہو چکی ہے۔ہمارے کسانوں کی انکم 32 percent increase ہو گئی ہے۔یہ گنے کی قیمت 130 روپے فی من پر چھوڑ کر گئے تھے اب کسان کو گنے کی قیمت فی من 250 سے 300 روپے تک ملی ہے، بلا تفریق تمام کسانوں کو کسان کارڈ مل رہا ہے۔اویس لغاری

صاحب نے Preventive Care کی بات کی کہ ہم نے کوئی Preventive Care نہیں کی ذرا میں ان کو بتاتی چلوں کہ ان کا جو صاف پانی کا پراجیکٹ تھا پاکستان مسلم لیگ (ن) نے ساڑھے سات ارب روپے میں کتنے پلانٹ لگائے ؟ انہوں نے صرف 160 پلانٹ لگائے لیکن پی ٹی آئی کی حکومت نے پانچ ارب روپے میں کتنے پلانٹ لگائے ؟ ہم نے 1600 پلانٹ لگائے۔ وہ سارا پیسا کدھر گیا؟ ایم ایم عالم روڈ پر پلازے میں آگ لگا کر علی باہر بھاگ گیا۔ سب کو پتا ہے کہ علی کون تھا؟

جناب چیئرمین ! گریڈ 1 سے گریڈ 19 تک کے سرکاری ملازمین کو 25 percent extra allowances مل رہے ہیں اس میں 10 فیصد add کریں تو یہ اضافہ 35 فیصد بنتا ہے۔

جناب چیئرمین: محترمہ ! پلیز wind up کیجئے۔

محترمہ عظمیٰ کاردار: جناب چیئرمین ! اپوزیشن لیڈر نے اپنی تقریر میں بڑے فخریہ انداز سے کہا کہ 635۔ ارب روپے مختص کیا یہ بھی بتا دیتے کہ اس میں utilize کتنا کیا تھا؟ انہوں نے صرف 411۔ ارب روپے utilize کیا تھا۔ پھر انہوں نے بڑے فخریہ انداز میں بولا کہ ہمارے دور میں جنوبی پنجاب کے لئے 228۔ ارب روپے بجٹ تھا۔ ارے بھائی یہ بتانا کیوں بھول گئے کہ اس میں سے 165۔ ارب روپے واپس اورنج ٹرین میں جھونک دیئے۔

جناب چیئرمین: چلیں اب جلسے سے خطاب ہو گیا ہے۔

محترمہ عظمیٰ کاردار: جناب چیئرمین ! قائد حزب اختلاف نے کہا کہ میں کوئی sweeping statement نہیں دے رہا، بالکل آپ sweeping statement نہیں دے رہے بلکہ آپ تو sweep کر کے سارا قومی خزانہ ہی باہر لے گئے۔

جناب چیئرمین: محترمہ ! پلیز wind up کریں۔

محترمہ عظمیٰ کاردار: آپ تو منی لانڈرنگ کر کے سب کچھ ٹی ٹی کے ذریعے لے گئے۔

جناب چیئرمین: محترمہ ! بہت شکریہ۔

محترمہ عظمیٰ کاردار: جناب چیئرمین ! میرا آخری پوائنٹ home-based worker کے ساتھ منسلک ہے یہ بہت ہی اہم ہے اس لئے میں صرف ایک منٹ مزید لوں گی۔ الحمدللہ home- based worker کا بل introduce ہو چکا ہے پنجاب میں دس سے بارہ ملین خواتین ہیں اس وقت یہ دس سال

پیچھے جاچکی ہیں چونکہ Covid میں ان کے سارے بزنس بہت بری طرح effect ہوئے ہیں اور بہت کے تو بزنس بالکل بند ہو گئے، تھوڑی تھوڑی اجرت تھی وہ بھی بالکل بند ہو گئی ہے۔انشاءاللہ یہ بل پاس بھی ہو جائے گا لہذا میں وزیر خزانہ سے استدعا کرتی ہوں کہ انہوں نے جو 40 ارب روپے پر مشتمل Covid Rehabilitation Fund رکھا ہے اس میں سے ان کے لئے علیحدہ soft loans رکھیں تاکہ ان کی income generation دوبارہ revive ہو یہ ابھی poverty scorecard میں نہیں آتیں، یہ ابھی احساس پروگرام میں بھی نہیں آتیں کیونکہ یہ کمارہی تھیں لیکن اب بالکل نیچے جاچکی ہیں لہذا ہم نے ان کا ہاتھ تھامنا ہے، ہم نے ان کی ٹریننگ کروانی ہے اور ہم نے ان کو مارکیٹنگ کے display centers دینے ہیں۔ہمارا جو اگلا ADP آنا ہے اس میں ان کے لئے خصوصی فنڈز مختص کریں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سید علی حیدر گیلانی!

سید علی حیدر گیلانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، الحمد للہ وحدہ الصلوٰۃ والسلام علیٰ ملا نبی بعد۔ جناب چیئرمین! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے تقریر کرنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے تو آپ ،اس ایوان کو اس نئے اسمبلی ہال میں بجٹ سیشن کے انعقاد پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور میں امید کرتا ہوں کہ جس طرح ہمارا یہ ہال خوبصورت ہے اسی طرح یہاں پر ہماری جو debate ہو گی اس کا معیار بھی اتنا ہی خوبصورت اور بلند ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! قومی اسمبلی اور بلوچستان اسمبلی میں بجٹ کے دوران جو کچھ دنیا نے دیکھا اس سے پوری دنیا میں تمام پاکستانیوں کے سر شرم سے جھک گئے ہیں۔ہمیں اس بات کا اندازہ نہیں ہے کہ اگر ہم ان august Houses میں آکر یہ تماشا کریں گے تو باہر کی دنیا میں ہمارا image کس طرح reflect ہو گا۔

جناب چیئرمین: گیلانی صاحب! سپیکر صاحب کی مہربانی سے پنجاب خبروں میں ہے کہ ماشاءاللہ ہمارا اجلاس بڑا پرامن رہا ہے۔

سید علی حیدر گیلانی: جناب چیئرمین! جی، بالکل اور میں نے اسی لئے پنجاب کا ذکر نہیں کیا بلکہ قومی اسمبلی اور بلوچستان اسمبلی کا ذکر کیا ہے۔

جناب چیئر مین: پنجاب میں دونوں بنچز نے سپیکر صاحب کی بات مانی ہے۔

سید علی حیدر گیلانی: جی بالکل درست بات ہے اور اس بات کا credit جناب سپیکر اور پورے ایوان کو جاتا ہے Both sides of the aisle سب نے اس بجٹ اجلاس میں بڑا responsibly act کیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئر مین! موجودہ حکومت نے پچھلے تین سالوں میں پنجاب کے 165 حلقوں کو ترقیاتی فنڈز سے محروم رکھا ہے۔پنجاب کی 50 فیصد عوام کو صحت کی سہولیات، تعلیم کی سہولیات، سینی ٹیشن اور انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ سے محروم رکھا گیا ہے۔میں فنانس منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا میرا پنجاب ان کا پنجاب نہیں ہے، کیا میرے پنجاب اور ان کے پنجاب میں فرق ہے اور کیا میرے پنجاب اور 165 حلقوں کے عوام ٹیکس نہیں دیتے؟اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔

جناب چیئر مین: .order in the House جی!

سید علی حیدر گیلانی: جناب چیئر مین! میرے حلقے کی عوام کا صرف یہ قصور ہے کہ انہوں نے اپنے ضمیر کو ووٹ دیا ہے۔ یہاں پر جنوبی پنجاب کا issue raise ہوا جو بہت important issue ہے، میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعظم نے جنوبی پنجاب کے عوام سے یہ وعدہ کیا کہ وہ 100 دنوں میں تمام رکاوٹیں عبور کرکے جنوبی پنجاب کے صوبہ کو عملی جامہ پہنائیں گے لیکن تین سال گزر جانے کے باوجود ہم وہ وعدہ وفا نہیں کر سکے۔میں آج آپ کے توسط سے on the floor of the House عمران خان صاحب کو ان کا وعدہ یاد کرانا چاہتا ہوں۔

جناب چیئر مین! وزیر خزانہ نے فرمایا کہ سارا پنجاب ہمارا پنجاب، انہوں نے بالکل درست فرمایا میں تو کہتا ہوں کہ سارا پاکستان ہمارا پاکستان، سارا عالم اسلام ہمارا عالم اسلام لیکن میری مجبوری اور میرے ساتھ یہاں پر حکومتی بنچز پر جنوبی پنجاب سے تعلق رکھنے والے معزز ممبران کی مجبوری ہے کہ ہم عوام سے صوبہ کا وعدہ کرکے آئے ہیں۔ہم نے پھر عوام کے پاس جانا ہے، ہم تین سال تک ان سے کئے گئے وعدے کو وفا نہیں کر سکے۔عمارتیں کبھی بھی حقوق کا متبادل ہوا کرتی ہیں اور نہ ہی کبھی نوکر شاہی عوامی ترجمانی کا اختیار حاصل کر سکی ہے۔ہمیں صوبہ دے دیں سیکرٹریٹ ہم خود بنالیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! پی ٹی آئی کے ساتھ لاکھ اختلاف ، اس حکومت کے ساتھ ، وفاقی حکومت کے ساتھ لاکھ اختلاف لیکن میں آج آپ کے توسط سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ میں اپنے چار کروڑ سرائیکی وسیب کو حقوق دلانے کی خاطر پاکستان پیپلز پارٹی پنجاب اسمبلی، قومی اسمبلی اور سینیٹ میں تحریک انصاف کے ساتھ تعاون کرنے کو تیار ہے۔

جناب چیئرمین! Federal Divisible Pool میں پنجاب کا حصہ 1432 بلین روپے بنتا ہے۔ پنجاب حکومت یہ claim کرتی ہے کہ وہ 1354 بلین روپے وصول کر چکی ہے۔

This is a blatant lie because the actual picture is reflected in the civil document of the Province which says there is a shortfall of two hundred and fifty five billion.

اس 255 ارب روپے کا حساب کون دے گا؟ یہ پنجاب کی عوام کا پیسا ہے لہٰذا ہمیں اس کا حساب چاہئے۔

جناب چیئرمین! میں اس ایوان کی توجہ ایک بہت ہی اہم issue کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ میرے ہاتھ میں یہ Budget Document Statement 2021-22 ہے۔ پنجاب کی عوام بُھوک سے مر رہی ہے لیکن اس حکومت کی شاہ خرچیاں دیکھنے کے قابل ہیں۔ موجودہ حکومت نے VIP Flight Maintenance and Operation کی مد میں رواں مالی سال کے لئے 183 ملین روپے رکھے تھے اور اب اس رقم کو بڑھا کر اگلے مالی سال کے لئے 640 ملین روپے مختص کر دیئے گئے ہیں جو کہ 390 فیصد اضافہ ہے۔ اس کے باوجود یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ غریب عوام سے محبت کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! غازی بروتھا ہائیڈل پاور پلانٹ سے پنجاب کے حصے کا سالانہ منافع 50۔ارب روپے بنتا ہے جو کہ ایک طے شُدہ فارمولا کے تحت تمام صوبوں کو دیا جاتا ہے۔ پنجاب کو اس مد میں اس سال 7.5۔ارب روپے دیئے گئے ہیں اور اس مد میں اگلے سال کے لئے پنجاب کے حصے میں 40۔ارب روپے آتے ہیں جو کہ کہیں پر درج نہیں ہیں تو میں اس تضاد اور ناانصافی کا سہرا کس کے سر پر ڈالوں؟

جناب چیئرمین! جناب وزیر خزانہ ایوان میں تشریف فرما ہیں۔انہوں نے اپنی پوسٹ بجٹ پریس کانفرنس میں (PRA)Provincial Revenue Authority کی بڑی تعریف کی ہے۔انہوں نے کہا کہ Provincial Revenue Authority کو125 بلین روپے کا target ملا تھا جبکہ انہوں نے 141 بلین روپے کی recovery کر لی ہے یعنی ٹارگٹ سے زیادہ recovery کی گئی ہے۔یہ بھی ایک بہت بڑا جھوٹ ہے۔یہ بجٹ کی ساری کتابیں جھوٹ بول رہی ہیں۔میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ جھوٹ کیسے ہے۔جناب والا! input adjustment of sale tax کی مد میں پنجاب کے55-ارب روپے بنتے ہیں۔اس میں سے PRA کو FBR نے 16.5-ارب روپے صرف اپنا کھاتہ ٹھیک کرنے کے لئے دیئے ہیں۔ This figure is not reflected in any Budget Document. صوبہ پنجاب کی economy ایک agro-based economy ہے۔یہاں پر بیٹھے ہوئے65 فیصد سے زیادہ معزز ممبران agriculture پر depend کرتے ہیں۔وزیر خزانہ نے کہا ہے کہ یہ ایک Tax Free Budget ہے۔یہ بھی جھوٹ ہے۔اس سال زرعی انکم ٹیکس میں 2.5-ارب روپے collect کئے گئے اور اگلے مالی سال کا ٹارگٹ 5.25-ارب روپے رکھا گیا ہے یعنی اس میں 110 فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ پہلے سے پسے ہوئے کسانوں کے ساتھ بہت بڑی ناانصافی ہے۔

جناب چیئرمین!اب میں ADP کے حوالے سے بات کروں گا۔ Budget Estimate-2021 کے مطابق حکومت یہ claim کرتی ہے کہ:

They have spent 375 billion, which is again a lie. I challenge this figure. This is a lie.

بے شک اس کی پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ اور سول اکاؤنٹس سے تصدیق کروالی جائے کہ 15-جون 2021 تک صرف255-ارب روپے خرچ کئے گئے ہیں اور یہ100-ارب روپے کا جھوٹ ہے۔

جناب چیئرمین! Annual Development Programme for South Punjab کے حوالے سے انہوں نے الگ سے کتاب چھاپی ہے۔یہ کتاب میرے ہاتھ میں ہے۔(معزز رکن نے کتاب لہرا کر دکھائی)اس کتاب کے صفحہ 281 پر Special Programms کی مد میں 35.70-ارب روپے رکھے گئے ہیں اور اس میں سے 28.2-ارب

روپے earmarked کئے گئے ہیں۔یہ کن سکیموں کے لئے earmarked کیا گیا ہے؟ یہ ایسی سکیمیں ہیں جو کہ ابھی تک identify ہوئی ہیں اور نہ ہی approved ہوئی ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ رقم پی ٹی آئی کے ہارے ہوئے ایم پی اے اور ایم این اے کو نوازنے کے لئے اپنے صوابدیدی اختیار میں رکھی ہوئی ہے۔اسی طرح ساؤتھ پنجاب کے ADP میں 198 بلین روپے رکھے گئے ہیں جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ بڑا اچھا step ہے۔اب اس میں سے خرچ کتنے ہوتے ہیں یہ ہمیں اگلے سال معلوم ہو گا۔جناب وزیر خزانہ نے کہا ہے کہ:

This budget is a human development budget and not a visible budget.

اب اس کی کہانی بھی سُن لیں کیونکہ یہ بھی ایک بہت بڑا جھوٹ ہے۔میں آپ کی توجہ صفحہ نمبر 250 کی طرف مبذول کرواتا ہوں۔یہاں پر Labour and Human Resource Development کی مد میں 147 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔اس رقم کا ساؤتھ پنجاب کی آبادی کے حساب سے فی کس نکالا جائے تو یہ صرف 3 روپے 96 پیسے فی کس بنتے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ ساؤتھ پنجاب کی عوام کے ساتھ اس سے بڑھ کر کوئی اور مذاق نہیں ہو سکتا۔کیا ہم 3 روپے 96 پیسے فی کس کے حساب سے human development کریں گے؟ وزیر اعلیٰ صاحب کا ڈویژن ڈیرہ غازی خان ہے اور اس کے دو اہم اضلاع راجن پور اور مظفر گڑھ ہیں جن میں کوئی یونیورسٹی نہیں ہے۔کیا ان پیسوں سے ہم ادھر یونیورسٹی بنائیں گے؟

جناب چیئرمین! میں اپنی تقریر کا اختتام ایک شعر سے کروں گا۔میں یہ شعر حکومتی بنچوں، اپوزیشن بنچوں سے تعلق رکھنے والے معزز ممبران اور رانا مشہود احمد خان کی نذر کرتا ہوں۔

سر فروشی کا جنوں تم میں جگا جس دن
ظلم کے ہاتھ سے تلوار بھی گر جائے گی
یہ بات ہم نے بزرگوں سے سُنی ہے منظر
ظلم ڈھائے گی تو سرکار بھی گر جائے گی

جناب چیئرمین: اب جناب عمار صدیق تقریر کریں گے۔

جناب عمار صدیق خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمO جناب چیئرمین! میں انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے ایک اہم بحث میں مجھے بولنے کا موقع دیا ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ تحریک انصاف کی حکومت کو پہلے دن سے ہی غیر معمولی حالات درپیش رہے ہیں۔ معاشی بدامنی اور انتظامی امور تحریک انصاف کی حکومت کے لئے ایک بہت بڑا challenge تھا اور یہی وجہ ہے کہ اس ایوان میں ہم نے گزشتہ تین سالوں میں جو بجٹ پیش کئے ہیں وہ گرتی ہوئی معیشت کو کندھا دینے اور عام آدمی کی ضروریات زندگی کو بحال رکھنے کے لئے تھے۔ مجھے فخر ہے کہ اب economic indicators اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ ہم pro-development and pro-progress budget پیش کریں۔ ہمیشہ third world countries میں یہی ہوا ہے کہ جب معیشت کا پہیہ چلانا ہو، economic growth بڑھانی ہو، employment بڑھانی ہو تو حکومت اور محکمہ خزانہ کے پاس ایک ہی tool ہوتا ہے کہ وہ حکومتی expenditure کو بڑھائے۔ یہی وجہ ہے کہ 2600۔ارب روپے کا مثالی بجٹ پیش کیا گیا ہے جس کی پچھلے 15 سالوں میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! میں تحریک انصاف کی حکومت اور عمران خان صاحب کے منشور کے حوالے سے یہی کہتا ہوں کہ ہمیشہ انہوں نے soft investment کو promote کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس بجٹ میں محکمہ تعلیم اور محکمہ صحت کے لئے مثالی funds مختص کئے گئے ہیں۔ شعبہ صحت کے لئے 370۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں اور اس میں 98 ارب روپے کے ترقیاتی منصوبے بھی شامل ہیں۔

جناب چیئرمین! میں حکومت کے ایک احسن قدم کے حوالے سے بات کرنی چاہتا ہوں جو کہ یونیورسل انشورنس ہیلتھ پروگرام ہے۔ اس پروگرام پر عملدرآمد صحت انصاف کارڈ کی بدولت یقینی بنایا جائے گا۔ بڑی بڑی معیشت میں اس اقدام کو پُورا کرنے کے لئے بہت زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے لیکن ہماری وزیر صاحبہ نے پنجاب کی عوام کے لئے 11 کروڑ روپے کا جو target دیا میرے خیال سے یہ وزیراعظم پاکستان عمران کے vision اور پاکستان تحریک انصاف کے منشور کا بہترین عکاس ہے۔ میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ تعلیم کے شعبے میں 442 ارب روپے کی رقم جس میں 55 ارب کے قریب ترقیاتی بجٹ ہے میں اس پر پاکستان تحریک انصاف کی حکومت کو مبارک باد بھی پیش

کرنا چاہتا ہوں۔ پچھلے دو سالوں کے دوران upgradation بھی ہوئی لیکن بد قسمتی سے new infrastructure develop نہیں ہوا۔ میں یہ بھی request کرتا ہوں کہ اُس کی SNE بنائی جائے۔ یہاں پر missing facilities کی بھی بات ہوئی تو اُنہیں بھی پورا کرنا چاہئے اور پنجاب کے بچوں کے لئے تعلیم تک رسائی یقینی بھی بنانی چاہئے۔ میں اپنے حلقے کی بات کروں تو دو نئے کالجوں کا قیام اور 8 کالجوں و سکولوں کی upgradation کا صلہ پاکستان تحریک انصاف کی حکومت اور عمران خان کے vision کو جاتا ہے۔ اس بجٹ میں جو silent features تھے جن میں -pro development budget and regional equalization کے حوالے سے پاکستان تحریک انصاف کی حکومت اور جنوبی پنجاب کے اتحاد کو داد دیتا ہوں کہ پہلی بار جنوبی پنجاب کے development budget کو bifurcate کر کے ایک مثالی بجٹ دیا اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ بجٹ جنوبی پنجاب کے لوگوں کی امنگوں کے مطابق ہے اور اُن کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ایک بہترین بجٹ ہے۔ میں یہاں پر یہ بھی کہتا ہوں کہ پاکستان کے road network میں M&R کے فنڈز نہ لگیں اور routine maintenance نہ ہو تو یہ کھنڈرات کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ بد قسمتی سے بدترین معاشی بدامنی اور بدترین معاشی مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے اس پر ہم پیسے نہ لگا سکے لیکن اس بار road network کی مد میں 154 نئی سکیموں کا اضافہ ہوا، 13 ہزار کلو میٹر roads کی maintenance اور اُس میں اضافہ میں سمجھتا ہوں کہ connectivity and communication کے شعبے میں جب آپ خرچ کریں گے تو economic growth میں وہ بھی ایک اہم کردار ادا کرے گا۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں پاکستان تحریک انصاف کے سابقہ منصوبوں پر نظر ڈالنا چاہتا ہوں۔ صحت، زراعت اور دیگر شعبوں کے حوالے سے ہمارے حلقوں میں انصاف کارڈ اور چیک تقسیم کئے جا رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے ادوار میں ایک term use ہوئی کہ trickle down affect ہے کہ آپ economic indicators بہتر کر دیں تو اُس کا impact نچلی سطح پر بھی آ جائے گا لیکن عمران خان صاحب کے ان اقدامات کی وجہ سے bottom up approach اپنائی گئی جس کے تحت اس بجٹ میں اس معاشرے کا کوئی ایسا طبقہ نہیں ہے جو اس

سے فائدہ نہ اُٹھا سکے۔ یہ اقدام ملک پاکستان کو ترقی کی راہوں پر ڈالے گا اور پاکستان تحریک انصاف اس ملک کے ایک روشن مستقبل دے کر جائے گی۔

جناب چیئرمین! میں یہ request کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے صوبوں اور بالخصوص پنجاب کا ہمیشہ surplus budget جاتا ہے لیکن بد قسمتی سے ہمارے محکموں کے capacity issues ہیں کہ ہم اپنی allocations کو پورا نہیں کر سکتے لیکن اگر اس بار بھی allocation پوری نہ ہوئی تو ہم اپنی عوام کے بھی مجرم ہیں اور ہم اپنے حلقوں میں بھی اگلی بار اُس طرح سے development بھی نہیں کر سکیں گے اور اُن سے ووٹ بھی نہیں مانگ سکیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری حکومت کو capacity issues حل کرنے چاہئیں اور ہم خود بھی کوشش کریں گے کہ اپنی سکیموں کو execute کرنے میں محکموں اور انتظامیہ کا بھی بھرپور ساتھ دیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، میاں عبدالرؤف!

میاں عبدالرؤف: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے۔ جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔ اس نئی بلڈنگ کو شروع کرنے اور تکمیل تک پہنچانے پر چودھری پرویز الٰہی کا مشکور ہوں اور اس ایوان میں " انا خاتم النبیین لا نبی بعدی" کے الفاظ لکھوانے پر میں چودھری پرویز الٰہی کا قیامت تک مشکور ہوں۔

جناب چیئرمین! بجٹ کسی بھی حکمران جماعت کے منشور کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ وہ وعدے اور وہ باتیں جو الیکشن سے پہلے عوام سے کرتے ہیں جب وہ اقتدار میں آتے ہیں تو اُن کا بجٹ اُن وعدوں اور منشور کا عکس ہوتا ہے۔ پاکستان تحریک انصاف نے یہ تیسرا بجٹ پیش کیا انہوں نے عوام سے جو وعدے کئے جب میں ان کے منشور کو دیکھتا ہوں کہ تو مجھے اُن سب وعدوں کی نفی ملتی ہے۔ وعدہ تو یہ تھا کہ ہم status quo کو توڑیں گے، وعدہ تو یہ تھا کہ ہم روزگار دیں گے، وعدہ تو یہ تھا کہ ہم گورنر ہاؤس میں یونیورسٹی بنائیں گے، ہم ایوان میں نہیں رہیں گے، ہم وزیراعظم ہاؤس میں نہیں رہیں گے۔ میں سیاسی کارکن کی حیثیت سے آج پوچھ رہا ہوں کہ اُن میں سے کوئی ایک وعدہ بھی وفا ہوا؟

جناب چیئرمین! مہنگائی آسمانوں تک پہنچ گئی، امن و امان تباہ ہو گیا، معیشت برباد ہو گئی، غریب عوام کی چیخیں اور اُن کی سسکیاں اب حکمران جماعت کو سنائی نہیں دیتیں۔ پچھلے دور میں پٹرول کی دو روپے قیمت بڑھتی تھی میں عینی شاہد ہوں کہ میرے بہت سے انتہائی قابل احترام دوست ہاتھوں میں play cards پکڑ کر جلسے جلوس کرتے ہوئے سڑکوں پر آجاتے تھے لیکن آج اُن کو یہ مہنگائی نظر نہیں آتی؟

جناب چیئرمین! پاکستان کو بنے ہوئے 74 سال ہو گئے ہیں اُن 74 سالوں میں اُتنی مہنگائی نہیں ہوئی جتنی مہنگائی ان تین سالوں میں ہوئی ہے۔ یہ کسی ایک چیز کا موازنہ کر کے بتادیں کہ کون سی چیز سستی ہوئی ہے اگر کوئی چیز سستی ہوئی ہے تو وہ صرف انسان کی جان ہے۔ میں ان کے بجٹ پر ایک شعر کہنا چاہوں گا کہ:

کیوں سناتے ہو ہم کو جہنم کے افسانے
اس دور میں جینے کی سزا کم تو نہیں

جناب چیئرمین! اس ہاؤس سے 50 کلومیٹر دور منڈی فیض آباد جہاں کے ایک مزدور اس کو روزگار نہیں ملتا وہ ایک ہفتہ یا دو ہفتے کے پیسے جو اس نے جمع کئے ہوتے ہیں اس سے گزارہ کرتا تھا اور جب وہ پیسے ختم ہو جاتے ہیں اور اس کو کام نہیں ملتا مزدوری نہیں ملتی اس کو روزگار نہیں ملتا اور جب وہ گھر جاتا ہے تو اس کے بچے اس سے دودھ مانگتے ہیں، کھانا مانگتے ہیں اس سے اپنے بچوں کی بے بسی نہیں دیکھی جاتی وہ اپنے بچوں کو لیتا ہے ان کو پیار کرتا ہے اپنی بیوی کو لیتا ہے اور اپنے گھر کے پاس QB link میں اپنے آپ کو، اپنی بیوی کو، اپنے بچوں کو دریا برد کر دیتا ہے۔ میرا آج آپ سے یہ سوال ہے کہ کیا کوئی حکمران جماعت کا ممبر اس کے گھر اس کے خاندان والوں کے ساتھ فاتحہ کہنے گیا ہے؟ اسی طرح ظفروال میں ایک مزدور بھوک سے تنگ آتا ہے تو وہ اپنے بچوں کو اور اپنے آپ کو زہر دے دیتا ہے کیا وہ چیخیں کیا وہ سسکیاں اب حکومت وقت کو سنائی نہیں دیتیں۔

جناب چیئرمین! میں برملا کہوں گا کہ مرکز میں میاں شہباز شریف نے جس طریقے سے اس بجٹ کا postmortem کیا عوام کے سامنے حقائق رکھے اور بالکل ایسے ہی پنجاب میں میرے قائد میاں حمزہ شہباز شریف نے کیا ہے۔ کوئی ایک بھی figure اپنے پاس سے نہیں لیا ہے، کوئی

اعدادوشمار اپنے پاس سے نہیں نئے ہیں، آپ کے بجٹ کی دستاویزات Survey of Pakistanاور State Bank of Pakistanکی ویب سائٹ سے لی ہیں یہ سارے اعدادو شماروہاں سے لئے گئے ہیں آپ ان سب کو کیسے جھٹلا سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! اب میں احتساب کی بات کروں تو بڑا شور ہوتا ہے کہ لوٹ گئے، کھا گئے لیکن NRO نہیں دیں گے۔ تین سال ہوگئے ہیں ادارے آپ کے، حکومت آپ کی، ساری قوت آپ نے لگا دی ہماری کرپشن ڈھونڈنے میں مگر اللہ کا فضل ہے کہ عزت دینے والی وہی ذات ہے۔ میری قیادت آج سرخرو ہے اور مجھے فخر ہے احتساب کے اس عمل کو ننگا کس نے کیا میں بتاتا ہوں کہ کس نے کیا اس کو ننگا ندیم بابر نے کیا ہے، اس کو ننگا خسرو بختیار نے کیا ہے عامر کیانی نے کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سائیں بزدار اینڈ کمپنی نے کیا ہے، Ring Roadنے اور RUDAنے کیا ہے، ہم نے تو آپ کا سامنا کیا ہے۔

جناب چیئرمین: جی، میاں صاحب! براہ مہربانی صرف بجٹ پر بات کریں۔ یہی بات تو پھر وہ کرتے ہیں کہ آپ اس ملک کو برباد کرتے رہے ہیں پھر آپ بھی یہی بات repeatکر رہے ہیں۔

میاں عبدالرؤف: جناب چیئرمین! جی، میں بجٹ پر ہی آرہا ہوں ہم نے ان کا ہر حال میں سامنا کیا۔ آپ پنجاب کی PACکو establish نہیں کر سکے۔

جناب چیئرمین: جی، میاں صاحب! اس کو wind upکریں۔

میاں عبدالرؤف: جناب چیئرمین! مرکز میں PACموجود ہے اور میرے قائد رانا تنویر حسین اس کے چیئرمین ہیں میں یہ بات on the recordکہہ رہا ہوں کہ چیئرمین PACنے 470۔ارب روپے کی recoveryکی ہے اور جو آپ نے NABبنایا ہے اس نے ابھی تک صرف 700۔ارب روپے کی recoveryکی ہے اور ان تین سالوں میں PACنے صرف 400۔ارب روپے کی ہے اگر پنجاب میں بھی establishہوتی تو ہم آپ کی ignoreکی کرپشن کو پکڑتے۔

جناب چیئرمین: جی، میاں صاحب! اسے wind upکریں۔

میاں عبدالرؤف: جناب چیئرمین! میں اب بجٹ کی طرف آرہا ہوں اور اپنے حلقے کی بات کروں گا۔

جناب چیئر مین: میاں صاحب! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے آپ بجٹ پر بات کریں۔

میاں عبدالرؤف: جناب چیئر مین! میں آپ کے لئے اور پاکستان کے کسان کے لئے بتانا چاہتا ہوں کہ جس belt کو RUDA میں شامل کیا گیا ہے یہ وہ زمین ہے جس نے قیامت تک ہمیں اناج دینا ہے ہمیں سبزی دینی ہے اور اس پر زمیندار کے ساتھ کیا ظلم کیا جا رہا ہے کہ وہ زمین جس کا ریٹ 20 لاکھ 25 لاکھ روپے فی ایکڑ ہے اس کا ریٹ 1300 روپے فی مرلہ کر دیا ہے یہ حکومت ان کے حق پر ڈاکا ڈال رہی ہے۔ 1300 روپے فی مرلے کے اوپر وہ acquire کی جا رہی ہے میں آپ کو ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ بے شک آپ route نہ بدلیں لیکن ان میں 2 کلو میٹر کا جو area دریا میں بہہ رہا ہے اس میں جو آدھا کلو میٹر کا حصہ ہے اس پر جھیل بنا دیں اور جو باقی 1.5 کلو میٹر ہے اس پر high-rise buildings بنا لیں لیکن خدارا لاہور کے قریب کا جو علاقہ ہے اس کو بالکل ختم نہ کیا جائے۔

جناب چیئر مین: جی، میاں صاحب! اس کو wind up کریں۔

میاں عبدالرؤف: جناب چیئر مین! میرے حلقے میں سید پور انٹر چینج جو کہ لاہور اسلام آباد موٹر وے، لاہور کراچی موٹر وے، لاہور فیصل آباد موٹر وے اور لاہور شیخوپورہ موٹر وے سے منسلک ہے جس سے اتنی بڑی آبادی اس route کو استعمال کرتی ہے اور عرصہ دو سال سے اس میں کھڈے پڑے ہوئے ہیں۔ میں نے اس کا سوال بھی دیا تھا اور سمیع اللہ صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر بھی اس پر بات کی تھی لیکن وہ تعمیر نہیں ہو رہی اور اس میں ٹریفک بھی بند ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ PTI کے دو بڑے راہنماؤں کی آپس میں لڑائی ہے ایک کہتا ہے کہ میں نے تختی لگانی ہے اور دوسرا کہتا ہے میں نے تختی لگانی ہے میں ان کو تختیاں بنوا کر دیتا ہوں۔

جناب چیئر مین: جی، شکریہ میاں صاحب! اب محترمہ نیلم حیات! آپ بات کریں۔ رانا صاحب! Order in the House!

محترمہ نیلم حیات ملک: اَعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب چیئر مین! سب سے پہلے میں اس ایوان کی طرف سے اور اپنی طرف سے جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی کو

اتنا خوبصورت ایوان شروع کروانے اور وزیر اعلیٰ پنجاب جناب عثمان احمد خان بُزدار کو اتنا خوبصورت ایوان تکمیل تک پہنچانے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین!اس بجٹ کا حجم 2653۔ارب روپے ہے اور ہمارے وزیر خزانہ جناب مخدوم ہاشم جواں بخت صاحب اور ان کی پوری ٹیم نے جس محنت سے یہ خوبصورت بجٹ تیار کیا ہے میں اس پر انہیں خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔اپوزیشن کچھ بھی کہے مگر یہ ایک بہت خوبصورت بجٹ ہے اور پنجاب کے لئے ایک نئے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین!یہ بجٹ بہت اچھا ہے مگر ہم کیا کریں کہ ہمارے اپوزیشن ممبران پڑھے بغیر ہی اس بجٹ پر تقاریر کئے جا رہے ہیں۔میں حیران ہوں کہ کم از کم بجٹ کی book پڑھ کر ہی اسمبلی میں آجائیں۔کل اپوزیشن لیڈر حمزہ شہباز شریف صاحب کی آپ تقریر سن لیں انہوں نے بہت سے figures غلط کہے ہیں تو میری ان سے استدعا ہے کہ بجٹ پڑھ کر اسمبلی میں آئیں۔یہ ایک پڑھا لکھا ایوان ہے تو خدارا اسے پڑھا لکھا تصور کیا جائے۔اپوزیشن کہتی ہے کہ بجٹ بہت برا ہے کسی چیز کو مانتے نہیں اور کل تو ایک ممبر نے یہاں فرمایا کہ اگلے الیکشن میں ہم clean sweep کریں گے میں ان کے جواب میں اناللہ واناالیہ راجعون ہی پڑھ سکتی ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین!ان لوگوں کو ہر وقت الیکشن کی ہی فکر رہتی ہے کہ ہم اگلے الیکشن میں یہ اور ہم اگلے الیکشن میں وہ اور جب کہ ہمارے وزیر اعظم عمران خان صاحب اگلی generation کے بارے میں سوچتے ہیں نوجوانوں کے بارے میں سوچتے ہیں یہ ملک اب نوجوانوں نے چلانا ہے ، دس بارہ سال کے بعد نہ وزیر اعظم عمران خان نے ملک چلانا ہے اور نہ آپ کی بادشاہت نے ملک چلانا ہے۔یہ ملک نوجوانوں نے چلانا ہے۔آپ generation کے متعلق سوچئے۔آپ پچھلے 35 سال میں کیا generation پیدا کر کے گئے ہیں؟ نشئی۔آپ اپنی generation کو نشے پر لگا کر گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ بجٹ پر بات کریں۔اس طرح بات نہ کریں۔

محترمہ نیلم حیات ملک: جناب چیئرمین! یہ ملک بیچ کر کھا گئے ہیں اور ہم سے روز یہاں بیٹھ کر آٹے، دال اور چینی کا بھاؤ پوچھتے ہیں۔یہ مافیا کو مضبوط کر کے گئے ہیں۔میری ایک بہن کل کہہ رہیں تھیں کہ ایم اے پاس چوکیدار کی نوکری مانگ رہا ہے اور میں رو پڑی تو ان کے زمانے میں

ایم۔بی۔اے پاس پکوڑوں کی ریڑھیاں لگاتے تھے یہ کیا وہ بھول گئی ہیں؟ یہ سب کچھ یاد رکھا کریں۔

جناب چیئر مین! یہاں کسانوں کی بات ہوئی تو الحمد للہ ہماری فصل بڑی اچھی ہوئی۔ ہمیں بجٹ بتاتا ہے کہ کسانوں کو بڑا ریلیف ملا کیونکہ ان کو initiative دیا گیا کہ اگر آپ کام کرو گے تو آپ کو یہ initiative دیا جائے گا۔ اس پر کسانوں نے محنت کی اور فصل اچھی ہوئی۔ یہ فرماتے ہیں کہ عمران خان کا اس میں کیا کمال ہے اور ہمارے لیڈر کا کیا کمال ہے۔ یہ تو ملک کا موسم اچھا ہونے کی وجہ سے ہوا ہے اور اللہ کا فضل ہے۔ ہم اللہ کا فضل مانتے ہیں مگر اللہ کا فضل وہاں ہوتا ہے جہاں لیڈر ایماندار ہوتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئر مین! کسانوں کو ملک کی تاریخ میں پہلی دفعہ وزیر اعظم آفس میں بلا کر عزت دی گئی۔ یہ عزت عمران خان نے دی۔ جہاں تک بجٹ کی بات ہے انسان بڑی بڑی بڑھکیں نہ مارے، نہیں تو انسان کی اپنی تذلیل ہی ہوتی ہے۔ ان کے ارسطو نے کہا کہ پرویز مشرف اگر باہر گیا تو میں استعفیٰ دے دوں گا اور ان کی اپنی حکومت میں ہی پرویز مشرف باہر گیا۔ کیا انہوں نے استعفیٰ دیا؟

جناب چیئر مین: محترمہ! آپ بجٹ پر بات کریں۔

محترمہ نیلم حیات ملک: جناب چیئر مین! پورا بجٹ ایک گلدستہ ہے۔ کسی بھی ملک کے لئے ٹورازم ریڑھ کی ہڈی کا کام دیتی ہے۔ عمران خان صاحب نے دیکھا کہ ہمارا ملک اتنا خوبصورت ہے وہ اپنی چھٹیاں گزارنے ملک سے باہر نہیں جاتے بلکہ شمالی علاقہ جات میں جاتے ہیں اور اپنے ملک میں ہی رہتے ہیں۔ انہوں نے جب شمالی علاقہ جات کو explore کیا تو یہاں کی بہت پیاری پیاری چیزوں کو نکال کر سامنے لائے۔ یہ ان کی سوچ ہے کہ ہمارے پنجاب کے بجٹ میں ٹورازم یا سیاحت کو بہت فروغ دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر اس کا ترقیاتی بجٹ 2۔ارب روپے کا ہے۔ اس میں سے 5 کروڑ روپے کی لاگت سے ہرن مینار میں landscaping بہت اچھا پروگرام ہے۔ 10 کروڑ روپے کی لاگت سے تونسہ بیراج پر eco tourism culture کا افتتاح کیا جانے لگا ہے۔ 10 کروڑ روپے سے وادی سون میں ایڈونچر پارک بنے گا جس کا انہوں نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔

میرے بھائی ابھی یہاں کھڑے ہو کر تقریر کر رہے تھے کہ جب کوئی غریب گھر جاتا ہے تو بچے کہتے ہیں کہ روٹی دو تو کیا آپ کے زمانے میں دودھ کی نہریں مانگتے تھے۔ آپ کے زمانے میں بھی بچے روٹی ہی مانگتے تھے۔ اس وقت بات یہ ہے کہ ہم تین سال میں دودھ کی نہریں نہیں بہا سکتے لیکن ہم کام کر رہے ہیں۔ آثار قدیمہ جس کو سالوں پہلے محفوظ کرنا چاہئے تھا لیکن نہیں کیا گیا تو ہماری حکومت نے پنجاب کے بجٹ میں 21 کروڑ کا روپے بجٹ اس کے لئے رکھا ہے جس سے شالامار باغ اور جتنے مقبرہ جات ہیں سب کی تزئین و آرائش کی جائے گی۔ 8 کروڑ روپے کی لاگت سے ہڑپہ میوزیم تیار ہونے جا رہا ہے اور ایک کروڑ روپے کی لاگت سے میانوالی اور واں بھچراں میں شیر شاہ سوری کی باولی کی بحالی کا منصوبہ بھی زیر غور ہے۔

جناب چیئرمین! آپ کا اور اس ایوان کا زیادہ وقت نہیں لوں گی بس آخر میں یہ کہوں گی کہ دوسروں پر انگلی اٹھانے سے پہلے اپنے گریبان میں بھی جھانک لیا کریں تو یہ بہت اچھا ہو گا۔ بہت شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: جی، شکریہ۔ جناب محمد صفدر شاکر!

(اذان ظہر)

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین نوابزادہ وسیم خان بادوزئی کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، جناب محمد صفدر شاکر!

جناب محمد صفدر شاکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

رشتہ مہر و وفا کا اور بھی مضبوط کرو
تا کہ انسان کسی انسان سے نفرت نہ کرے
اس کے سجدوں میں تڑپ ہو سکتی نہیں پیدا
جس کا دل جھوم کر خلق خدا سے محبت نہ کرے

جناب چیئرمین! میں اپنی بجٹ تقریر شروع کرنے سے پہلے قابل احترام جناب چودھری پرویز الٰہی، سپیکر پنجاب اسمبلی کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایشیاء کی ایک خوبصورت اسمبلی بنا کر ہمیں تحفہ میں دی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں

نے جو حدیث شریف ہمارے سامنے لکھی ہے، چودھری پرویزالٰہی صاحب کے اس اقدام کو پوری دنیا کے مسلمانوں نے اور خصوصاً پاکستان کے مسلمانوں نے بہت سراہا ہے۔ چودھری پرویزالٰہی نے اس ایوان میں یہ حدیث شریف لکھوا کر سچا عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ میں چودھری پرویزالٰہی کی خدمت میں ایک شعر پیش کرتا ہوں کہ:

عروج زمانے میں تجھے اتنا نصیب ہو
کہ تیری بلندیوں پر آسماں بھی ناز کرے

جناب چیئرمین! پنجاب کا بجٹ پیش ہوا۔ اس بجٹ کو زندگی کے ہر شعبہ نے الفاظ کا گورکھ دھندہ قرار دیا ہے۔ یہ بجٹ جو آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے یہ صرف الفاظ کا ہیر پھیر ہے۔ پچھلے تین سال گزر گئے ہیں مہنگائی نے عوام کی چیخیں نکال دی ہیں اور اُن چیخوں سے ایک ہی آواز آ رہی ہے کہ۔

جن پتھروں کو عطا کی تھیں ہم نے دھڑکنیں
انہیں جب زباں ملی تو ہم ہی پہ برس پڑے

جناب چیئرمین! یہ پنجاب کا بجٹ ہے۔ ہم نے سب سے پہلے یہ چیز دیکھنی ہے کہ اس ملک کے مسائل کو کس طرح حل کرنا ہے؟ ہمارے سامنے مہنگائی اور بے روزگاری کے یہ دو مسائل ہیں۔ بے روزگاری کے حل کے لئے ہمیں دو شعبوں کو ترقی دینی ہوگی۔ ایک شعبہ زراعت اور دوسرا شعبہ صنعت ہے۔ یہ دونوں شعبے گاڑی کے دو پہیے ہیں، اگر یہ دونوں پہیے مل کر چلیں گے تو ہماری معیشت کو مضبوطی ملے گی۔ کہا جاتا ہے کہ ہم مرغیاں پالیں، انڈے بیچیں، بیریوں کے درخت لگائیں اور شہد بیچیں لیکن ان چیزوں سے پاکستان یا صوبہ پنجاب ترقی نہیں کرے گا لہٰذا اس کے لئے ہمیں سب سے پہلے زراعت کو ترقی دینی ہوگی، ہمیں اپنے زمیندار کو مضبوط کرنا ہوگا اور اپنے صنعتکار کے اعتماد کو بحال کرنا ہوگا۔ میں بتاتا ہوں کہ زمیندار مضبوط کیسے ہوگا؟ اس کے لئے ہمیں کھادوں اور بجلی کے ریٹ کم کرنے ہوں گے، اچھے زرعی بیج فراہم کرنے ہوں گے، ریسرچ سنٹروں کو فعال کرنا ہوگا اور سب سے بڑھ کر ہمیں زمیندار کو اُس کی فصلوں کی اچھی قیمتیں دینی چاہئیں۔ جب فصلوں کی قیمتیں لگائی جاتی ہیں تو اس کے لئے بنائی جانے والی کمیٹی کو سب سے پہلے یہ

دیکھنا چاہئے کہ اس فصل کی cost of production کیا ہے کیونکہ کمیٹی میں بیٹھے جو لوگ قیمتوں کا تعین کرتے ہیں اُن کو الف ب کا ہی نہیں پتا کہ زمیندارہ کیا ہوتا ہے لہٰذا جب فصل کی قیمت لگائی جاتی ہے تب زمیندار کے چھوٹے نمائندوں کو بھی اس میں شامل کرنا چاہئے۔ ہمیں زمیندار کی گندم، گنا اور دوسری فصلوں کا صحیح ریٹ لگانا چاہئے۔ یہاں پوری اسمبلی نے قرارداد پاس کی اور چودھری پرویز الٰہی نے بھی پورا زور لگایا لیکن ہماری قرارداد ردّی کی ٹوکری میں پھینک دی گئی اور گندم کا ریٹ 2 ہزار کی بجائے 1800 روپے لگایا گیا۔ گورنمنٹ کے صرف دعوے ہیں کہ ہمارا گندم کا ٹارگٹ پورا ہو گیا ہے لیکن یہ بات بالکل غلط ہے۔ میں نے محکمہ خوراک کے ایک افسر سے پوچھا کہ کیا آپ کا ٹارگٹ پورا ہو گیا ہے تو انہوں نے کہا بالکل جھوٹ ہے۔ میں افسر کا نام نہیں بتانا چاہتا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کل اُس بے چارے کی نوکری جاتی رہے۔ ہماری سب سے پہلی priority یہ ہونی چاہئے کہ ہم اپنے کسان کو مضبوط کریں کیونکہ کسان مضبوط ہو گا تو ہماری معیشت مضبوط ہو گی۔ اس کے بعد ہماری صنعتی ترقی آتی ہے اور صنعتی ترقی اس وقت ہی ممکن ہے جب ہمارے صنعتکار کا اعتماد بحال ہو گا لہٰذا ہم اپنے ٹیکسوں کے نظام کو صحیح کریں۔ ہمارے پاکستان کے جتنے بھی چیمبر آف کامرس ہیں اُن کے نمائندوں کو بلانا چاہئے اور اُن کے ساتھ بیٹھ کر پالیسی بنانی چاہئے۔ کراچی کے چیمبر آف کامرس نے ایک تجویز دی ہے کہ پاکستان میں fixed income tax رائج کر دیا جائے جس پر کراچی والوں نے کہا کہ پورے پاکستان کی جتنی tax collection ہے اُس کو چار سے ضرب دے لیں تو جتنا ٹیکس بنے گا وہ پورا ٹیکس ہم ادا کریں گے اس لئے ہمیں اِن باتوں کو سوچنا ہو گا کہ ہم اپنی صنعتی اور زرعی ترقی کو مضبوط کریں کیونکہ یہ دونوں شعبے مضبوط ہوں گے تو پاکستان کی معیشت مضبوط ہو گی۔ مقامِ افسوس ہے کہ ہم نے پچھلے تین سال انتقامی کارروائی میں ضائع کر دیئے۔ ہم نے مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں نواز شریف، میاں شہباز شریف، میاں حمزہ شہباز، بی بی مریم، خواجہ سعد رفیق، خاقان عباسی اور احسن اقبال جیسے سب لیڈروں کو جیل میں ڈال کر دیکھ لیا ہے لیکن کارروائی زیرو ہے۔ کیا ان سب کو جیلوں میں ڈالنے سے معیشت مضبوط ہو گئی ہے؟ میں اپنے لیڈروں کی عظمت کو سلام پیش کرتا ہوں جنہوں نے اس جبر کے سامنے کھڑے ہو کر پورا مقابلہ کیا۔

جناب چیئرمین: پلیز wind up کریں۔

جناب محمد صفدر شاکر: جناب چیئرمین! بس ایک منٹ۔ میری بات ختم ہونے والی ہے۔ میں اپنے لیڈروں کی خدمت میں یہ شعر عرض کرتا ہوں کہ:

مسکراتے ہیں جو حوادث میں منزلیں اُن کو راہ دیتی ہیں
اہل ہمت کے آشیانوں کو بجلیاں خود پناہ دیتی ہیں

جناب چیئرمین! میں آخر میں اپنی بات ختم کرتے وقت یہی کہوں گا کہ ترقیاتی بجٹ کسی کی جاگیر نہیں ہے بلکہ یہ پنجاب کا حق ہے۔ ہمارے حلقوں کے عوام ٹیکس، آبیانہ اور مالیہ بھی دیتے ہیں لہٰذا اُن کے بچوں کو سڑکیں اور ہسپتال چاہئیں لیکن یہ ناانصافی ہے۔ اگر کوئی یہ سوچے کہ ہم کسی کے سامنے جا کر بھیک مانگیں گے تو ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس بجٹ میں اپوزیشن کا بھی حق ہے لیکن ہم اس حکومت کو صرف یہی بات کہہ سکتے ہیں کہ:

کبھی ہم لَو چراغوں کی ہواؤں سے مانگ لیتے ہیں
کبھی لمحات جیون کے صدا سے مانگ لیتے ہیں
نہیں کئے سجدے ہم نے کبھی شاہوں کی چوکھٹ پر
ہمیں جتنی ضرورت ہو اپنے رب سے مانگ لیتے ہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: محترمہ عائشہ نواز!۔۔ وہ موجود نہیں ہیں لہٰذا اُن کی جگہ پر سید یاور عباس بخاری بات کریں گے۔

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید یاور عباس بخاری): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ **اللھم صل علیٰ محمد و آل محمد وعجل فرجھم۔** جناب چیئرمین! مجھے اپوزیشن کے اراکین کی طرف سے جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی کو مبارکباد دیتے ہوئے اور تعریفی کلمات کی بوچھاڑ کرنے پر خوشی بھی ہو رہی ہے اور حیرت بھی ہو رہی ہے لیکن یہ کم از کم اپنے گریبانوں میں جھانکیں کہ دس سال جس چیز کو روکا گیا اور توجہ تک نہیں دی گئی اُس پر یہ آج مبارکباد دے رہے ہیں۔ اسی طرح رونا ہر جگہ یہی ہے چاہے انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی وزیر آباد، سرجیکل ٹاور میو ہسپتال کو دیکھ لیں چاہے 1122 چاہے ہائی وے پٹرولنگ کو دیکھ لیں یعنی جو کام چودھری پرویز الٰہی کی طرف سے شروع کئے گئے وہ جاری

نہیں کئے گئے کیونکہ ان پر ہماری تختی نہیں ہے لیکن افسوس کے ساتھ ساتھ اس بات پر خوشی بھی ہے کہ انہی کے منہ سے حق کی صدا بلند ہوئی۔

جناب چیئرمین! حکومتِ پنجاب نے ڈویلپمنٹ کا جو بجٹ دیا ہے اس کے پیچھے سوچ صرف یہ تبدیل ہوئی ہے کہ تختِ لاہور سے ہٹا کر ایک یکساں تقسیم ہوئی ہے جس کے اندر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے کچھ نہیں ملا اور کوئی میری طرح یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اٹک میں میرا آدھا ہسپتال تباہ ہو گیا جو سوا200 بستروں سے 100 بستروں پر آ گیا۔ جب اِن کی حکومت کے تین سال رہتے تھے تب ایک بستر کا بھی اضافہ نہیں کیا گیا اور وہاں ٹاور جو شاید 30/25 کروڑ روپے کا بن جاتا اُس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ یہ اِن کی انسانی ہمدردی کی سوچ ہے۔ وہاں پر Infrastructure Development Authority Punjab (IDAP) سے ٹائلیں لگوا لیں، face-lifting کروا لی لیکن ایک بستر بھی increase نہیں ہوا۔ اگر کسی کو شک ہے تو میرے ساتھ اٹک میں آ جائیں، میں اِن کو دکھاؤں گا کہ کیا ہوا ہے؟ اس بجٹ کی خوبصورتی یہ ہے کہ top down کی بجائے bottom up ہوا ہے اور بجٹ کی strategy یہ ہے کہ علاقائی نمائندوں سے رائے اور projects لیں پھر projects کی feasibility بنے اور وہ priorities set ہوں جو عوام کے حق میں ہوں لیکن یہ نہیں کہ میرا دِل کرتا ہے تو میں کر دوں۔ اس بجٹ سے دِل والی بات نکال دی گئی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! یہاں پر عوام کے حق میں جو بات کی جاتی ہے یا سوچی جاتی ہے اُس کو عمل میں لایا جاتا ہے۔ ڈویلپمنٹ کا بجٹ پچھلے اور اس سال کے مقابلے میں پنجاب کی تاریخ میں پہلی دفعہ اتنا بڑا jump ہے یعنی 335 سے 560۔ ارب روپے کا jump ہے لہٰذا اپوزیشن والے ہمیں اپنا موازنہ بھی دکھا دیں۔ اِن کی بدقسمتی یہ ہے کہ بغیر پڑھے اور بغیر دیکھے بات کر دی کیونکہ شاہ کو دکھانا ہے اور شاہ سے کہنا ہے کہ شاہ میں تیرا تجھ سے زیادہ وفادار ہوں۔ اِن کی شاہ کے سامنے بولتی بند ہوتی ہے لیکن دکھانا صرف یہ ہے کہ شاہ ہم تیرے تجھ سے زیادہ وفادار اور جاں نثار ہیں۔ یہ نہیں دیکھتے کہ ہم کہہ کیا رہے ہیں اور صرف یہ دیکھتے ہیں کہ شاہ کس بات پر خوش ہو گا چاہے ایک طرف کھڑے ہو کر اُن کو نکتہ چینی کا نشانہ بنائیں پھر اُدھر کھڑے ہو کر اُن کو نکتہ چینی کا نشانہ بنائیں۔ اِن کی یہی اوقات ہے اور اس سے زیادہ نہیں کہ سوائے glorified boot polishes ہیں۔

جناب چیئرمین! ہم لوگ جس طریقے سے انسانوں کی فلاح کی سوچ رکھتے ہیں۔وزیراعظم عمران خان اور ہم human developmentکی سوچ رکھتے ہیں اس میں صرف صنعت اور ہیلتھ نہیں بلکہ تعلیم اورskill developmentبھی ہے۔اگر پوری بات کا علم نہیں تو بولنا بے سود ہے لیکن ان لوگوں کو یہ سمجھ ہونی چاہئے کہ انسان کی ترقی میں ہمارے پاک نبی خاتم الانبیاءﷺ نے فرمایاعلم حاصل کرو ماں کی کوکھ سے لے کر لحد تک۔علم سب سے پہلی منزل ہے اگر کسی قوم کو ترقی یافتہ بنانا ہے۔توانسان کی نشو ونما کے لئے اس کا کھانااور صحت دو چیزیں بہت ضروری۔تعلیم کے ساتھ ساتھ یہ چیزیں نہیں ہوں گی تو کوئی صعنت نہیں چل سکتی کسی سڑک پر کوئی گاڑی نہیں چل سکتی،یہ جتنے بھی دکھلاوے کے منصوبے جو صرف نظر آتے ہیں یہ narrative buildکرتے ہیں۔اس سے بہتر یہ ہوتا کہ آج ہماری قوم پڑھی لکھی ہوتی۔شعوراور literacy levelکو بہتر کیاہوتاتو آج یہ خمیازہ نہ بھگتناپڑتا۔

جناب چیئرمین!حزب اختلاف کی بہنوں اور بھائیوں سے میں نے بہت سی باتیں سنی ہیں جن میں 50 لاکھ گھر اور ایک کروڑ نوکریاں اور جس قسم کی glorifiedڈینگی کیمپین قومی اسمبلی میں کی گئی وہ صرف اپنے منہ میاں مٹھو ہے۔پاکستان نے جس طرح خود کو Corona pandemicسے نکالا ہے دنیااس کی تعریف کرتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین!پاکستان دنیا کے ان سات ملکوں میں سے ایک ہے جس کی معیشت کے بارے میں World Bank, IMF, United States Government, United Nationsیہ سب یہی کہتے ہیں کہ ہم نے معیشت کوڈوبنے سے بچایا۔اس حکمت عملی کی وجہ سے انڈیا ہمارے مقابلہ میں 30فیصد shrinkہوگیا ہے۔یہاں بات کرتے ہیں negative figuresکی اورnegative growthتو ان کو پتا ہی نہیں کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے اور کسی بھی ایک figureکو اٹھالینا کافی نہیں ہوتا۔میں بھی ایسے ہی رائیونڈ روڈ اور جاتی امراء پر بہت باتیں کر سکتاہوں لیکن فائدہ کوئی نہیں ہے۔ان کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔بجٹ کا جواب ان کے پاس نہیں ہے کیونکہ ہم لوگوں نے انسان دوست بجٹ دیا ہے۔اس انسان دوست بجٹ میں پہلی چیزeducationہے اس کے اندر ان لوگوں نے اپنے پانچ سالوں میں 12سو schools upgradeکئے تھے جبکہ ہم لوگوں نے پچھلے 1سال میں 12سوschools upgradeکئے۔اس سال ہم تقریباً9ہزار schools upgradeکرنے جارہے۔ان کو تو علم ہی نہیں ہے یہ تو لاہور

میں رہتے ہیں۔ان کے بچے بڑے بڑے سکولوں میں جاتے ہیں۔ان کو یہ علم نہیں ہے وہاں دیہات میں ایک کسان کی بیٹی جب سکول جاتی ہے تو اس کے ماں باپ کے دماغ میں کیا گزرتا ہے ان کو یہ نہیں پتا یہ معاشرہ جس طریق سے مادہ پرستی اور حوس کا شکار ہے وہ اپنی بچی اور بچوں کو کیسے بچاتے ہیں۔2 کلومیٹر سے زیادہ سفر نہیں کرواتے۔ہم لوگوں نے ہر دیہات میں جہاں جہاں پر سکولز ہیں ان سکولز کو upgrade کرنے کا 2 کلومیٹر سے زیادہ فاصلہ نہیں رکھا تاکہ بچوں کو 2 کلومیٹر سے زیادہ سفر نہ کرنا پڑے۔مجھ سے پوچھئے جو ایک دیہاتی علاقے سے آتے ہیں ہماری بچیاں جب راولپنڈی یا اسلام آباد پڑھنے جاتی ہیں مائیں پریشان مصلوں پر بیٹھی رہتی ہیں کہ اللہ پاک ان کو society کا شکار نہ کرے ہم لوگوں نے ان ماؤں کے لئے اور ان بچیوں کے لئے آسانیاں پیدا کرنے کے لئے یہ اقدام اٹھائے ہیں تاکہ وہ تعلیم حاصل کریں۔ ہم لوگ ہر ضلع میں universities بنا رہے ہیں۔Universities 19 بنا رہے ہیں اس کو انسانی ہمدردی اور انسان دوست بجٹ کہتے ہیں۔ ہم جو 8 سے 9 ہزار سکول upgrade کرنے جا رہے ہیں اس سے 30 لاکھ بچے سکولوں میں واپس آئیں گے۔یہاں پر میرے ایک دوست نے کل یا پرسوں کہا کہ PEF کو کوئی پیسا نہیں دیا گیا ہے خدا کا واسطہ ہے Budget Document پڑھو اس میں صاف لکھا ہے کہ پچھلے سال سے زیادہ پیسے رکھے گئے ہیں۔مجھے حیرانی اس بات کی ہے کہ ہم کہہ کیا رہے ہیں ان کو تو اس بات کا بھی علم نہیں ہوتا ہے۔ہم جس ترقی کی راہ پر گامزن ہیں اس میں specialized education and demand related education شامل ہیں۔ان سے پوچھئے کہ demand related education ہے کیا؟

جناب چیئرمین: جی، شاہ صاحب! اس کو wind up کریں۔

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید یاور عباس بخاری): جناب چیئرمین! ہم اس بجٹ میں جس بھی محکمہ کو دیکھیں ہمارا کم از کم 64 فیصد سے لے کر 350 فیصد تک کا اس بجٹ میں increase ہے۔میں سب کی بات تو نہیں کروں گا لیکن آپ ہیلتھ کی ہی مثال لے لیں اس میں سب سے زیادہ شکر گزار ہوں کہ ہم ایک underdeveloped area میں آتے ہیں اور پچھلی حکومت نے underdeveloped areas کا نام ہی ختم کر دیا تھا وہ تقسیم ہی ختم کر دی کہ ہم جیسے لوگوں کو کوئی چیز ہی نہ مل جائے سب کچھ

صرف لاہور میں ہی خرچ ہو لیکن اس دفعہ جو تبدیلی آئی ہے اور میں یہاں خاص طور پر اٹک کے حوالے سے بات کروں گا کہ ہمیں university ملی ہے، 200 بیڈ کا ہسپتال ملا ہے اور میری ایک بہن نے کہا کہ ہم اپنے حلقے میں جا کر شکل نہیں دیکھا سکتے تو میں on the floor of the House کہہ رہا ہوں ہمارے حلقہ میں 200 بیڈ پر مشتمل 6۔ارب روپے کی لاگت سے بننے والا ہسپتال، ہمارے District Headquarter Hospital میں 60 کڑور روپے کی لاگت سے 150 بیڈ کا اضافہ ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: جی، شاہ صاحب! اس کو wind up کریں۔

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید یاور عباس بخاری): جناب چیئرمین! ہمارے ٹراما سنٹرز، ہماری university، ہماری سڑکیں، ہمارے سکولز کی upgradation، ہمارے ہر BHQ میں ایک ڈاکٹر موجود ہے۔ یہ مجھے دیکھا دیں کہ ان کے دور حکومت میں یہ کب تھا؟ جہاں تک بات رہی میرے محکمے کی میں کہوں گا کہ پہلی بار اس حکوت نے ہمارے بجٹ کو 100 فیصد increase کیا ہے جس میں ہم اس معاشرے کے پسے ترین طبقے کے لوگوں کا، یتیموں کا، بیواؤں کا اور ان بہنوں اور بیٹیوں کا کہ جن کو معاشرہ نہیں پوچھتا ان کو ہم پناہ دے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! آخر میں میری آپ لوگوں سے درخواست ہے کہ یہ ملک آپ کا بھی ہے اور ہمارا بھی ہے ہم یہاں سے جو سخت بات کریں وہ برداشت کے قابل ہے لیکن ہم لوگوں نے آخر میں قبر میں جا کر اپنا جواب خود دینا ہے اس ملک کے لئے اور اپنے کردار کے لئے ہم لوگ جب تک اپنی پرورشوں کو صحیح نہیں کریں گے ہم دوست اور دشمن کے درمیان تمیز نہیں رکھ سکتے۔ ہمارا دشمن صرف انڈیا نہیں ہے دشمن ہمارے اندر وہ چور ہیں جو اس ملک کو کھوکھلا کرتے ہیں اور ادھر سے پیسا چوری کر کے باہر لے جاتے ہیں اس ملک کے اداروں کو مادہ پرست بناتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، آپ کا بہت شکریہ بخاری صاحب! محترمہ ثانیہ عاشق آپ بات کریں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، سندھو صاحب! فرمائیں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب چیئرمین! Minority کو بھی ٹائم دیا جائے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب چیئر مین! وزیر خزانہ ہیں نہیں تو کیا ہم دیواروں سے باتیں کریں؟

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب چیئر مین! ہم نے Minority Members کے نام شروع میں دیئے ہوئے ہیں لیکن ابھی تک کسی ایک کا بھی نام تقریر کے لئے نہیں پکارا گیا۔

جناب چیئر مین: اب میں نے محترمہ ثانیہ کو floor دے دیا ہے اس لئے اب آپ تشریف رکھیں اور ان کے بعد آپ کو وقت دیا جائے گا۔ جی، محترمہ ثانیہ! اپنی بات شروع کریں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب چیئر مین! Minority ممبران کو بھی بولنے کا موقع دیا جائے۔

جناب چیئر مین: سندھو صاحب! اس کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا اور آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بھی سنا جائے گا۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ! Continue please.

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب چیئر مین! میں آپ کے روّیے کے خلاف واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر جناب خلیل طاہر سندھو اور جناب رمیش سنگھ اروڑا
احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب چیئر مین: سید صمصام بخاری صاحب اور جناب شہباز احمد! جناب خلیل طاہر سندھو اور جناب رمیش سنگھ اروڑا کو منا کر ایوان میں واپس لائیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر اشتمال اراضی، جنگلی حیات و ماہی پروری (سید صمصام علی شاہ بخاری اور پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب شہباز احمد) واک آؤٹ کرنے والے جناب خلیل طاہر سندھو اور جناب رمیش سنگھ اروڑا کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب چیئر مین: جی، محترمہ!

محترمہ ثانیہ عاشق جبیں: جناب چیئر مین! شکریہ۔ ہمارے ٹریژری بنچز کے ممبران نے ابھی کچھ باتیں ہمیں بتائیں کہ شاید ہم بجٹ کی books پڑھ کر نہیں آتے یا ہم نے بجٹ کی books دیکھی نہیں ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ حکومتی ممبران بجٹ کی کتابیں کچھ زیادہ ہی پڑھ آئے ہیں کہ انہیں وہ بھی چیزیں نظر آتی ہیں جو بجٹ میں ہمیں کہیں نظر نہیں آتیں۔

جناب چیئر مین! وزیر خزانہ کی بجٹ speech میں جھوٹ سننے کو ملا تو مجھے ان کے ووٹرز یاد آگئے جو آج کل کہتے پھرتے ہیں:

وہ جھُوٹ بول رہا تھا بڑے سلیقے سے
میں اعتبار نہ کرتا تو اور کیا کرتا

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئر مین! وزیر موصوف کے "جھوٹوں" سے ان کے لیڈر کے "جھوٹوں" کی یاد تازہ ہو گئی۔ وزیر خزانہ ابھی موجود نہیں ہیں تو میں انہیں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ دو دن پہلے جب ان کی تقریر سُنی تو اُن کے مطابق "منفی سے یک دم GDP growth rate 3.94 percent پر پہنچ جاتا ہے لیکن پتا نہیں غریب مزید غریب تر کیوں ہو جاتا ہے۔ اتنے بڑے success کا غریب کی زندگی پر کسی قسم کا کوئی اثر تو ہمیں نظر نہیں آیا۔ GDP 3.94percent growth rate کی حقیقت یہ ہے کہ ورلڈ بنک کی رپورٹ ہے، یہ میری رپورٹ نہیں ہے جو کہ کل آئی ہے جس کے مطابق real GDP growth rate at constant market prices is 1.3percent جو کہ اگلے سال ورلڈ بنک کی رپورٹ کے مطابق 2 فیصد ہو گا تو 3.94 فیصد کہاں ہے؟ (شیم شیم)

جناب چیئر مین! یہ صرف اِس سال کی بات نہیں ہے بلکہ پچھلے تین سالوں میں اِس نکمے اور نالائق ٹولے کو یہی نہیں پتا کہ ان کی GDP growth rate ہے کیا؟ آئی ایم ایف کہتا ہے کہ 1.5 فیصد ہے، ورلڈ بنک کہتا ہے کہ 1.3 فیصد ہے اور یہ کہتے ہیں کہ 3.94 فیصد ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے" یہ غلط کہہ رہی ہیں " کی آوازیں)

جناب چیئر مین: Order in the House, please آپ انہیں بات کرنے دیں کیونکہ آپ نے بھی بات کی ہے جو کہ انہوں نے خاموشی سے سُنی ہے اس لئے آپ انہیں بات کرنے دیں اور اپنی باری پر بات کریں۔ جی، محترمہ!

محترمہ ثانیہ عاشق جبیں: جناب چیئر مین! ٹھیک ہے اگر ہم ان کا جھوٹ مان بھی لیتے کہ GDP growth rate 3.94 percent ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ 2018 میں جب آپ کو GDP

growth rate 5.8percent ملا، ترقی کرتا ہوا اور آگے بڑھتا ہوا ملک ملا تو آپ نے اس ملک کو کھڈے میں کیوں پھینکا؟(شیم شیم)

سوال یہ ہے کہ پہلے ہی سال GDP 1.9 percent پر کیوں لے کر گئے۔ اپنی ہی نالائقی کا پچھلے سال کی نالائقی سے آپ comparison کرتے ہیں، آپ عوام کو اور اس معزز ایوان کے ممبران کو بے وقوف سمجھتے ہیں؟

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "جھوٹ، جھوٹ" کی آوازیں)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب چیئرمین! اگر یہ بات ہے تو ہم بھی اُدھر سے کسی کو بات نہیں کرنے دیں گی۔

جناب چیئرمین: Order in the House please کوئی بھی cross talk نہ کرے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب چیئرمین! حکومتی ممبران بار بار interrupt کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، محترمہ! آپ تشریف رکھیں اور کوئی بھی اِدھر سے نہیں بول رہا۔ جی، ثانیہ صاحبہ!

محترمہ ثانیہ عاشق جبیں: جناب چیئرمین! آپ انہیں چُپ کروائیں تو میں بات کروں گی۔

جناب چیئرمین: معزز خواتین ممبران خاموشی سے اُن کی بات سُنیں۔ No cross talk please. No cross talk. آپ اپنی باری پر بات کر لیں۔

محترمہ ثانیہ عاشق جبیں: جناب چیئرمین! ہم نے بھی اُن کی تقریریں خاموشی سے سُنی ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ! آپ اپنی بات مکمل کر لیں۔

محترمہ ثانیہ عاشق جبیں: جناب چیئرمین! یہ میرا ٹائم جو درمیان میں ضائع کروا رہی ہیں تو میں مزید extra time لُوں گی۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ اپنی بات مکمل کریں۔

محترمہ ثانیہ عاشق جبیں: جناب چیئرمین! میں آج یہاں ایک مزدور، ایک عام آدمی اور ایک گھریلو عورت کے نمائندے کے طور پر کھڑی ہوں۔ میں آج آپ سے وہ سوال پوچھوں گی جو ہر

عام آدمی کی زبان پر ہے۔ آج ایک عام آدمی سوال کرتا ہے کہ تاریخ کے سب سے بڑے چینی کے سیکنڈل میں ملوث چہروں پر سے نقاب کب اُٹھے گا؟ (شیم شیم)

آج ایک عام آدمی سوال کرتا ہے کہ عوام کی جیبوں پر 300۔ ارب روپے کا ڈاکا ڈالنے والے مجرموں کو سزا کب دی جائے گی؟ آج ایک عام آدمی سوال کرتا ہے کہ 55 روپے فی کلو گرام چینی کو 120 روپے فی کلو گرام تک پہنچانے والوں کی پکڑ کب ہو گی؟ آج ایک عام آدمی سوال کرتا ہے کہ جب مُلک میں چینی کا بحران تھا تو اس وقت import کی اجازت کیوں دی گئی؟

(نعرہ ہائے تحسین)

(اِس مرحلہ پر وزیر اشتمال اراضی، جنگلی حیات و ماہی پروری (سید صمصام علی شاہ بخاری) اور پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب شہباز احمد) واک آوٹ کرنے والے جناب خلیل طاہر سندھو اور جناب رمیش سنگھ اروڑا کو منا کر واپس ایوان میں لے آئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئر مین: جی، محترمہ! اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ ثانیہ عاشق جبیں: جناب چیئر مین! عام آدمی سوال کرتا ہے کہ پاکستان وافر مقدار میں گندم پیدا کرنے والا مُلک تھا لیکن اس نکمے اور نالائق ٹولے کے آنے کے بعد ملک میں پچھلے سال سب نے گندم کا بحران دیکھا اور یہاں تک کہ ہمیں گندم import کرنی پڑی۔ 35 روپے فی کلو گرام والا آٹا غریب آدمی کو 80 روپے فی کلو گرام ملا۔ (شیم شیم)

جناب چیئر مین! آج یہ ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ ہماری bumper crop ہے لیکن عام آدمی سوال پوچھتا ہے کہ اگر bumper crop ہے تو پھر آٹا کی قیمت 70 سے 80 روپے فی کلو گرام سے نیچے کیوں نہیں آ رہی اگر bumper crop ہے تو ان لوگوں کو گندم کی import کرنے کی ضرورت کیوں پیش آ رہی ہے؟ عام آدمی سوال کرتا ہے کہ اس تبدیلی حکومت کے آنے کے بعد، انہوں نے بہت ڈھنڈورا پیٹا اور تین چار دن تک ہم ساری تقریریں سُن رہے تھے کہ بہت ترقی کی، بہت ترقی کی، ٹھیک ہے۔ ہاں، ایک جگہ پر اُنہوں نے ترقی کی ہے جہاں پر credit دینا چاہئے وہاں پر دینا چاہئے اور وہ ترقی کی ہے Transparency International کی رپورٹ میں 117 سے

124 ویں نمبر پر corruption index کو لے کر گئے تو یہ ترقی انہوں نے کی ہے جس کا انہیں credit ملنا چاہئے۔(شیم شیم)

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب شہباز احمد): جناب چیئرمین! خواتین کو زیادہ time دیا جا رہا ہے۔

ملک محمد وحید: جناب چیئرمین! انہیں چُپ کروایا جائے۔

جناب چیئرمین: No cross talk. Order in the House, please جی، محترمہ! اپنی بات جاری رکھیں۔ No cross talk please محترمہ کو بات کرنے دیں۔

محترمہ ثانیہ عاشق جبیں: جناب چیئرمین! عام آدمی سوال کرتا ہے کہ لوڈ شیڈنگ ختم ہونے کے بعد ایک بار پھر سے کیوں سر اٹھا رہی ہے جبکہ بجلی کے بلوں میں کئی فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ ان کے اپنے ممبران اسی floor of the House پر کھڑے ہو کر بتاتے ہیں کہ ان کے حلقے میں 18، 18 گھنٹے بجلی کی لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے جبکہ شہروں میں 6، 6 گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے، آخر کیوں؟ 2018 میں (ن) لیگ کی حکومت 12 ہزار میگاواٹ اضافی بجلی دے کر گئی تھی۔ بجلی کے نئے منصوبے لگانا تو بہت دُور کی بات ہے ان سے تو لگے لگائے منصوبے ہی نہیں چلتے۔(شیم شیم)

جناب چیئرمین! ہمارے دور حکومت میں ہر شعبے میں growth ہو رہی تھی، کارخانے چل رہے تھے، انڈسٹریز چل رہی تھی، معیشت بڑھ رہی تھی اور energy consumption بھی زیادہ تھی لیکن پھر بھی ہم نے نہ صرف لوڈ شیڈنگ کا خاتمہ کیا بلکہ اسے کنٹرول کیا۔ انہوں نے کارخانے بند کر دیئے، معیشت تباہ کر دی اور غریبوں سے نوکری چھین لی لیکن اس کے باوجود بھی ان سے لوڈ شیڈنگ کنٹرول نہیں ہوئی اور اُوپر سے بجلی کے بلوں میں بھی بہت زیادہ اضافہ کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین! پوری دنیا میں کئی ایسے مُمالک ہیں جہاں پر COVID کی ویکسین مُلک بھر کے تمام لوگوں کو لگ چکی ہے لیکن یہاں کچھ ایسے حالات ہیں کہ 22 کروڑ عوام میں سے صرف 28 لاکھ لوگوں کو ویکسین لگی ہے اور اب ختم ہو چکی ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ جس رفتار سے یہ چل رہے ہیں تو پوری دنیا سے تو COVID کا خاتمہ ہو جائے گا لیکن یہاں پر ہم نے ویکسین ہی لگواتے رہ جانا ہے۔

جناب چیئرمین! غریب سے روٹی چھینی اور بیمار سے دوائی بھی چھین لی۔ تمام مقامی اور importedادویات پر اس نالائق حکومت نے 262فیصد اضافہ کیا۔ اس کے پیچھے کوئی logic سمجھ نہیں آتی اور صرف ایک logic سمجھ آتی ہے کہ خان صاحب کہتے تھے کہ "سکون صرف قبر میں ہے" تو مجھے لگتا ہے کہ وہ شاید تیاری کر رہے ہیں کہ سب آہستہ آہستہ "سکون" کی طرف جائیں۔ میں خان صاحب کو کہنا چاہتی ہوں کہ آپ بسم اللہ کریں ناں۔ آپ بسم اللہ کریں تو ہم بھی آپ کے پیچھے پیچھے آتے ہیں اور پہلے سکون آپ لے لیں پھر ہم لے لیتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ فرح آغا: جناب چیئرمین! یہ تمیز سے بات کریں۔

جناب چیئرمین: معزز خواتین ممبران خاموش رہیں کیونکہ انہوں نے بھی آپ کی باتیں سنی ہیں۔ محترمہ فرح آغا! اب آپ خاموش رہیں Please let her finish and no cross talk pleaseاور ادھر سے بھی کوئی cross talking نہیں ہونی چاہیے۔ خاموشی سے ان کی بات سُنیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ ثانیہ عاشق جبیں: جناب چیئرمین! جنوبی پنجاب کی عوام پوچھتی ہے کہ آپ نے جنوبی پنجاب کو صوبہ بنانے کا وعدہ کیا۔ صوبہ تو بہت دُور کی بات ہے یہ تو ایک سیکرٹریٹ تک نہ بنا سکے صرف چند دفاتر کھول دیئے اور چند افسران بٹھا دیئے۔ جنوبی پنجاب کا عام آدمی پوچھتا ہے کہ اِن دفاتر اور اِن افسران کا اِس عوام کو کیا فائدہ ہوا ہے؟

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ نے اضافی ٹائم کا کہا تھا تو ایک منٹ کا extra time پورا ہو گیا ہے لہٰذا جلدی سے wind up کر لیں۔

محترمہ ثانیہ عاشق جبیں: جناب چیئرمین! ابھی یہ further elections میں جو ہمیں کہہ رہے تھے کہ "اناللہ" پڑھیں گے تو میں کہتی ہوں کہ انہیں یاد کروائیں کہ پچھلے اتنے ضمنی انتخابات ہوئے تو ان کی جو "اناللہ" پڑھی جا رہی ہے اس کا کیا ہے۔(شیم شیم)

(اس مرحلہ پر معزز ایوان میں محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری وڈیو بنا رہی تھیں)

جناب چیئرمین! جتنی محنت یہ نکما اور نالائق ٹولہ مخالفین پر جھوٹے مقدمے بنانے پر لگاتا ہے، جتنی محنت یہ مخالفین کو جیلوں میں ڈالنے پر کرتا ہے تو اس سے آدھی محنت حکومت چلانے کے لئے کی ہوتی تو ملک کا یہ حال ہوتا اور نہ ہی آنے والے کوئی شرمندہ ہوتے۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری! آپ اس معزز ایوان میں وڈیو بنا رہی ہیں تو please this is not allowed اور آپ ہاؤس میں وڈیو نہ بنائیں۔ محترمہ ثانیہ! بس 10 سیکنڈ میں اپنی بات مکمل کر لیں۔

محترمہ ثانیہ عاشق جبیں: جناب چیئرمین! اگر انہیں یہ لگتا ہے کہ مخالفین کے خلاف مقدمات بنانے اور اُنہیں جیلوں میں بھیجنے سے یہ عوام کے حق میں اٹھنے والی آواز روک سکتے ہیں تو یہ ان کی خام خیالی ہے بلکہ ایسا کبھی نہیں ہوگا کیونکہ ہم عوام کے حق میں آواز اٹھاتے رہیں گے چاہے اس کے لئے ان کے جو بھی ناجائز اور جھوٹے مقدمے اور ظلم برداشت کرنے پڑیں۔

جناب چیئرمین: چلیں، شکریہ۔ محترمہ عائشہ نواز!

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب چیئرمین! آپ لسٹ کے مطابق چلیں میرا نام پانچویں نمبر پر ہے۔

جناب چیئرمین: دیکھیں، ایک ممبر اپوزیشن کی طرف سے بات کر رہا ہے اور ایک ممبر حکومت کی طرف سے بات کر رہا ہے یہ اس طرح سے sequence ہے۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب چیئرمین! یہ آپ زیادتی کر رہے ہیں پانچویں نمبر پر میرا نام ہے۔

جناب چیئرمین: سندھو صاحب! یہ آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب چیئرمین! آپ اس لسٹ کو دیکھیں جو ہمیں دی ہوئی ہے اس کے مطابق ہمارا نمبر بنتا ہے۔ آپ ہم اقلیتوں کو بولنے کا موقع نہیں دے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: چلیں، آپ مجھے یہ لسٹ دکھا دیں میرے پاس جو لسٹ ہے اس میں آپ کا پانچواں نمبر نہیں ہے۔ آپ یہ لسٹ دیکھ لیں میں آپ کی لسٹ کے مطابق ہی چل رہا ہوں۔ ایک ممبر اپوزیشن کی طرف سے ہوتا ہے اور دوسرا حکومت کی طرف سے ہوتا ہے۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب چیئرمین! آپ دو دو کو بھی بولنے کا موقع دے رہے ہیں۔ یہ آپ زیادتی کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: چلیں، رمیش سنگھ اروڑا صاحب بات کر لیں یا اگر سندھو صاحب بات کرنا چاہیں تو وہ کر لیں مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ کر لیں بات۔

جناب خلیل طاہر سندھو: بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین!

میں تو اس واسطے خاموش ہوں کہ تماشا نہ بنے
اور تُو سمجھتا ہے مجھے تجھ سے گلہ کچھ بھی نہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ 11۔ اگست 1947 کو جب partition of Punjab ہو رہی تھی جن جماعتوں نے مخالفت کی تھی اس کا آپ کو بھی پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے۔ ہم پانچ جس میں ایک سکھ، ایک ہندو اور تین کرسچئن تھے جنہوں نے 23 جولائی 1947 کو ووٹ دیا۔ پھر 11۔ اگست 1947 کو جب first Constituent Assembly تھی جس کی صدارت جگندر ناتھ منڈل فرما رہے تھے اور اس میں محترم Quaid e Azam Muhammad Ali Jinnah said that you are free to go to your Mosques; you are free to go to your Temples; you are free to go to your Churches. State has no concern with it.

لیکن بدقسمتی کہ قائداعظم محمد علی جناح کی وہ تقریر 12۔ اگست کو نہ چھاپی گئی کیونکہ منع کیا گیا تھا۔ جب 13 تاریخ کو قائداعظم محمد علی جناح نے فرمایا کہ اگر میری وہ تقریر نہیں چھاپی جائے گی تو I will leave the country پھر 13۔ اگست کو قائداعظم محمد علی جناح کی تقریر چھاپی گئی۔ اگر بانی پاکستان کے ساتھ ایسا ہو سکتا ہے تو ہم تو marginalized community ہیں۔ ہم تو ویسے ہی second, third, fourth class citizens ہیں۔ ہمیں ایسے ہی یقین دلاتے رہتے ہیں کہ تم پاکستانی ہو لیکن جو ہمارے ساتھ یہاں پر ہو رہا ہے اور جو آج آپ نے کیا ہے۔ میں نے

زندگی بھر آپ کی بہت عزت کی ہے but as a Chair I will not bear this attitude.

I will not accept this attitude and this is not fair in your point.

آپ نے قومی اسمبلی میں بھی تماشا لگوایا اسی طرح آپ یہاں پر بھی تماشا لگوانا چاہتے ہیں۔ میں آپ کی اتنی عزت کرتا تھا اور اب بھی کرتا ہوں کیونکہ آپ ممبر ہیں اور اب بھی کروں گا لیکن آپ لک صاحب سے پوچھیں جو میں نے لسٹ دی ہے۔ لک صاحب بھی بیٹھ جائیں اور میں بھی بیٹھ جاتا ہوں میں نے اپنا نام دوسرے نمبر سے کاٹ کر چودھری محمد اقبال کا نام لکھا اور اپنا نام پانچویں نمبر پر لکھا ہے۔ ان سے پوچھیں کہ کیا میں نے ایسا کیا یا نہیں؟ چلیں چھوڑیں کوئی بات نہیں یہ کون سا پہلی دفعہ ہوا ہے۔

جناب چیئر مین: سندھو صاحب! آپ کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوئی۔ آپ اس لسٹ کو خود دیکھ لیں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب چیئر مین! یہ زیادتی میرے ساتھ نہیں ہوئی بلکہ پوری کیمونٹی کے ساتھ ہوئی ہے۔

جناب چیئر مین: آپ اس لسٹ کو ابھی چیک کر لیں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: دیکھ لیں اس میں خلیل طاہر سندھو کا نام پانچویں نمبر پر ہے۔

جناب چیئر مین: سندھو صاحب! آپ نے Monday کا لکھا ہوا ہے۔

جناب خلیل طاہر سندھو: میں نے Monday نہیں لکھا یہ نیچے نام بلال یٰسین کا نام Monday کا لکھا ہے۔

جناب چیئر مین: سندھو صاحب! پلیز، آپ چیئر کو address کریں اور اپنی بات continue کریں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب چیئر مین! آپ نے لک صاحب کو بھیجا ہے تو پھر میں آپ سے کیسے address کر لوں؟

جناب چیئر مین: سندھو صاحب! پلیز، اپنی بات جاری کریں۔

ملک ندیم کامران: چلیں، ٹھنڈے ہو جائیں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: ملک صاحب! ٹھنڈے ہونے کی بات نہیں ہے جس کی عزت نفس مجروح ہوتی ہے اس کو پتا ہوتا ہے۔ اگر اس جگہ پر کوئی جاگیر دار ہوتا تو میں دیکھتا ہوں کہ وہ کیسے ٹھنڈا ہوتا تاہم چونکہ ماڑے لوگ ہیں یہاں پر کمی کمین ہیں ہمارے ساتھ تو ایسا ہی ہونا ہے۔

جناب چیئرمین: سندھو صاحب! پلیز، آپ continue کریں اور اب چھوڑیں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب چیئرمین! اس بجٹ کے جو اعداد و شمار ہیں ان پر میں بعد میں آؤں گا۔ میں سب سے پہلے منسٹر فنانس چونکہ یہاں منسٹر لاء نہیں بیٹھے but Article 35 of Constitution of Pakistan says: "The state shall protect the marriage, the family, the mother and the child." Then again: The State shall safeguard the legitimate rights and interests of minorities, including their due representation in the Federal and Provincial services."

میں بڑے ادب کے ساتھ یہ بات کرنا چاہتا ہوں یہاں راجہ بشارت صاحب تشریف فرما نہیں ہیں۔ Early Marriage Protection Act, Child Protection, Law exist کرتا ہے Court of Wards Act یہ تینوں پنجاب کے قوانین ہیں۔ ان ڈیڑھ سالوں میں 29 جس میں دو سکھ بچیاں ہیں، میں نام نہیں لینا چاہتا وہ ہماری بہنیں ہیں 27 میں سے 16 یا 17 بچیاں کرسچئن اور باقی ہندو ہیں جن کی عمریں گیارہ گیارہ سال ہے۔ میں اس لئے بات کر رہا ہوں کہ بجٹ آئینی طور پر اور رولز کے مطابق زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ بجٹ پر جو بھی بات ہو انسان کر سکتا ہے۔ I understand the Constitution and legally what is the Budget. جب یہ زندگی کے ہر شعبے کو متاثر کرے گا مجھے نہیں پتا کہ آپ نے کتنی رقم بڑھائی ہے یا کتنی نہیں بڑھائی اس پر تو میں بعد میں آؤں گا لیکن گیارہ سال کی بچی کا ایک ہی دن میں conversion ہونا، ایک ہی دن میں شادی ہونا اور ایک ہی دن میں فیصلہ ہونا افسوس ناک ہے۔ مجھے نہایت دکھ ہو رہا ہے اور مجھے with heavy heart یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے لوگوں نے ایک تحریک "بیٹی بچاؤ" چلائی ہے۔ آج تک کسی نے کسی بچی کو یہ نہیں کہا کہ یہ میری بہن ہے میں اس کو بہن بناتا ہوں یا

اسے بیٹی بناتا ہوں۔ گیارہ سال کی بچی کس طرح بیوی بن سکتی ہے؟ اٹھارہ سال کی عمر تک تو اس کا شناختی کارڈ نہیں بن سکتا وہ contract نہیں کر سکتی because marriage is a social contract اس کا ووٹ نہیں بن سکتا۔ اس کے علاوہ ہمارے biblically اور رسم و رواج میں بہت فرق ہے۔ Banns یعنی پکاریں چرچ میں تین اتوار پکاریں ہوتی ہیں۔ کیا کریں، پھر ہم چپ ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ابھی انہوں نے بجٹ کی بات کی 1988 میں میاں محمد نواز شریف نے financial assistance, scholarships اور ترقیاتی فنڈز کا اجراء کیا تھا جو سپیکر صاحب چودھری پرویز الہیٰ کے دور میں بھی جاری رہا۔ اسی کا سلسلہ آج بھی انہوں نے آگے بڑھایا لیکن آپ دیکھیں کہ اس میں بجٹ کی utilization کتنی ہے اور allocation کتنی ہے۔ جو MDF انہوں نے رکھا جس میں، جب 16-2015، 18-2017 اور اس سے آگے کا بجٹ جو ہم نے رکھا اس کی 84 فیصد اور 89 فیصد تک allocation کروائی اور ہم نے خرچ کیا۔ اب میں صرف ایک مثال دیتا ہوں کہ انہوں نے جتنا بھی بجٹ رکھا ہے جو پچھلے سال کا بجٹ تھا وہ ابھی عید کے بعد release ہوا ہے، ابھی تک اس کی utilization zero فیصد ہوئی ہے اور وہ lapse ہو گیا ہے۔ اب وہ next year میں جائے گا۔ اس طرح سے ہمارے بجٹ کی utilization پہلے 71 فیصد پھر 80 فیصد پھر 96 فیصد تھی۔ میں وزیر خزانہ سے request کروں گا کہ اس وقت ان خوبصورت الفاظوں کے ساتھ اس بجٹ کا کوئی فائدہ نہیں ہے جب تک اس کی utilization نہیں ہوتی۔ ہمیں یہاں بار بار بھاشن دیا جاتا ہے کہ GDP گروتھ بڑھ گئی ہے تو کیا جب بچہ ماں سے روٹی مانگے گا تو کہے گی کہ GDP کھالو، پانی مانگے گا تو کیا کہے گی کہ GDP پی لو، دودھ مانگے تو GDP پی لو، دوائی مانگے تو GDP کھالو، کوئی انصاف مانگے تو GDP کھالو، چاول مانگے تو GDP کھالو اور عام آدمی کو کیا پتا کہ GDP کیا ہے۔ اس کو چاہئے کہ اس کو رزق ملے، اس کو عزت کے ساتھ روٹی ملے۔ Recently آپ کے بہت بڑے لیڈر ایک پناہ گاہ میں گئے تو وہاں پوچھا کہ بابا جی آپ یہاں اچھی زندگی بسر کر رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ پُتر تیری وجہ نال گھروں پناہ گاہ وچ آنا پیا اے، (قہقہے)

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ وزیر خزانہ کی طرف سے جو allocations رکھی گئی ہیں اس وقت تک اس بجٹ کا کوئی فائدہ نہیں ہے جب تک اس کا استعمال نہیں ہوتا۔ میں چھوٹی چھوٹی

دو گزارشات کرنا چاہتا ہوں اور بہت تھوڑا ٹائم لوں گا۔ سید یاور عباس بخاری صاحب جو اٹک سے ہیں ان کی طرح 24منٹ اور 29 سیکنڈ نہیں لوں گا۔ ہمارے کچھ چکوک ہیں جس میں میرا اپنا گاؤں بھی ہے جو سارے Christian villages ہیں 424 منٹگمری والا، خوش پور اور شانتی نگر، امرت نگر، سٹونز آباد، طارق آباد، چھوٹا اور بڑا مارٹن پور، فاطمہ پور، فرانسس آباد، اس طرح اور بہت سارے سکولز بھی ہیں تو میری گزارش ہوگی کہ یہ سارے زمیندار لوگ ہیں میرا اپنا گاؤں بھی وہاں ہے۔ ہم سب چھوٹے چھوٹے زمیندار ہیں ان کی جو شاملات ہوتی ہیں وہ اسی گاؤں کا حصہ ہوتی ہے آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے اور ان کے ذریعے concerned department سے گزارش ہے کہ یہ جو شاملات ہیں یہ انہی لوگوں کو دی جائیں جن کا وہ گاؤں ہے یا جن کا وہاں پر رقبہ ہے یا زمینیں ہیں اور وہاں پر جو کاشتکاری کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ میری آپ سے گزارش ہے کہ قائد اعظم محمد علی جناحؒ بانی پاکستان کی جو 11۔اگست 1947 کی speech ہے اس پر میں نے پہلے بھی قرارداد منظور کروائی تھی اور سندھ اسمبلی نے نصاب کا حصہ بنالیا ہے لیکن ہم نے اب تک اس کو نصاب کو حصہ نہیں بنایا تو میری through concerned Minister جناب ہاشم جواں بخت کے ذریعے سے گزارش ہوگی کہ ان کو کہیں کہ کچھ نہیں ہوتا اگر ہم قائد اعظم محمد علی جناحؒ جو بانی پاکستان ہیں جنہوں نے پاکستان بنایا جن کی وجہ سے ہم یہاں پر تشریف فرما ہیں اور بیٹھے ہیں اگر اس speech کو جو پہلی speech تھی ہم اس کو اس کا حصہ بنالیں گے تو اس سے کوئی نقصان نہیں ہوگا بلکہ بہتری ہوگی۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہم 1947 سے لے کر آج تک پاکستان میں، 1898 سے before the Pakistan یہاں پر رہتے ہیں۔ ہم ذمی ہیں، مفتوح ہیں اور نہ ہی ہم جزیہ دینے والے لوگ ہیں ہمارا ملک ہے اور انتہائی ادب کے ساتھ آج کے دن تک پاکستان میں کوئی minorities کا بندہ، کوئی بھی کسی بھی community کا، ہماری سکھ برادری کے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں رمیش سنگھ اروڑا اور طارق صاحب بیٹھے ہیں آج تک کسی نے اپنی مٹی ماں سے غداری نہیں کی اور ہم میں سے کسی نے نہیں کی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چونکہ Justice Cornelius، سیسل چودھری، رانا بھگوان داس، جنرل پیٹر، سر گنگارام، General Martin جس نے شہید ذوالفقار کے کہنے پر، آپ کو گھنٹی بڑی جلدی یاد آجاتی ہے سید یاور عباس بخاری صاحب کے وقت 25 منٹ تک نہیں بجائی۔۔۔

جناب چیئرمین: Please.

جناب خلیل طاہر سندھو: General Martin جو ذوالفقار علی کے کہنے پر اس وقت یورنیم لائے تھے، میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں آپ اہل وطن بھی سمجھیں، بازو وطن بھی سمجھیں اور ہم سے ایسا پنشنز والا سلوک نہ کریں جیسے پنشنز دی جاتی ہیں وہ جی سکتا ہے اور نہ مر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے GSP-Plus Status کے حوالے اس پر بڑی محنت کی اور اس کا TT سیل جو کہ آج بھی چل رہا ہے تو جس کی وجہ سے ہم فری ٹریڈ کی طرف جا رہے تھے اس پر توجہ دیں۔ میں ایک بات بڑی ضروری کہنا چاہتا ہوں جو کہ سب نے کی، میں اپنی بہنیں جو اپوزیشن میں ہیں میں نے اپوزیشن کہہ دیا یعنی آنے والی اپوزیشن جو کہ ٹریژری بنچوں پر بیٹھی ہے ان کو کہنا چاہتا ہوں اور سب بھائیوں کو بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جب تک یہ law ہے یہاں پر بہت ساری بہنیں لاء گریجوٹیس بیٹھی ہیں، جب تک سپریم کورٹ آف پاکستان کسی کو convict قرار نہیں دیتی تب تک یہ گردان جو ہے اور یہ جو سی ڈی اڑ گئی ہے اس کو نکالیں کہ فلاں مجرم ہے، فلاں ڈاکو ہے اور فلاں چور ہے۔ اس طرح۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، Thank you very much.

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب چیئرمین! میں آخری الفاظ کہنا چاہوں گا۔ آپ مجھے صرف ایک منٹ دے دیں۔ اس سے ہمارا internationally image بہت زیادہ متاثر ہوتا ہے تو ہمیں اس بات کی طرف نہیں جانا چاہئے۔ اب باتیں تو بہت تھی لیکن چونکہ سارا سلسلہ disturb ہوا ہے تو آخر میں میں میاں محمد بخش کا ایک شعر سنا کر بات ختم کرتا ہوں:

[*********************]

* بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

بہت شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین!۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: آپ ان کو بات کرنے دیں پھر میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ جی، Please no cross talk.

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں نے request کی تھی کہ ہمارے ایک ممبر نے واپس جانا تھا اگر ان کو آج ٹائم مل جائے تو بہتر ہوتا لیکن شاید اتنا ٹائم نہیں ہے کہ پانچ منٹ کسی کی request پر دیئے جا سکیں۔ ہم ٹوٹل سات ممبرز ہیں اور اگر ان میں سے بھی کوئی ممبر رہ جائے تو میرے خیال میں آپ کی دریا دلی کا تو پتا چل گیا۔ اگر ہمارے لئے ٹائم نہیں ہے تو ہم اس ایوان سے واک آؤٹ کرتے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: شاہ جی، بات سنیں، بات یہ ہے کہ اُدھر سے بات ہو رہی ہے اس کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! میرے خیال میں، مَیں ایک گھنٹہ کھڑا رہا ہوں۔۔۔

جناب چیئرمین: میں پانچ سات منٹ کے بعد انہیں ٹائم دیتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! ہمارے ممبر جناب ممتاز چانگ ہیں اگر آپ نے پانچ منٹ ٹائم دے دیا تو آپ کی مہربانی ہے لیکن اگر آپ ٹائم نہ بھی دیں تو ہمارا آپ سے جھگڑا کوئی نہیں ہے اور آپ honourable ہیں۔

جناب چیئرمین: شاہ جی، آپ بھی قابل احترام ہیں اور وہ بھی قابل احترام ہیں آپ تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ عائشہ نواز!

محترمہ عائشہ نواز: جناب چیئرمین! بہت شکریہ کہ آپ نے دوبارہ سے ٹائم دیا۔ یہاں پر minorities کا چونکہ specifically ذکر ہوا تھا اس لئے I had let go own my slot کہ سندھو صاحب کو دے دیا جائے اگر ناراضگی ختم اور ہاؤس کا ماحول بہتر ہو سکے تو اس سے اچھی کیا بات ہو گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین!ایک دفعہ پھرcongratulations to the Speaker کہ اس نئی اسمبلی کے اندر ہمیں بجٹ پیش کرنے کا موقع مل رہا ہے اور ہم اس پر گفتگو کر پا رہے ہیں۔وزیراعلیٰ پنجاب عثمان احمد خان بُزدار اور وزیر خزانہ جناب ہاشم جواں بخت اور اس گورنمنٹ کو بہت بہت مبارکباد جنہوں نے اتنا عوام دوست بجٹ دیا اور اُن چیزوں پر خاص طور پر توجہ دی گئی جو کہ بہت عرصے سے neglected تھیں۔ یہاں پر speeches بہت ساری ہوئی ہیں چونکہ تمام ڈیپارٹمنٹس کوcover کر رہی ہیں تو اس لئے میں نے سوچا کہspecifically ایک ڈیپارٹمنٹ پر گفتگو کر لی جائے تاکہ احساس ہو کہ جب کسی ایک چیز کو تفصیل میں دیکھا جاتا ہے اور کوئی منسٹر یا گورنمنٹ اس پر توجہ دیتی ہے تو کیا ہوتا ہے۔ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ ہمارے ہاں بہت important department ہے جس کو شاید ماضی میں پچھلے 25,30سال سے وہimportance نہیں ملی جو کہ ملنی چاہئے تھی بہت سارےtail end کے علاقے ایسے ہیں جن کو پچھلے 25سال میں پانی نہیں ملا اور اس بار وزیر آبپاشی جناب محسن لغاری کی لیڈرشپ کے تحت ---(قطع کلامیاں)

محترمہ عائشہ نواز: جناب چیئرمین! اگرHouse in order کا کہہ دیں تو اچھا ہو جائے گا، چیئرمین صاحب! اگر آپ کی توجہ مل جائے۔

جناب چیئرمین: محترمہ!House in order ہے۔ آپ بات کریں۔

محترمہ عائشہ نواز: جناب چیئرمین!وزیر آبپاشی جناب محسن لغاری نے بہت ساری چیزوں پر کام کیا جیسے کہtail end کے وہ علاقے جن کو 25سال سے پانی نہیں ملا اُن علاقوں تک نہروں کی maintenance کرکے اُنہیں دوبارہ سے کھول کر پانی کو پہنچایا گیا۔اگر اس کو نمبرز کی صورت میں دیکھا جائے تو 56فیصد علاقوں میںdelivery increase ہوئی ہےtail end کے وہ علاقے جہاں پانی نہیں ہوتا تھا وہ ابwater shortage والے علاقوں میں تو ضرور آتے ہیں لیکن وہ ایسے نہیں ہیں کہ اُدھر کی نہریں سوکھی پڑی ہے۔اب اس چیز کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جب irrigation میں صحیح کام نہیں ہوتا اور پانیtail end پر نہیں پہنچتا جو کہ پچھلے کافی عرصے سے نہیں پہنچتا تھا تو اُس علاقے میں ٹیوب ویل لگتے ہیں جب ٹیوب ویل لگتے ہیں تو کاشتکار کافی ایکڑ دس

پندرہ ہزار روپے کا خرچہ نا صرف زیادہ ہوتا ہے بلکہ اُس کے علاوہ اُس علاقے کا water table کا level بھی نیچے جانے لگ پڑتا ہے اور اس کے علاوہ بجلی بھی ضائع ہوتی ہے، تیل بھی خرچ ہوتا ہے اور multiple levels کے اوپر بھی problems ہوتی ہیں جبکہ پانی آخر تک نہیں پہنچتا ہے۔

جناب چیئرمین! پانی کے حوالے سے جو دوسری بڑی چیز ہے وہ پانی چوری ہے اور جو پانی کے disbursement کے لئے اُس کا سائز ہوتا ہے اُس کو ٹھیک کرنے کے لئے جو کیسز ہوتے ہیں اگر اُس کے اوپر توجہ دلائی جائے Irrigation Department نے 28 ہزار کیسز رپورٹ کئے ہیں، پولیس نے Irrigation Department کے ساتھ بہت cooperate کیا اور بہت important بات یہ ہے پچھلے کئی سالوں سے صرف 39 لوگ per year گرفتار ہوتے تھے، اس سال 2800 گرفتاریاں ہوئی ہیں صرف اس لئے کہ پانی کو tail end تک پہنچایا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! پاکستان کے اندر پانی کے اوپر ایک اور کام جو باقی حکومتوں میں نہیں ہوا جس کو کہا جا سکتا ہے water conservation جو ڈیمز بننے تھے پچھلے 51 سال میں کوئی بڑا ڈیم نہیں بنا، تربیلا ڈیم آخری ڈیم تھا جو 1970 کے اندر sanction ہوا تھا اُس کے بعد سے اب تک کوئی بڑا ڈیم sanction نہیں ہوا، فیڈرل گورنمنٹ نے چند پراجیکٹس شروع کئے ہیں جس سے تقریباً 13 ملین ایکڑ فٹ کے اندر پانی کی رسائی بڑھ رہی ہے۔ پنجاب نے خاص طور پر 13 سمال ڈیمز پوٹھوہار ریجن اور کوہ سلیمان ریجن کے اندر بنانے شروع کئے ہیں جس کے لئے 4 بلین سے زیادہ رقم مختص کی گئی ہے اور سب سے important بات یہ ہے کہ ہم ایک ایسی قوم ہیں کہ جس کا پانی کو بہانے کے اوپر agreement ہو جاتا ہے لیکن پانی کو سنبھالنے کے اوپر ہماری لڑائی ہو جاتی ہے۔ لیکن اس حکومت نے بہت عرصہ بعد پہلی دفعہ ڈیمز بنانا شروع کئے ہیں اس کے اندر بہت سارے ڈیمز ہیں خاص طور پر میں Dadhocha Dam کا ذکر کرنا چاہوں گی جس سے ہمارے راولپنڈی کے لوگ بہت خوش ہیں کیونکہ راولپنڈی کے اندر water drainage کا ایک بہت بڑا مسئلہ تھا جس کے لئے خاص طور پر یہ ڈیم بنایا جا رہا ہے جو صرف راولپنڈی کے لوگوں کو سپورٹ کرے گا 6.5 billion rupees اس کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ Mujahid Dam ہے، Mora Dam ہے Sora Dam ہے---

جناب چیئرمین: محترمہ! please wind up کریں۔

محترمہ عائشہ نواز: جناب چیئرمین! دو سے تین ملین ایکڑ فٹ پانی اس کے اندر ذخیرہ کیا جائے گا۔ اس کے بعد جو construction کے بڑے بڑے projects ہوتے ہیں اُن سے آگے بڑھ کر پالیسز کے اوپر کام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پنجاب میں پہلی پانی کی پالیسی بنائی گئی ہے جس میں 1873 کے ایکٹ کو finally redo کر کے نئی پالیسی بنائی جا رہی ہے جس کے تحت جدید دور کے تقاضوں کو پورا کر پائیں گے۔ Canals کے اوپر بہت ساری بات کرنے کے لئے بہت ساری چیزیں ہیں لیکن آپ مجھے wind up کرنے کا کہہ رہے ہیں تو I would like to say کہ پنجاب ایک agriculture-based economy ہے اور ایگری کلچر کے لئے irrigation بہت important ہوتا ہے اگر پانی گاؤں کے کونوں تک نہیں پہنچے گا تو پیداوار میں اضافہ نہیں ہو گا جس سے پنجاب کی دو تہائی آبادی کو cater کیا جا سکتا ہے تو economy میں فرق آئے گا اور جیسے کہ ہمارے فاضل دوست ہمیشہ کہتے ہیں کہ فصل اچھی ہوتی ہے تو شہروں میں رونقیں آتی ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ! please wind up کریں۔

محترمہ عائشہ نواز: جناب چیئرمین! جب شہروں میں رونقیں آتی ہیں تو انار کلی میں شاپنگ بھی ہوتی ہے، مال روڈ پر گاڑیاں بھی بکتی ہیں اور ہمارے دوستوں کے ہاں activity بھی نظر آتی ہے بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی، جناب رمیش سنگھ اروڑا!

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب چیئرمین! شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب رمیش سنگھ اروڑا! ایک منٹ۔ جو جناب خلیل طاہر سندھو نے اپنی speech کے آخر میں شعر پڑھا تھا تو اس کو expunge کر دیا جائے۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب چیئرمین! میں نے کیا غلط کہا ہے۔ وہ میاں محمد بخش کا شعر ہے۔

جناب طارق مسیح گل: جناب چیئرمین! انہوں نے حق اور سچ کی بات کی ہے۔۔۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئر مین: سمیع اللہ خان صاحب! آپ تشریف رکھیں۔جناب رمیش سنگھ اروڑا کو بات کرنے دیں۔

جناب چیئر مین: رمیش سنگھ اروڑا صاحب! آپ please continue کریں۔جی، اروڑا صاحب آپ نے بات کرنی ہے یا؟

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب چیئر مین! آپ تو ڈانٹنا شروع ہو گئے ہیں آپ ڈانٹ رہے ہیں۔

جناب چیئر مین: جناب رمیش سنگھ اروڑا! آپ معزز ممبر ہیں please continue کریں۔

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب چیئر مین! میں اپنی بات کا آغاز کرنے سے پہلے خلیل طاہر سندھو صاحب ہمارے former minister بھی ہیں اور تین دفعہ parliamentarian رہے ہیں۔یہ بڑے seasoned parliamentarian ہیں اگر minority کے ممبر کی طرف سے ایک بات آئی ہے تو موجودہ حکومت کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ اگر former minister کھڑا ہو کر کہہ رہا ہے کہ minorities کے ساتھ discrimination ہو رہی ہے اور یہی وہ رویے ہیں جو پھر یورپی یونین میں جا کر پاکستان کی بدنامی ہوتی ہے اور پاکستان کے خلاف resolution پاس ہوتی ہے اور وہاں پر کہا جاتا ہے کہ پاکستان کے اندر minorities safe نہیں ہیں،اس کے علاوہ ہماری گورنمنٹ نے minorities کے لئے اتنا کام کیا اور موجودہ حکومت یورپی یونین میں جا کر پاکستان کے خلاف resolution پاس کرواتی ہے۔ میری request ہو گی کہ ان رویوں کو دیکھنے کی ضرورت ہے ۔ سیکرٹریٹ کو بھی دیکھنے کی ضرورت ہے۔چیئر سے بھی request ہے کہ kindly اس کو دیکھیں اور خاص کر یہ کہ کیوں minorities یہ feel کرتی ہیں کہ وہ یہاں پر safe نہیں ہیں۔

جناب چیئر مین! آپ کا شکریہ۔ اب میں سب سے پہلے اس august House میں موجود ہر معزز ممبر کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور خاص کر میں چودھری پرویز الٰہی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے 2005 میں اس بلڈنگ کا آغاز کیا جو کہ آج بڑا august House بن کر ہمارے سامنے ہے آج ان تمام معزز ممبران جو یہاں موجود ہیں میری طرف سے معزز parliamentarian کو مبارکباد لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ expect کرتا ہوں کہ جس

طرح یہ عمارت بہت کشادہ ہے، یہاں پر بیٹھے ہوئے ہر معزز ممبر کا دل بھی کشادہ ہو، اُس کے اندر دوسرے ممبر کو سننے کی سکت بھی ہو کہ وہ دوسرے ممبر کو تحمل کے ساتھ سن سکے۔

جناب چیئرمین ! مجھ سے پہلے شیخ علاؤ الدین نے بھی بات کی تھی میں بھی آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ بھی اسی معزز ہاؤس کے ممبر ہیں اور آپ بھی آج جس مشکل سے گزر کر آئے ہوں گے اس کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ یہاں پر بیٹھنے والے تمام ممبران بڑے honourable ہیں اور خاص کر جو ہمارے مہمان ہمارے ساتھ آتے ہیں تو وہ یہ دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ اسمبلی کے اندر ہمیں کس طریقے سے deal کیا جاتا ہے تو میری گزارش ہو گی کہ تھوڑا سا اس کو ease out کیا جائے۔ ہم یہاں پر پیپر لے کر کبھی ایک شخص کا ترلہ ڈال رہے ہیں کبھی دوسرے کا کہ kindly ان کو allow کر دیں کہ ہمارے مہمان آسکیں اور پھر یہاں پر ہمارے پاس کوئی ایسا بندہ نہیں ہوتا جو ہمیں facilitate کر سکے تو یہ بڑی شرمندگی کی بات ہے اور میں اس پر یہ request کرتا ہوں کہ اس کو دیکھا جائے۔

جناب چیئرمین! میں جو بجٹ کی speech کرنے جا رہا ہوں اس کے آغاز پر یہ کہوں کہ اس بجٹ پر اپوزیشن لیڈر نے بڑی تفصیل سے بڑے مدبرانہ طریقے سے ایک ایک پہلو کا جائزہ لیا اور ہر ایک پہلو پر بڑی دلیل کے ساتھ بات کی چاہے وہ ایجوکیشن، ہیلتھ، سالڈ ویسٹ مینجمنٹ اور minorities کی بات ہو یا ہمارے تمام شعبہ ہائے زندگی سے جن کا تعلق ہے ان تمام سیکٹرز پر with fact and figures کے ساتھ بات کی ہے۔ جس کو آج آپ عوام دوست بجٹ بول رہے ہیں کہ وہ کس طرح سے عوام دشمن بجٹ ہے۔ ایک طرف آپ کرپشن فری پاکستان کا نعرہ لگا کر آئے تھے کہ کرپٹ حکومت اور بہت بڑے اس طرح کے slogans لگائے تو آج آپ کو انٹرنیشنل ٹرانسپرنسی کہہ رہی ہے کہ پاکستان کرپشن میں دو درجے مزید آگے بڑھ گیا ہے۔ جب مسلم لیگ نواز کی حکومت تھی اس وقت GDP Rate 5.8 فیصد تھا۔ مجھ سے پہلے یہاں پر ایک معزز ممبر بات کر رہے تھے کہ آپ ذرا facts and figures کو دیکھیں تو بھائی یہ ہم نہیں بلکہ ورلڈ بنک کہہ رہا ہے کہ آپ کا GDP rate negative گیا ہے لہٰذا ان سے بات کریں اور پوچھیں کہ کہاں ورلڈ بنک میں ہمارا growth rate نیچے گیا ہے۔ اس کے ساتھ ایجوکیشن اور ہیلتھ کی باتیں کی گئیں۔ آج کینسر کا مریض دربدر ہے وہ آپ سے دوائی مانگ رہا ہے۔ آج کوالٹی ایجوکیشن کی بات کی جا رہی ہے تو جو رپورٹس آ رہی

ہیں ان کے مطابق کوالٹی ایجوکیشن بہت worst ہو گئی ہے۔ آج غریب آدمی آپ سے آٹا، چینی، بجلی اور گیس مانگ رہا ہے یہ وہ چیزیں ہیں جن کے بارے میں آپ کنٹینر پر کھڑے ہو کر بڑے بڑے نعرے لگاتے تھے اور آپ چور، چور لوٹ کر کھا گئے کے نعرے لگاتے تھے۔ آج آپ کی حکومت میں چینی 110 روپے اور آٹا 85 روپے کلو میں مل رہا ہے۔ آج صبح میں ٹی وی پر دیکھ رہا تھا کہ گیس کی قیمت میں 5 روپے فی کلو گرام اضافہ کر دیا گیا ہے۔ بجلی کا ہر آنے والے دنوں میں ریٹ بڑھ رہا ہے۔ پہلے ایک ماہ بعد پٹرول کی قیمت بڑھتی تھی لیکن آج آپ ہر 15 دن بعد پٹرول کی قیمت بڑھا رہے ہیں تو آپ کس طرح سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ عوام دوست بجٹ ہے۔ وزیر خزانہ میرے بھائی اور دوست ہیں اور یہ ہمارے ساتھ سابقہ حکومت میں تھے وہ بہت ہی knowledge والے آدمی ہیں لیکن جناب وزیر خزانہ بھی کیا کریں ان کو پتا ہے کہ ریونیو نہیں ہے۔ ان کو پتا کہ عمران خان صاحب جو نعرہ لگا کر آئے ہیں وہ نعرہ پٹ چکا ہے۔ آج پیسا نہیں ہے آج ساڑھے پانچ ہزار روپے کی revenue generate کرنے کی بات کرتے ہیں تو چار ہزار پر جا کر آپ کی بریکیں لگ جاتی ہیں تو یہ وہ چیزیں ہیں اور یہ وہ بجٹ ہے جس بجٹ کی آپ باتیں کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! اب میں اپنے specific issue of minorities کی طرف آتا ہوں۔ اسی ہاؤس نے مارچ 2018 میں سکھ میرج ایکٹ پاس کیا اور میں اس وقت کی اپوزیشن کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں میاں محمود الرشید کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جب سکھ میرج ایکٹ پاس ہوا تو انہوں نے کھڑے ہو کر مبارکباد پیش کی لیکن کیا ہوا کیوں موجودہ حکومت کو سانپ سونگھ گیا ہے پھر ہم ٹھیک ہی کہتے ہیں کہ یہ نااہل اور نالائق ہیں کیونکہ تین سال گزر چکے ہیں ان سے رولز آف بزنس نہیں بن سکے دنیا بھر میں آپ نے پاکستان کی سبکی کروائی۔ جب سکھ میرج ایکٹ بن گیا تو ہم نے بڑا نعرہ لگایا کہ پاکستان دنیا کا پہلا ملک ہے جہاں پر سکھ میرج ایکٹ بن گیا۔ دنیا بھر میں ہماری خبریں لگیں دنیا بھر نے پاکستان کو appreciate کیا۔ دنیا بھر نے بھارت کو کہا کہ بھارت میں سکھ میرج ایکٹ نہیں اور پاکستان اس سے lead لے گیا۔ پاکستان میں 25 ہزار سکھ کمیونٹی کے ہوتے ہوئے وہاں پر سکھ میرج ایکٹ پاس ہوتا ہے لیکن کیا ہوتا ہے کہ آپ bylaws نہیں بنا سکتے اس وقت کے منسٹر صاحبان خلیل طاہر سندھو، راجہ اشفاق سرور اور رانا ثناءاللہ کھڑے ہو کر مجھے مبارکباد دیتے ہیں اور تینوں محمود الرشید کے ساتھ مل کر جاتے ہیں اور ہماری سکھ کمیونٹی کو بل کے

پاس ہونے پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ تین سال گزر جانے کے باوجود اس کے رولز آف بزنس نہیں بنے۔ ہندو میرج ایکٹ کے حوالے سے تمام اسمبلیوں نے نیشنل اسمبلی کو مینڈیٹ دیا کہ آپ اس ایکٹ کو پاس کریں اس کے رولز آف بزنس نہیں بن رہے۔ Christian Persons Law پر آج کوئی بات نہیں ہو رہی۔ آج ہمارے مسیحی بھائی ہر دروازے پر جا کر دروازہ کھٹکھٹا رہے ہیں کہ ہمیں ہمارے personal laws دیں۔ موجودہ حکومت جو بہت بڑے بڑے نعرے اور دعوٰے کرتی ہے وہ آج لوگوں کو ان کے حقوق دینے میں ناکام اور نااہل ہے۔ جاب کوٹہ 5 فیصد کی بات کی جاتی ہے۔ میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کا vision تھا اور انہوں نے mandatory کیا کہ اگر کوئی job minority کو نہیں ملتی تو آپ اس کو carry forward کریں گے لیکن ہمیں دیکھنا چاہئے کہ وہاں پر 5 فیصد جاب کوٹا صرف اور صرف minority کو ملے۔ آج مجھے دکھ کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ کہیں پر سینٹری ورکر کی janitorial job کی vacancy آتی ہے تو وہاں پر لکھا جاتا ہے کہ مسیحی قوم یا غیر مسلم کے لئے یہ سینٹری ورکر کی جاب موجود ہے تو یہ شرم کی بات ہے۔ آپ دنیا کو کیا پیغام دیتے ہیں کہ پاکستان میں بسنے والی اقلیتوں کے لئے آپ کے پاس صرف سینٹری ورکرز کی جاب ہے مجھے یہ بات کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ MDF کا بہت رولا ڈالا گیا اور کہا گیا کہ ہم نے 400 فیصد فنڈ بڑھا دیا ہے۔ آپ ذرا اپنی کارکردگی تو دیکھیں کہ نواز شریف صاحب کی حکومت میں MDF میں 600 ملین ہم نے رکھا اور 78 فیصد سے زیادہ ہماری utilization ہے۔ آج آپ 100 ملین MDF میں رکھتے ہیں اور آپ اقلیت کو کہتے ہیں کہ ہم آپ کو (MDF) Minority Development Fund دے رہے ہیں اور اس کی utilization zero ہے جس طرح اس حکومت کی اور اس کے وزراء کی کارکردگی زیرو ہے اسی طرح آپ نے MDF میں minorities کو زیرو دیا ہے۔ آج شنیہ روتھ صاحبہ پی ٹی آئی کی ایم این اے ہیں وہ شہباز شریف کے پاس جا کر request کرتی ہیں کہ ہمیں بھی MDF دیں اور اس وقت شہباز شریف نے منسٹر کو حکم دیا کہ آپ ان کو فنڈ دیں اور ان کو فنڈ ملتا بھی ہے۔ آج تک آپ کے Minority Minister نے کسی minority کے ایم پی اے کو اپنے آفس میں بلا کر نہیں پوچھا کہ آپ کے کیا مسائل ہیں؟ وہ کم از کم ان ایم پی اے صاحبان کو بلا کر یہ ہی پوچھ لیں کہ آپ کے کیا کیا مسائل ہیں اور کس طرح سے minorities کے مسائل کو ہم نے address کرنا ہے، ہم نے اپنے حقوق کو کس طرح سے

protect کرنا ہے؟ یہ نواز شریف صاحب کاvision تھا کہ گرانتھی صاحبان جو کہ گردوارہ کے اندر اپنا مذہبی فریضہ ادا کرتے ہیں ان کا گریڈ 7 تھا اور وہ یہ محسوس کرتے تھے کہ ہم یہاں پر depressed اور suppressed ہیں تو ان کو گریڈ 7 سے گریڈ14 دیا گیا۔ اس کے ساتھ ان کا career plan دیا گیا کہ گریڈ 14 سے گریڈ 16 اور گریڈ 17 کیا جائے۔ گریڈ 14 کے بعد ہماری حکومت ختم ہو جاتی ہے اور وہ جو اگلا career plan تھا وہ روک دیا گیا۔ آج بھی وہ فائل اسی طرح سے پڑی ہے۔ میری ایک معزز ممبر نے احسن اقبال کے بارے میں کچھ کلمات ادا کئے تو میں چاہوں گا کہ۔۔

جناب چیئرمین: رمیش صاحب! آپ اپنی تقریر کو wind up کریں۔

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب چیئرمین! یہ minority کی بات ہے لہذا یہ بات آپ کو سننا پڑے گی۔

جناب چیئرمین: رمیش صاحب! Minority کی بات ضرور سنیں گے لیکن آپ جلدی جلدی wind up کریں۔

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب چیئرمین! میں اپنی بات کو دو منٹ میں wind up کرتا ہوں ابھی احسن اقبال صاحب کے بارے میں بات کی گئی ہے اس کو آپ نے حذف کروانا ہے احسن اقبال صاحب ایک visionary leader ہیں انہوں نے پاکستان کو سی پیک کا منصوبہ دیا، انہوں نے Vision 2025 دیا، انہوں نے پاکستان کے اندر سب سے بڑا PSDP بھی چلایا، انہوں نے کرتارپور کے اندر development کی اور یہاں پر کھڑے ہو کر ان کے خلاف باتیں کی جا رہی ہیں یہ وہی احسن اقبال ہیں جن کو UN Global Champion کہا گیا۔

جناب چیئرمین: رمیش صاحب! بس بہت شکریہ کیونکہ آپ کو بات کرتے ہوئے تین چار منٹ زیادہ ہو گئے ہیں۔

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب چیئرمین! مجھے دو چار منٹ مزید وقت دے دیں کیونکہ آپ نے یہاں پر لوگوں کو 25، 25 منٹ کا وقت دیا ہے۔ میں اپنی بات کو دو منٹ میں wind up کرتا ہوں۔ کرتارپور راہداری کے حوالے سے میں جنرل قمر جاوید باجوہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے محبت کا

پیغام جھپی ڈال کر سندھو صاحب کے باہر بھیجا۔ میں پرویز الٰہی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے کرتاپور راہداری کی سب سے پہلی سڑک کی بنیاد رکھی۔ ہم ہر اس شخص کا شکریہ ادا کرتے ہیں جو میرے گرو کو اور میرے گردوارے کو respect دے گا۔ آج وہی کرتار پور صاحب آپ سے سڑک مانگ رہا ہے۔ چودھری پرویز الٰہی نے DO letter لکھا لیکن سڑک نہیں ملی۔ آج اس سڑک کے لئے ہمیں 9.5 بلین دے رہے ہیں اور 5 کروڑ روپے پہلے سال کے لئے رکھ رہے ہیں اور ہمیں پیغام یہ دے رہے ہیں کہ ہم یہ سڑک مکمل نہیں کریں گے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب چیئرمین! میری بس تین چار تجاویز ہیں اس کے بعد میں اپنی speech wind up کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: جلدی کریں۔

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب چیئرمین! جناب وزیر خزانہ بھی سن رہے ہیں تو کرتار پور کی سڑک جو کہ لاہور سیالکوٹ موٹروے لنک روڈ سے اس کو اسی سال کے financial year کے بجٹ میں ڈالا جائے۔ لاہور شمشان گھاٹ کو روڈ دیا جائے۔ سکھ میرج laws کو جلد سے جلد مکمل کیا جائے اور ان پر عملدرآمد کیا جائے۔ ساہیوال چک نمبر 116 میں ہمارا گردوارہ نائنل اس کو rehabilitate کیا جائے۔ منڈی بہاؤالدین جہاں سے ہماری بہن بھی بیٹھی ہوئی ہے وہاں پر گردوارہ کو rehabilitate کیا جائے۔ Fourth conversion کو روکا جائے۔ میں ایک بات آخر میں، میں بڑے دکھ کے ساتھ conclude کرتے ہوئے request کروں کہ پچھلے دنوں اخبار میں ایک خبر لگی ہے آپ کے منسٹر کھچی صاحب جو کہ میلسی کے ہیں انہوں نے کسی گردوارے پر قبضہ کر لیا ہے یہ خبر international گئی ہے۔ میری درخواست ہے کہ کھچی صاحب اس حوالے سے اپنی پوزیشن واضح کریں۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب چیئرمین! اس گردوارے کو واگزار کروائیں۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ شمیم آفتاب اپنی بات کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ اپنی بات continue کریں۔

محترمہ شمیم آفتاب: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ میں سب سے پہلے اس نئے ہال کی تعمیر پر سپیکر صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہمارے سروں پر خاتم النبیین کا نام لکھا ہوا ہے۔ مجھے امید ہے کہ ہم اس نام کی لاج رکھیں گے اور یہاں پر جو بھی قوانین بنیں گے وہ ان لوگوں کے لئے بنیں گے جن کے خون پسینے کی کمائی سے یہ ایوان بنا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب سردار عثمان بزدار، وزیر قانون راجہ بشارت اور وزیر خزانہ ہاشم جواں بخت کو ایک کامیاب اور عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ آج مجھے فخر محسوس ہو رہا ہے کہ میں اس مقدس ایوان کا حصہ ہوں جو کہ ایک تاریخی لمحہ سے گزر رہا ہے۔ پنجاب اسمبلی کی نئی عمارت اور ہماری حکومت کا چوتھا عوام دوست بجٹ اور کسان دوست بجٹ ہماری حکومت کی کارکردگی کا مظہر ہے۔ میں بجٹ پر بات کرنے سے پہلے دو چیزوں پر ضرور بات کرنا چاہوں گی کہ قائد حزب اختلاف اور اویس لغاری صاحب نے دو دفعہ بات کی لہذا میں پہلے ان کی باتوں کا ضرور جواب دینا چاہوں گی۔ ایک تو انہوں نے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر بات کی کہ ہم نے تباہ کر دیا ہے۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ 2008 سے پہلے جو لوکل گورنمنٹ کا اتنا مضبوط سسٹم تھا اسے 2008 سے لے کر 2018 تک جس طرح تباہ کیا گیا۔ جب ہمیں حکومت ملی تو یہ حال تھا کہ تین تین یونین کونسلوں پر گورنمنٹ کا ایک نمائندہ بیٹھا ہوا تھا جو دو دن ایک یونین کونسل، دو دن دوسری یونین کونسل اور دو دن تیسری یونین کونسل میں بیٹھتا تھا تب جا کر لوگوں کے کچھ مسائل حل کرتا تھا۔ مسائل اتنے تھے کہ لوگ لائنوں میں کھڑے رہتے ۔ پچھلے دس سالوں میں عوامی نمائندے تو دور کی بات وہاں پر تو گورنمنٹ کے نمائندے بھی نہیں ہوتے تھے۔ جب 2015 میں لوکل گورنمنٹ کے الیکشن ہوئے جس میں عوامی نمائندے آئے وہ سارے کے سارے (ن) لیگ کے تھے آپ نے ان نمائندوں کو کتنا empower کیا؟ آپ نے تو سارے کے سارے فنڈز ایم این ایز اور ایم پی ایز کو دیئے جنہوں نے سڑکیں بنائیں لیکن لوکل

گورنمنٹ نے جو صاف پانی دینا تھا یا دوسرے کام کرنے تھے وہ پیسے آپ نے بڑے بڑے پراجیکٹس پر لگائے اور عام لوگوں کو گندی نالیاں اور گندا پانی دیا۔ کیا آپ اس لوکل گورنمنٹ سسٹم کی بات کر رہے تھے کہ جسے ہم نے خراب کیا ہے؟ اب اس پر کام ہو رہا ہے اس پر قانون سازی ہو گئی ہے اور انشاء اللہ ہم جو لوکل گورنمنٹ سسٹم لے کر آئیں گے وہ آپ دیکھیں گے کہ وہی مضبوط سسٹم ہو گا جو 2008 سے پہلے تھا۔

جناب چیئرمین! اویس لغاری صاحب نے دو دفعہ population growth کی بات کی ہے، میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ 2008 سے پہلے اس ادارے میں جو کام ہو رہا تھا وہ پچھلے دس سالوں میں کیوں نہیں ہوا۔ یہ وہ ادارہ ہے جس میں ہر گاؤں میں گورنمنٹ کا ایک نمائندہ بیٹھا ہے۔ میرے خیال میں اس سے زیادہ انفراسٹرکچر کسی اور شعبے میں نہیں ہے جتنا اس ادارے میں ہے۔ آپ نے دس سالوں میں اس ادارے کو کہاں پہنچایا؟ آپ تین سال کے بعد حساب مانگنے آ گئے ہیں لیکن پچھلے دس سالوں میں آپ نے population growth کے لئے کیا کام کیا؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ population growth بہت بڑا جن ہے، ہم اسے کنٹرول کئے بغیر کوئی بھی پلاننگ نہیں کر سکتے۔ جس طرح سے ہماری population growth بڑھ رہی ہے اس سے ہمارے مسائل بڑھ رہے ہیں ہم انہیں کبھی بھی قابو میں نہیں لا سکتے جب تک ہم فیملی پلاننگ کی طرف نہیں آئیں گے اور بیٹھ کر اس پر بات نہیں کریں گے مجھے جناب کی توجہ درکار ہے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ اپنی بات کریں میں سن رہا ہوں۔

محترمہ شمیم آفتاب: جناب چیئرمین! میری تجویز ہے کہ اس پر ایک پورا اجلاس رکھیں جس میں ہم سب debate کریں اور ایک ایسا سسٹم بنائیں کہ اس پر بہت زیادہ کام کر سکیں چونکہ اس سیکٹر میں بہت زیادہ کام کی ضرورت ہے۔ اب میں بجٹ کی طرف آتی ہوں، آج سے تین سال پہلے جب ہماری حکومت آئی تو سابقہ حکومت کی ناقص پالیسیوں کی وجہ سے مالی خسارہ اور گردشی قرضے ہماری معیشت کو تباہی کے دہانے پر لے گئے تھے۔ وسائل کا استعمال نمائشی منصوبوں کی نذر ہو چکا تھا، ہماری حکومت کو تعلیم، صحت اور زراعت جیسے اہم شعبوں میں بدحالی ورثے میں ملی۔ اس سے پہلے کہ ہم ان مسائل سے نمٹتے Covid جیسی موذی مرض نے آ لیا لیکن اللہ کا شکر ہے کہ ان تمام

مسائل کے باوجود ہماری حکومت کی بہتر معاشی اصلاحات، اخراجات پر کنٹرول اور وسائل کے اضافے کی تدابیر سے آج ہم ایک متوازن عوام دوست بجٹ پیش کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ Covid میں جہاں ترقی یافتہ ممالک نے اس وبا کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے وہاں ہماری حکومت نے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

جناب چیئرمین! پوری دنیا آج پاکستان کے اقدامات کی تعریف کر رہی ہے، غریب عوام کو مفت راشن، خصوصی رقم اور کاروباری طبقے کو تاریخی ٹیکس relief دیا گیا۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین (میاں شفیع محمد) کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، محترمہ! اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ شمیم آفتاب: جناب چیئرمین! یہ ان لوگوں کی دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے کہ ہماری معیشت بہتری کی طرف رواں دواں ہے اور GDP growth میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور ملک پائیدار معاشی ترقی کی طرف جا رہا ہے۔ صوبائی محصولات میں اضافہ ہوا ہے اور پچھلے سال کی نسبت بجٹ میں 18 فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! صوبے کی ترقی کے لئے ایک تاریخ ساز پروگرام کا اعلان کیا گیا ہے پہلی دفعہ ہر ضلع کے لئے خصوصی پیکیج کا اعلان کیا گیا ہے جس میں سیوریج سسٹم اور سڑکوں کی بحالی شامل ہے۔ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ پروگرام، ہیلتھ کارڈ، کسان کارڈ، سکولوں کی upgradation، نئے Mother and Child Hospital یہ سب ایسے منصوبے ہیں جو عام عوام کی زندگی آسان بنائیں گے اور انشاء اللہ ملک ترقی کرے گا۔ میں یہاں پر وزیر خزانہ سے استدعا کرنا چاہتی ہوں کہ جہاں نئے ہسپتال بن رہے ہیں وہیں BHUs کی بہت کمی ہے اور ہماری آبادی بڑھنے کی وجہ سے BHUs پر بہت زیادہ pressure ہے اس لئے اگلے بجٹ میں BHUs ضرور ہونے چاہئیں تاکہ لوگوں کو ان کے doorstep پر صحت کی سہولیات فراہم کی جائیں۔

جناب چیئرمین! جو بچے out of school ہیں ان پر بہت زیادہ کام کرنے کی ضرورت ہے اور اس Covid کی وجہ سے بہت زیادہ پرائیویٹ سکول بند ہو گئے ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ جو پہلے out of school بچے تھے اب ہمیں اس سے بھی زیادہ مقابلہ کرنا ہے لہٰذا اس کے لئے ایک تجویز

ہے کہ اگر ہم پرائیویٹ سکولوں سے کہیں کہ وہ 30 فیصد بچوں کو مفت تعلیم دیں چونکہ یہ والا پروگرام ہمارے آرمی پبلک سکول میں بڑی کامیابی سے چل رہا ہے۔اگر میری اس تجویز پر عمل کیا جائے تو ہمارے out of school بچوں کے لئے بڑا اچھا کام ہو سکتا ہے۔اس کے علاوہ نئی یونیورسٹیوں کا قیام حکومت پنجاب کا ایک اہم قدم ہے جہاں نئے سکول و کالج بنائے جا رہے ہیں وہیں پہلے سے موجود missing facilities اور سٹاف کی جو کمی ہے اسے بہت جلدی پورا کیا جا رہا ہے۔میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت بڑا قدم ہے کیونکہ جہاں بھی جائیں میرے خیال میں پچھلے بیس پچیس سال سے تعلیم کے شعبے میں ٹیچرز نہیں ہیں، دوسرا عملہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! پلیز wind up کیجئے۔

محترمہ شمیم آفتاب: صوبہ پنجاب ہمیشہ غیر متوازن تقسیم کا شکار رہا ہے۔اس دفعہ جو جنوبی پنجاب کے لئے الگ بجٹ مختص کیا گیا ہے یہ وہاں کے باسیوں کی محرومیوں کو دور کرے گا۔خاص طور پر لڑکوں کے سکول ہیں لیکن ساتھ لڑکیوں کے سکول نہیں ہیں، مجھے پالیسی بنانے والے لوگوں پر افسوس ہے کہ۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ! پلیز wind up کریں۔

محترمہ شمیم آفتاب: جناب چیئرمین! جب ان لوگوں نے ایجوکیشن کے متعلق یہ پالیسیز بنائیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جہاں لڑکے پڑھ رہے ہیں اور لڑکیاں گھروں میں بیٹھی ہیں تو آپ سوچیں کہ گھر کے اندر ہی آپ دو قسم کے لوگوں کی پرورش کر رہے ہیں ایک جاہل اور ایک پڑھے لکھے ہیں تو آپ کیسے معاشرے میں انصاف کر سکتے ہیں۔اس دفعہ ہمارے بجٹ میں رکھا گیا ہے کہ ہر جگہ جہاں لڑکوں کے سکول ہیں وہاں لڑکیوں کے سکول بھی ہوں گے یہ ایک بہت بڑا قدم ہے جسے ہمیں appreciate کرنا چاہئے۔

جناب چیئرمین! صنعت و تجارت کے شعبے میں ترقی کے لئے جو چار گنا بجٹ رکھا گیا ہے۔ اس سے بھی ہمارے نئے انڈسٹریل زون بنیں گے۔

جناب چیئرمین!اس کے علاوہ میں ایک اور چیز point out کرنا چاہتی ہوں کہ ہمارے ہاں skills development کے ادارے تو بہت ہیں لیکن وہاں سے ہمارے جو نوجوان ہنر سیکھ

کر نکلتے ہیں خاص طور پر جو لڑکیاں یا خواتین ہنر سیکھ کر نکلتی ہیں تو ان کے لئے آگے روزگار کے مواقع میسر نہیں ہیں لہٰذا اس کے لئے مزید کام کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم ہوم انڈسٹریز، کاٹیج انڈسٹریز کی طرف جائیں اور چھوٹے چھوٹے نئے انڈسٹریل زون بنائے جائیں تا کہ یہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں وہاں پر جا کر کام کر سکیں۔ میری اس تجویز کو جناب وزیر خزانہ ضرور نوٹ فرمالیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! مہربانی کر کے wind up کر لیں۔

محترمہ شمیم آفتاب: جناب چیئرمین! جس طرح بنگلہ دیش اور چائینا میں کاٹیج انڈسٹریز کام کر رہی ہیں اسی طرز پر ہمارے ہاں بھی کاٹیج انڈسٹریز قائم کی جائیں۔ خواتین کو پانچ لاکھ روپے تک بلا سود قرضہ دیا جا رہا ہے یہ بھی بہت اچھا کام ہے۔ حکومت پنجاب کے اس بجٹ میں جس طرح عام آدمی کی زندگی کو مد نظر رکھا گیا ہے انشاءاللہ ان اقدامات سے مملکت پاکستان ایک نیا ترقی یافتہ، پائیدار اور پُرامن ملک بن کر اُبھرے گا۔ یہ ملک اسلامی اقدار کا محافظ ہو گا اور ختم نبوت کا پاسبان ہو گا۔ میری دُعا ہے کہ خُدا اس ملک کا حامی و ناصر ہو۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی، مہربانی۔ اب جناب خالد محمود بابر تقریر کریں گے۔

جناب خالد محمود بابر: نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمO بسم اللہ الرحمٰن الرحیمO جناب چیئرمین! میں تُساں کولوں اجازت چاہساں کہ حسب روایت میں اپنی مادری زبان سرائیکی اچ بجٹ دے اُتے تقریر کرنی چاہندا آں تے میکوں اجازت ڈتی ونجے۔

جناب چیئرمین: جی، اجازت ہے۔

جناب خالد محمود بابر: جناب چیئرمین! شکریہ۔ آپ دی وڈی مہربانی کہ تُساں میکوں اجازت ڈتی اے۔ سب کینوں پہلے تاں میں اپنے پنجاب اسمبلی دے سپیکر چودھری پرویز الٰہی دا انتہائی ممنون و مشکور ہاں کہ اُوہناں نے اپنی انتھک کوششاں کر کے اساں کوں وی ایں ایوان دے وچ باہمن دا موقع فراہم کیتا نیں۔ میں چوتھی دفعہ اسمبلی وچ پہنچ داپیاں۔ جہڑی حالت پچھلی اسمبلی وچ ہوندی ہئی تے پورے ایم پی ای صاحبان دے باہمن دی جاہ کینا ہوندی ہئی۔ اساں چودھری پرویز الٰہی دے انتہائی مشکور آں کہ اُوہناں نے ایہہ نویں اسمبلی بناون واسطے کاوشاں کیتیاں نیں تے تمام

ممبران کوں اُوہناں دے باہن دی جاہ فراہم کیتی اے تے عزت آلی جاہ فراہم کیتی اے۔ میں خصوصاً حکومت تے اپوزیشن دے تمام اراکین کو مبارکباد پیش کریناں آں۔

جناب چیئرمین! ساڈے علاقے تے وسیب دے سونہڑے تے من موہنڑے وزیر نے بووں وڈی بُک پڑھ کے ساکوں سُنوائی اے۔ تے اُوہندے وچ اُوہناں نے ایہہ فرمایا اے کہ ایہہ بجٹ عوام دے واسطے، پنجاب دے واسطے اور پاکستان دے واسطے بہتری دا بجٹ اے۔ میں پوری بُک پڑھی اے تے اپنے علاقے دے حصے داوی غور نال جائزہ گھدا اے لیکن میکوں ایہہ لگیا اے کہ ایہہ عوام دشمن بجٹ اے کیونکہ اہناں نے جنوبی پنجاب دے اندر ایہہ وعدہ کیتا سی کہ جنوبی پنجاب کوں وی صوبہ بنیسُوں۔ میں ہمیشہ ہر سال یاد ڈیوائندہ آں۔ ترائے سال گزر گئے نیں تے ساڈا جنوبی پنجاب سرائیکیاں دا صوبہ نہ بنیا۔ پر ایس بجٹ بُک دے اندر میں ایہہ ضرور پڑھیا اے کہ جنوبی پنجاب دے بجٹ واسطے علیحدہ بُک بنائی گئی اے۔ اوندا علیحدہ ناں ڈتا گیا اے۔ چلو ساڈا وزیر خزانہ تے وزیر اعلیٰ جنوبی پنجاب توں آیا اے تے اہناں نے اساں کوں اے ناں ڈتا اے، ایہہ دسیا اے کہ ساؤتھ پنجاب دا بجٹ اساں 34 فیصد ودھا ڈتا اے۔ میں ایں بُک دے اندر غور نال ڈِٹھا اے۔ میڈے حلقے دے واسطے انہاں نے کوئی ایو جئی سکیم نئیں ڈتی کہ میکوں اے لگے کہ ایہہ حکومت تحریک انصاف دی حکومت اے۔ انہاں ایہہ آکھیا سی کہ اساں ایں ملک دے اندر انصاف گھن کے آسُوں۔ انہاں نے ایہہ آکھیا کہ اساں ایں پنجاب دے اندر انصاف گھن کے آسُوں۔ پر میکوں نئیں لگدا کہ انہاں نیں ایں بُک دے اندر انصاف کیتا ہووے۔ ادھی آبادی تے ادھے ایم پی اے ایس اسمبلی دے اندر ایں funds توں محروم ہن۔ میں بجٹ بُک دے اندر غور نال ڈِٹھا اے کہ حکومتی ایم پی اے دی طرفوں تاں سکیماں already بُک دے اندر موجود ہن پر اپوزیشن جہڑی ایں side تے بیٹھی اے تے انہاں دی کوئی سکیم ایں بُک دے اندر موجود کینی۔ ایں واسطے میں اکھینداں آں کہ ایہہ بجٹ انصاف تے مبنی کائی نئیں بلکہ ایہہ بجٹ اقرباء پروری یعنی اپنے حکومتی بندیاں کوں نوازن لئی، اپنی حکومت بچاون واسطے، اپنے لوکاں کو oblige کرن واسطے بنایا گیا اے نہ کہ پنجاب دی عوام واسطے بنایا گیا اے۔ جنوبی پنجاب توں جہڑے اساں ایم پی اے آں، جہڑے پاکستان مسلم لیگ (ن) نال تعلق رکھیدن آں اساں وی تاں پنجاب دے رہائشی ہسے۔ اساں وی

ساؤتھ پنجاب دے رہائشی ہسے۔ اساں وی انہاں وانگوں عوام دا ووٹ گھن تے پنجاب اسمبلی وچ آئے آں۔ پر انہاں نے اساں اپوزیشن دے ممبران واسطے کوئی بجٹ نہیں رکھیا۔

جناب چیئرمین! جناب وزیر خزانہ ایں بجٹ دی کتاب کوں غور نال پڑھن۔ میں بہاولپور ضلع نال تعلق رکھیندا آں تے جناب داہمسایہ آں۔ پی پی۔251 دے اندر شاید انہاں کوں اے روڈ وی نہ نظر آئی ہوسی جہڑی نوشہرہ توں کوٹلہ موسیٰ خان ویندی پئی اے تے ایہہ سڑک ٹُرٹ پُھرٹ داشکار اے۔ میں ڈھم کہ ایں بک دے ہر صفحے دے اُتے یاڈی۔جی۔خاں لکھیا کھڑے یا رحیم یار خان لکھیا کھڑے۔ پر جتھاں بہاولپور لکھیا کھڑے اُتھاں پی پی۔251 دا کوئی ذکر کہنی۔

جناب چیئرمین: ماشاءاللہ آکھوں۔ ماشاءاللہ آکھوں۔

جناب خالد محمود بابر: جناب چیئرمین! مہربانی۔ حلقہ پی پی۔251 دے اندر نوشہرہ توں کوٹلہ موسیٰ ونجو تاں چنگا بھلا بندہ وی بیمار تھی ویندا اے۔ اوتھے اکثر بندے کمر دے مریض تھی گے نیں۔ مخدوم صاحب! انہاں وچ میں وی شامل آں۔ تُساں کم از کم ایس روڈ دی repair واسطے اپنے کول نوٹ تاں کرو۔ ڈیوو تے بھاویں نہ ڈیوو۔ غور تے کرو۔ انہاں نیں ایویں آکھیا سی کہ ساؤتھ پنجاب دے وزیر اعلیٰ تے وزیر خزانہ نے ساؤتھ پنجاب دے واسطے بوہوں وڈا بجٹ ڈتا اے۔ میں تاں اکھیندا ہاں کہ لاہور دے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے اساکوں روڈاں ڈتیاں سن۔ اوہ روڈ جہڑی سی پیک جھانگڑہ توں بہاولپور تک ونجھنی ہئی۔ اوہ روڈ بہاولپور توں connect کرنی ہئی۔ میاں محمد شہباز شریف دے دور وچ اوہ روڈ one way ہائی۔ اساں ہن ترقی کیتی اے کیونکہ منسٹر وی ساڈے جنوبی پنجاب دا اے تے وزیر اعلیٰ وی ساڈے جنوبی پنجاب دا اے۔ پر اوہ روڈ one way دی بجائے single تھی گئی اے۔ پچھلے ترائے سالاں دے بجٹ وچ اوہ سڑک نئیں آئی۔ نہ اوہندے fund release تھئے۔ میکوں ایہہ پتا لگیا اے کہ پچھلے ترائے سالاں وچ اساکوں کوئی fund نہیں ملیا کیونکہ وزیر اعلیٰ ساڈے جنوبی پنجاب دا بن گیا اے۔ اوہ ہن ساڈی روڈ مرکز وچ چلی گئی اے۔ تے ہن ایہہ سڑک 30 فٹ چوڑائی والی تے 42 کلومیٹر لمبائی والی ہوسی۔ اللہ کرے قومی اسمبلی والے ایہو fund release کر ڈیون۔ پچھلے ترائے سالاں وچ تے پنجاب حکومت نے کوئی fund release نئیں کیتا۔ حکومت پنجاب نے بہاولپور دے ایں غریب خطے دے واسطے کجھ نئیں کیتا۔ اگر

مرکز ایہہ fund release کریسن تاں اساں وی ڈیکھسوں کہ بہاولپور وی موٹر وے نال connect تھی گیا اے۔

جناب چیئرمین! ایویں میاں محمد شہباز شریف نے ساڈے علاقے دے اندر روڈاں ڈتیاں۔ اوہناں نے خانیوال توں لودھراں تک روڈ ڈتی۔ اوہ one way روڈ ہئی۔ ایویں بہاولپور توں حاصل پور والے پاسے one way روڈ ڈتی۔ میں پچھلے ترائے سالاں وچ ابھی کوئی روڈ نئیں ڈٹھی جہڑی مخدوم صاحب دے گھر کو اساڈے گھر نال ملا دیوے یا اس روڈ نے تہاں کوں تے ساکوں ملا ڈتا ہووے۔ ایں side توں میرے ممبران اُٹھدے نیں تے اوہ کہندے نیں کہ ایہہ موٹروے دا کوئی فائدہ کائی نئیں۔ میاں محمد نواز شریف نے سکھر تک موٹروے پہنچایا اے تے اس 3 سال دی حکومت وچ موٹروے اگوں تے نئیں ٹُریا کیونکہ حکومت ای جنوبی پنجاب پی پی-251 دے اندر ہسپتال دیاں دیواراں ترٹیاں پئیاں نیں، بنیادی سنٹر دے اندر ڈاکٹر کوئی نئیں، دوائی نئیں ملدی۔ میں بجٹ دی پوری کتاب پڑھی اے اوہندے اِچ میرے وزیر صاحب نے بہوں بجٹ رکھیا اے۔ اُس کتاب دے اندر اوہ ہسپتال موجود کائی نئیں جہڑا RHC ہسپتال میں پاکستان مسلم لیگ (ن) دی حکومت اِچ بنوایا ہائی۔ اُس ہسپتال نُوں اَج تک چلایا نئیں گیا۔ میں وزیر صاحب نُوں آکھیا اے ایس ہسپتال نُوں چالو کیتا جاندا تے ساڈے جئے غریب لوکاں نُوں کوئی گولی ٹکی مل پوندی۔ اوہ ہسپتال ایں واسطے چالو نئیں تھیا کہ اوہ میاں محمد شہباز شریف دی حکومت اِچ بنیا ہائی۔ کئی بنیادی ہیلتھ سنٹر ہن، اوہ ایویں ویران پئے ہن تے بُھوت بنگلہ بنیا پیا ہن۔ جہندے وچ حیدر پور ہسپتال اے، نوناری ہسپتال اے تے نوشہرہ ہسپتال اے۔

جناب چیئرمین! جناب وزیر خزانہ نے بجٹ تقریر اِچ کیا ہائی کہ پنجاب دی عوام کوں بہوں وڈی فلاح و بہبود دیندے پئے آں، جہڑا عوام کوں بڑا relief ملسیں۔ پر بجٹ دے بعد پٹرول مہنگا تھی گیا اے۔ اہناں کساناں واسطے بہوں بجٹ دتا اے، پر اوتھے ونج کے کسان دی حالت ڈیکھو کہ پہلے کھاد دی بوری کیویں ملدی ہائی تے ہن کیویں ملدی پئی اے۔ سانوں پہلے جنا پانی ملدا ہائی، ہن اُس توں گھٹ پانی ملدا پیا اے۔ وزیر صاحب اگر اوہ نوٹ فرما گھنن کہ ساڈے جنوبی پنجاب دا پانی پورا کر کے دتا ونجے۔

جناب چیئر مین! میرے حلقے دے اندر کوئی ڈگری کالج کائی نئیں۔ اہناں تعلیم دے اُتے بڑا focus کیتا اے۔ میرے حلقے اچ کوئی سکول up grade کائی نئیں تھیا، کوئی نواں کالج عنایت نئیں کیتا، کوئی نوی روڈ عنایت نئیں کیتی، اس کتاب دے اندر اہناں سستا انصاف دا آکھیا اے ایہہ سستا انصاف فراہم تھیندا پیا اے جو پٹواری دی تے تھانیدار دی چٹی ودھ گئی اے، غریب آدمی پسدا پیا ہے۔ بغیر چٹی دے پرچہ نئیں ہوندا تے بغیر پیسے تے چٹی دے پرچہ خارج نئیں تھیندا۔ غریب آدمی اُتھاں بے حال اے تے بجٹ دی کتاب ایہہ فرمیندی اے وزیر صاحب نے سہنے سہنے الفاظ اِچ ایہہ آکھیا اے کے اساں عوام نوں بڑا relief دے دتا اے۔ وَل اہناں نے آکھیا اے کے اساں لوگاں نُوں بڑی مراعات دیندے پئے آں۔ اہناں تنخواہ دار طبقے دی حالت بُری کر دتی اے۔ مزدور خودکشیاں کرن تے آ گئے ہن۔ اوہناں نُوں مزدوری واسطے لبھدا کجھ نئیں پیا۔ بجٹ دی کتاب دے اندر مینوں ایہہ محسوس تھیندا پیا اے کے ایہہ مخالفت آلا بجٹ ہے، عوام دوست بجٹ کائی نئیں۔

جناب چیئر مین! میں آخر اچ چودھری پرویز الہیٰ تے ہاؤس دے باقی لوگاں دی کاوش نوں خراج تحسین پیش کرنا جنہاں نے اس ہاؤس اچ حضور پاک ﷺ دی شان اِچ "انا ختم النبیین لا نبی بعدی" لکھواتے ہمیشہ واسطے ایہہ مہر دتی اے۔ جنہاں ایہہ الفاظ لکھوائے نیں، جنہاں ایہہ الفاظ لکھے نیں اہناں ساریاں نوں میں خراج تحسین پیش کرنا آں۔ تے اس ہاؤس دی چھت دے اُتے آیت الکرسی لکھ کے ایہہ باور کرایا گیا اے کے اللہ پاک دی حاکمیت اے، صدا کرسی اللہ دی اے، کئیں والے ایڈوں کرسی یا اُڈوں کرسی، اللہ پاک دی ہکا کرسی اے جہڑی سامنے اے۔

جناب چیئر مین! میں اپنی گل wind up کرن توں پہلے جناب محمد معاویہ کوں خراج تحسین پیش کرینا آں کے جہڑا اوہناں نے بل دے بارے ذکر کیتا اے میں اہندی مکمل حمایت کریندا آں کہ اساڈے نبی حضرت محمد ﷺ تے اوہندی آل تے اوہندے اصحاب واسطے اساڈی جاناں حاضر ہن تے اسمبلی دے اندر جہڑا بل پاس کیتا گیا اے، گورنر نوں ایس بل تے دستخط کرنے تھیندے ہن، نئیں تے آون آلے وقت اِچ اللہ معاف کریسی تے نہ ایہہ قوم معاف کریسی اُوں گورنر کوں، اُوں وزیر اعلیٰ کوں، وزیر اعظم کوں جہڑا اس بل کوں پاس کراون اچ رکاوٹ

بنسیں اللہ پاک قیامت آلے دیہاڑے حضور پاک ﷺ اوہندی آل شفاعت وی کائی ناں کریسی۔ جناب محمد معاویہ نے تہاکوں ایہہ یاد دہانی کرائی، جنے دوستاں اس بل دی حمایت کیتی اہناں کوں وی میں خراج تحسین پیش کریندا آں کہ ایہہ بل متفقہ پاس تھیا ہویا گورنر کوں دستخط کرنے چاہی دے نیں۔ میں جناب دا شکر گزار آں کہ جناب نے ٹائم ڈتا۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، محترمہ اُم البنین علی!

چودھری مظہر اقبال: جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، چودھری مظہر اقبال!

چودھری مظہر اقبال: جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ، وزیر صحت اور اسمبلی کے notice میں ایک بہت ہی ضروری بات لانا چاہتا ہوں کہ COVID Vaccine کے حوالے سے across the country بہت زیادہ shortage ہو گئی ہے اور اب یہ حالات ہیں کہ سارے vaccination centers پر لوگوں کو واپس بھیجا جا رہا ہے۔ پرسوں تک حکومت claim کر رہی تھی کہ We have received the highest rate of population of vaccine. وہ suspend ہو گیا ہے اور میں حیران ہوں کہ فیصل حیات صاحب Advisor to Health of Federation نے پرسوں بیان دیا تھا کہ We have almost 2 million dozes are available. اس کا یکدم ختم ہونا بڑا alarming ہے۔ میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، آپ کا point آ گیا ہے اور جناب وزیر خزانہ نے note بھی کر لیا ہے۔ جی، محترمہ اُم البنین علی!

محترمہ اُم البنین علی: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں تمام parliamentarians اور خصوصی طور پر چودھری پرویز الہیٰ صاحب کو اس نئے ایوان کی مبارک باد دیتی ہوں جن کی کاوشوں سے یہ اسمبلی پایہ تکمیل کو پہنچی۔

جناب چیئرمین! میں اس ایوان کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب جناب عثمان احمد خان بزدار اور وزیر خزانہ مخدوم ہاشم جواں بخت کو مبارکباد پیش کرتی ہوں جنہوں نے 2653۔ارب

روپے کا بجٹ پیش کیا جبکہ انہیں مسائل میں گھری ہوئی معیشت ملی جس کو ٹھیک کرنا مشکل ہی نہیں، ناممکن تھا۔ الحمدللہ وزیر اعظم جناب عمران خان کی قیادت میں ہم اس مشکل وقت سے نکل آئے ہیں۔ جناب عمران خان واحد وزیر اعظم ہیں جو اس کرپٹ نظام کو ٹھیک کرنے کی سر توڑ کوششیں کر رہے ہیں۔ کوئی بھی ترقی یافتہ معاشرہ کرپشن کے ساتھ نہیں چل سکتا۔ ہماری GDP growth میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔

جناب چیئر مین! اُس دن میاں محمد شہباز شریف نے علیل ہونے کے باوجود دو اڑھائی گھنٹے کی تقریر کی اور اتنی دیر کھڑے ہو کر تقریر کرنا کسی بھی بیمار آدمی کے لئے ناممکن ہے اور یہ ہمارے وزیر اعظم اور ہماری حکومت کے لئے بار بار جھوٹ کا لفظ استعمال کرتے تھے اس کا مطلب ہے کہ یہ خود سب سے بڑے جھوٹے ہیں۔ یہ سب لوگ rejected ہیں جبکہ یہ ہمارے وزیر اعظم صاحب کو selected کہتے ہیں۔

جناب چیئر مین! جناب عمران خان نے اسلام اور کشمیر کی سربلندی کے لئے UN میں آواز بلند کی۔ اسلام کا distorted image بحال کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ فلسطین وار میں ہمارے وزیر اعظم صاحب کا کتنا حصہ ہے یہ سب کو معلوم ہے۔ بیرون ملک میں مقیم پاکستانیوں نے 11 ماہ میں 26۔ارب 7 کروڑ ڈالر بھیجے۔ ایک ارب روپے سے زیادہ tax revenue وصول کیا۔ جولائی 2020 تا مئی 2021 میں سعودی عرب سے پاکستانیوں نے ایک کھرب ڈالر وطن بھیجے۔ سعودی عرب سے گیارہ ماہ میں IMF سے زیادہ ڈالر وطن بھیجے گئے اس کو ایماندار قیادت پر پورا بھروسہ کہتے ہیں۔

جناب چیئر مین! اس بجٹ میں عوام کے لئے آسانیاں پیدا کی گئی ہیں، رکاوٹیں کھڑی نہیں کی گئیں۔ اس بجٹ سے انڈسٹری کو فروغ ملے گا، jobs generate ہوں گی، money circulate کرے گا اور اس سے ہی معیشت مضبوط ہوتی ہے۔ یہ کوئی short term policy budget نہیں ہے یہ long term policy budget ہے۔

جناب چیئر مین! پچھلے ادوار میں irrigation کو totally ignore کیا گیا تھا لیکن یہ کسی بھی ملک کی back bone ہوتی ہے۔ اس کے لئے 7۔ارب روپے سے 31۔ارب 50 کروڑ روپے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ آج سے پہلے درخت کاٹے گئے تھے لیکن درخت لگائے نہیں گئے تھے۔

جناب چیئرمین: جی، اجلاس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ اُم البنین علی: جناب چیئرمین! لاہور کو baring city بنا دیا گیا تھا جو کہ اپنی greenery کے لئے مشہور تھا۔ اس کو concrete city بنانے کی کوشش کی گئی ہے جس میں وہ کافی کامیاب بھی ہو گئے ہیں۔ ہماری حکومت نے 56 کروڑ روپے کا بجٹ environment کے لئے مختص کیا ہے۔ Green Technology کو فروغ دینے کے لئے 5۔ارب روپے کا Environment Fund قائم کر دیا گیا ہے۔ ڈیمز بنائے جا رہے ہیں آئندہ سالوں میں بجلی سستی ہو گی اور پھر سب بجلی کا بل بھی دے سکیں گے۔ کوئی بھی معاشرہ تعلیم کے بغیر ترقی نہیں کر سکتا لہٰذا اس بجٹ میں تعلیم کے لئے 442۔ارب جو کہ موجودہ سال سے 51۔ارب روپے سے زیادہ ہیں اس کے لئے رکھے گئے ہیں۔ سیاحت کے شعبے کو فروغ دیا گیا ہے اس سے ریونیو generate ہو گا اور اس سے ہماری GDP growth بھی ہو گی۔ اس ایوان کی وساطت سے میں یہ تجویز پیش کرتی ہوں کہ جس دن سے میں نے یہ بجٹ سنا ہے کیونکہ اس وقت ہمارے وزیر خزانہ موجود نہیں ہے لیکن براہ مہربانی میری یہ تجویز ان تک پہنچا دی جائے کہ پنجاب کے بجٹ میں سرکاری ملازمین کی تنخواہیں میں 20 سے 25 فیصد تک اضافہ کر دیا جائے کیونکہ اس مہنگائی کے دور میں 10 فیصد کچھ بھی نہیں ہے ۔سندھ اسمبلی نے بھی اور بلوچستان اسمبلی نے بھی 20 فیصد اضافہ کیا ہے تو kindly اس کو مدنظر رکھا جائے اور ان کی تنخواہیں بڑھائی جائیں۔ پنجاب میں کووڈ ویکسین کی فراہمی اور اس کے انتظام کے لئے میں ڈاکٹر یاسمین راشد کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں باوجود اس کے کہ ڈاکٹر صاحبہ شدید علیل رہی ہیں انہوں نے اپنی ذمہ داریاں نہایت احسن طریقے سے نبھائیں ہیں۔ ہم جہاں بھی گئے ہیں اپنے Vaccination Centers کی تعریف ہی سنی ہے اور لوگوں نے ان کو بے حد سراہا ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی، جناب محمد ندیم قریشی! آپ بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (جناب محمد ندیم قریشی): اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں بھی حسب دستور تمام دوستوں کی طرح سب سے پہلے چودھری پرویز الٰہی کو اس خوبصورت اسمبلی کی تعمیر اور اس مقدس ایوان کے

ماتھے پر" قال رسول اللہ ﷺ " کا یہ جھومر آراستہ کرنے پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یقیناً چودھری پرویز الٰہی اور ان کی پوری ٹیم اور وزیر اعلیٰ جناب عثمان احمد خان بُزدار اور ان کی پوری ٹیم مبارکباد کی مستحق ہے۔ ایک تو اس عظیم الشان بلڈنگ کی تعمیر اور پھر اس بلڈنگ سے جانے والے اس میسج پر جو پوری دنیا کو یہ بتائے گا کہ ہم لوگوں نے حضور پاک ﷺ کی محبتوں کا جھنڈا بلند کیا ہوا ہے۔ کوئی گھناؤنی سازش پہلے کامیاب ہوئی نہ آئندہ کامیاب ہو گی۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک ایسا بجٹ جس میں ساؤتھ پنجاب کے لئے special funds رکھے گئے ہوں کیونکہ میں بھی ساؤتھ پنجاب سے ہوں اور آپ بھی ساؤتھ پنجاب کے بیٹے ہیں۔ میرے لئے بھی اور آپ کے لئے بھی یہ اعزاز کی بات ہے اور یہاں اس ہال میں بھی اس وقت سردار محسن لغاری، حسنین جہانیاں گردیزی، علی عباس شاہ اور ابھی وزیر خزانہ ہاشم جواں بخت بھی موجود ہیں یہ بھی ساؤتھ پنجاب کے ہیں اور یہ ہم سب کے لئے اعزاز کی بات ہے کیونکہ پچھلے چار روز سے جتنی debate بجٹ پر جاری ہیں اس میں ایک word ساؤتھ پنجاب بڑا کہا جا رہا ہے اپوزیشن کی طرف سے بھی اور حکومتی بنچوں کی طرف سے بھی۔ میں صرف یہ سمجھتے ہوئے کہ ایوان میں کی جانے والی یہ گفتگو ہمیشہ ریکارڈ کا حصہ بنتی ہے اگرچہ اپوزیشن کے لوگوں کی حاضری کم ہے لیکن یہ بات ضرور دُہرانا چاہوں گا کہ کچھ لوگ جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ساؤتھ پنجاب کے ساتھ انہوں نے ماضی میں بڑا اچھا سلوک کیا میں انہیں صرف شہر ملتان جو جنوبی پنجاب کے ماتھے کا جھومر ہے اس شہر ملتان جس کی چار ہزار سال سے بھی پرانی ہسٹری ہے، شہر ملتان جو جنوبی پنجاب میں ایک geographical اور economical حیثیت رکھتا ہے۔ آپ کی موجودگی میں تمام ایوان کو اور ان تک جو اس ایوان میں موجود نہیں ہیں لیکن میری آواز ان تک پہنچے گی کہ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ 25 جولائی 2018 کو جب عام انتخابات ہوئے اس وقت شہر ملتان میں، جو ملتان کی سب سے بڑی یونیورسٹی بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ہے اس کا کوئی وائس چانسلر نہیں تھا، اس یونیورسٹی کا چارج راولپنڈی کے ایک صاحب کو دیا گیا تھا۔ ملتان کی خواتین یونیورسٹی جو وومن یونیورسٹی کے نام سے موجود ہے اس کا چارج لاہور کی ایک پروفیسر صاحبہ کے پاس تھا۔ میں اس لئے یہ عرض کر رہا ہوں کہ میرے وہ دوست جو اپر پنجاب میں رہتے ہیں جنہیں صرف ٹی وی اور تقریروں سے پتا چلتا ہے کہ ساؤتھ پنجاب کے لوگوں کی محرومیوں کے لئے کچھ کیا گیا ہے۔ ان کے ریکارڈ کی درستی کے

لئے عرض کر رہا ہوں کہ ملتان میں میونسپل سروسز کے تین ادارے تھے ایم ڈی اے، ویسٹ مینجمنٹ اور میونسپل کارپوریشن۔ ان کا چارج ملتان کے کسی شخص کے پاس نہیں تھا۔ میرے کہنے کا مطلب ہے کہ اگر شہر ملتان جو کہ جنوبی پنجاب کا دل ہے اور جنوبی پنجاب کا کیپٹل ہو سکتا ہے اگر اس شہر کا یہ حال تھا تو باقی جنوبی پنجاب کا کیا حال ہو گا وہ آپ کے سامنے ہے۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ وہ شخص جس کا نام سردار عثمان احمد خان بُزدار ہے وہ اور ان کی حکومت کو جس طرح سے بے جا تنقید اور بدترین سازشوں کا شکار کئے جانے کی کوشش کی جاتی رہی لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہے کوئی کام لے۔ آج سردار عثمان بزدار، پرائم منسٹر عمران خان صاحب سے میرے رب نے جو کام لیا وہ جنوبی پنجاب کے ساڑھے 4 کروڑ لوگوں کی احساس محرومی کے لئے ایسی چیز تھی جسے تاریخ سنہری حروف میں یاد رکھے گی۔ ساؤتھ پنجاب سول سیکرٹریٹ کا قیام پاکستان کی 72 سالہ ہسٹری میں 73 کے آئین کے بعد ایک ایسا قدم ہے جو قوم کو یہ بتائے گا کہ عمران خان صاحب نے اور سردار عثمان بزدار صاحب نے جو وعدہ ساؤتھ پنجاب کے لوگوں کے ساتھ کیا اسے پورا کیا اور نہ کہ ان لوگوں کی طرح جو جھوٹ بولتے رہے اور سرائیکی وسیب کے لوگوں کو چکر دیتے رہے ہیں۔ ابھی میرے بھائی یہاں موجود سرائیکی زبان میں تقریر کر رہے تھے۔ میں سمجھنا آں کہ سرائیکی میٹھی زبان اے، مٹھے لوکاں دی زبان اے ایہہ ایسے بھولے لوگ ہن انہاں نوں 72 سال دھوکا دتا گیا، ہن انہاں نو 72 سال توں بے وقوف بنایا گیا اے ملتان، لیہ، ڈی جی خان، بہاولپور دے مٹھے لوکاں نے ہمیشہ ایک ایسی جماعت نوں ووٹ دِتے جیہڑی 35 سال اقتدار وچ رہ گئی اے۔ میرے واسطے ایہہ حیرانی دی گل اے کہ اَج ساڈے بھرا، ساڈے اراکین اسمبلی جیہڑے اپوزیشن بنچاں تے موجود ہن، اوہ ایس حکومت توں مطالبہ کریندے پئے ہن کہ میں ٹاٹاں دے سکولاں تے پڑھ کے ایتھاں پہنچاہاں اوہناں کوں کیں نیں پتا آئی کہ جنہاں دے نال اوہ لگے رہئے ہن اوہناں نے ساؤتھ پنجاب واسطے کی کیتا۔ وہ کسی شاعر نے کہا:

وہ جھوٹ بول رہا تھا بڑے سلیقے سے
میں اعتبار نہ کرتا تو اور کیا کرتا

جناب چیئر مین! ایک طرف ظلِ سبحانی نیشنل اسمبلی میں اڑھائی گھنٹے کا خطاب فرمار ہے تھے اور دوسری طرف ولی عہد اول اس اسمبلی میں اڑھائی گھنٹے اپنے کارنامے بتارہے تھے لیکن وہاں بھی جھوٹ تھا یہاں بھی جھوٹ ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اللہ جس سے چاہتا ہے کام لیتا ہے اور اللہ نے وہ کام عمران خان سے ، سردار عثمان احمد خان بُزدار سے لیا، پاکستان تحریک انصاف سے لیا ہے۔ آج چناب کے دریاؤں کی وہ زمین، چولستان کی وادیاں، ڈی جی خان کے وہ پہاڑ یہ کہہ رہے ہیں کہ ساکوں اگر حق دتا ائے تے عثمان بزدار نے دتے ائے، ساکوں حق دتاائے عمران خان نے دتاائے۔

جناب چیئر مین! میں یہ سمجھتا ہوں اس بجٹ کے ہر حصے کو ہم دیکھیں وہ ہیلتھ کارڈ ہو، وہ کسان کارڈ ہو، وہ سارا پنجاب ہمارا پنجاب کے نام سے پنجاب کے 36 اضلاع کے لئے 360-ارب روپے کا پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام ہو مگر ہماری حکومت نے الحمدللہ کسی ضلع کو کسی سیاسی تعصب کا نشانہ نہیں بنایا۔ آج اس بلڈنگ کی مبارکبادیں لوگ چودھری پرویز الٰہی کو دے رہے ہیں یہ بہت بڑی گواہی ہے کہ جس کو صرف سیاسی victimization کا نشانہ بنایا گیا کیونکہ 6-جون 2006 کو جس بلڈنگ کا افتتاح ہوا 12 سال ایک تعصب کے ساتھ اس بلڈنگ کو مکمل نہیں ہونے دیا گیا لیکن اللہ جس سے چاہے کام لے اللہ کی طاقت پھر ظہور میں آئی اور پھر کام چودھری پرویز الٰہی سے ہوا۔ آج اس بلڈنگ میں بیٹھے ہوئے لوگ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ عمران خان کو، پاکستان تحریک انصاف کو سلیکٹڈ کہہ کر، نیازی کہہ کے، مختلف طعنوں تشنیع کر کے خوش ہو رہے ہیں میں ان کو بتانا چاہتا ہوں پاکستان کی عوام بڑی باشعور ہے، پاکستان کے عوام اگر ان کے جو یہ کارنامے، اسمبلی کے اس حصے پر کھڑے ہو کر اپوزیشن لیڈر ہمیں سناتے تھے اگر ان کی ساری باتیں ٹھیک تھیں تو پھر صوبہ بلوچستان اور سندھ جیسے صوبوں نے ان کو کیوں reject کیا۔ پنجاب اور مرکز میں ان کی rejection کیوں ہوئی۔

وہ ادائے دل بھری ہو یا نوائے آشقانہ
جو دلوں کو فتح کرلے وہی فاتحانہ زمانہ

جناب چیئر مین: جی، قریشی صاحب! اسے wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (جناب محمد ندیم قریشی): جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ عمران خان نے ایک بار پھر ثابت کر دیا ہے کہ ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر جو شخص کمٹمنٹ کے ساتھ پاکستان کی عوام سے پیار کرتے ہوئے آگے بڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوتی ہے۔ میں یہاں دو چیزیں عرض کرنے کی اجازت چاہوں گا یہ تاریخی بجٹ جس نے ہر شعبہ زندگی کو ایک موقع دیا کہ وہ آگے بڑھے۔

جناب چیئرمین: جی، قریشی صاحب! اسے wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (جناب محمد ندیم قریشی): جناب چیئرمین! میرے شہر ملتان، مدینۃ الاولیاء شاکر شجاع آبادی کی دھرتی ہے وہ کہتے ہیں کہ:

توں محنت کرتے محنت دا صلہ جانے خدا جانے
تو ڈیوا بال کے رکھ چا، ہوا جانے خدا جانے
خزاں دا خوف تاں مالی کوں بزدل کر نہیں سگدا
چمن آباد رکھ، بادِ صبا جانے خدا جانے

جناب چیئرمین! دو چیزوں کے بارے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ جس طرح اس لاہور اورنج ٹرین کے ذریعے پورے پنجاب کو دبا دیا گیا۔ ملتان میں بھی ایک جنگلہ میٹرو بس 62۔ارب روپے سے بنائی گئی۔ میں اسی حلقہ سے منتخب رکن اسمبلی ہوں۔ اس میٹرو بس نے نا صرف ملتان کی economy کو تباہ کیا بلکہ قوم کے بجٹ کا نقصان بھی کیا۔ آج جب میں یہاں کھڑے ہو کر آپ سے گفتگو کر رہا ہوں اس بس کے آس پاس گردونواح کے تمام علاقے گزشتہ تین سال سے جوہڑ کا منظر پیش کر رہے ہیں۔ ملتان کا پورا سیوریج سسٹم تباہ کر دیا گیا ہے صرف اس لئے کہ cosmetic development کی جائے، صرف اس لئے کہ لوگوں کو نظر آئے کہ یہ شہباز شریف نے بنائی ہے بجائے اس کے کہ شہر اولیاء کی ڈویلپمنٹ کو مستقل بنیادوں پر کیا جاتا۔ میرے شہر کو گٹر کا جوہڑ بنانے والے آج جب یہاں بھاشن دیتے ہیں تو شریف پورہ، منظور آباد اور دیگر علاقوں کے لوگ پوچھتے ہیں کہ ایسا کیوں کیا گیا؟

جناب چیئرمین: قریشی صاحب! wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (جناب محمد ندیم قریشی): جناب چیئرمین! میں آخر میں عرض کروں گا کہ میرا تعلق شہر ملتان کے اس حصہ سے ہے جسے اندرون شہر کہتے ہیں۔ شہر کے چھ دروازوں کے درمیان فصیل ہے جہاں دو لاکھ سے زیادہ لوگ بستے ہیں، جہاں آج بھی جنوبی پنجاب کی سب سے بڑی commercial activity ہوتی ہے۔ وہ activity اس ایوان، جناب وزیر خزانہ، جناب عثمان بزدار اور یہاں بیٹھے دونوں وزراء سے درخواست کرتی ہے کہ ملتان شہر کے اندرون حصے پر بھی باقی شہروں کی طرح توجہ دیں کیونکہ یہ شہر بھی آپ کا اپنا شہر ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی، شکریہ۔ میری مودبانہ گزارش ہے کہ صبح سینئر وزراء نے یہاں pinpoint کیا تھا کہ ہر ممبر اپنی نشست سے بولے گا۔ آپ کی جو allocated seat ہے اس سے بولیں۔ میاں عرفان دولتانہ! کیا آپ اپنی seat پر ہیں---

(اس مرحلہ پر معزز ممبر حزب اختلاف میاں عرفان عقیل دولتانہ نے بیٹھے ہوئے کہا کہ پہلے بھی ممبران نے یہاں سے بات کی ہے)

صبح سینئر وزراء صاحبان نے یہ pinpoint کیا ہے اس لئے you have to go to your seat.

(اس مرحلہ پر معزز ممبر حزب اختلاف میاں عرفان عقیل دولتانہ نے بیٹھے ہوئے کہا کہ صبح سے یہ روایت چل رہی ہے)

میاں عرفان دولتانہ! آپ اِدھر دیکھیں سب اپنی seats پر بیٹھے ہیں۔ If you want to speak, you have to go to your seat.

(اس مرحلہ پر معزز ممبر حزب اختلاف میاں عرفان عقیل دولتانہ نے بیٹھے ہوئے دوبارہ کہا کہ صبح سے یہ روایت چل رہی ہے کہ ممبران دوسروں کی seat سے بول رہے ہیں۔

Sorry Sir. You have to go to your seat. صبح سینئر وزراء نے یہ pinpoint کیا ہے۔ انہوں نے ابھی بھی message بھیجا ہے اس لئے تمام ممبران کو اپنی

نشستوں پر بیٹھنا چاہئے۔ ہمارے Treasury Benches کے لوگ بھی اپنی نشستوں پر بیٹھے ہیں۔ جناب جاوید اختر!

(اس مرحلہ پر معزز ممبر حزب اختلاف میاں عرفان عقیل دولتانہ ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب جاوید اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب تعریفیں اللہ رب العزت کے لئے ہیں جو تمام خزانوں کا مالک ہے۔ بے شمار درود و سلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر جنہیں تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا۔

جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے 16 سال بعد اس اسمبلی کو بنانے کی جدوجہد کی۔ ان لوگوں نے اس کی مخالفت کی لیکن آج ان کو منہ کی کھانی پڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چودھری پرویز الٰہی کو عزت دی۔ ان کی کوشش اور محنت سے اللہ کا شکر ہے کہ آج ہم اس خوبصورت اسمبلی میں بیٹھے ہیں۔ میں اس کے ساتھ اپنے وزیر اعلیٰ پنجاب جناب عثمان احمد خان بُزدار کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے اس اسمبلی کے لئے فنڈز دیئے اور اسے مکمل کرایا۔

جناب چیئرمین! میں وزیر خزانہ مخدوم ہاشم جواں بخت کو بجٹ پیش کرنے پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے جس طرح بجٹ پیش کیا اور ہمارے جنوبی پنجاب کے لئے 189 ارب روپے کا جو منصوبہ دیا اس سے پہلے جو بجٹ پیش کئے جاتے تھے، رقم مختص کی جاتی تھی مگر وہ جنوبی پنجاب میں نہیں جاتی تھی۔ وہ سب فراڈ تھا، دھوکا تھا مگر اللہ کا شکر ہے کہ یہ بجٹ جو پیش کیا گیا ہے اس کا ایک ایک پیسا انشاء اللہ تعالیٰ جنوبی پنجاب کو بھی ملے گا، اپر پنجاب کو بھی ملے گا اور جو جس کا حق بنتا ہو گا وہ اسے ملے گا۔ یہاں ایوان میں پرسوں حمزہ شہباز صاحب نے میٹرو بس کا ذکر کیا، میرے بھائی ندیم قریشی صاحب نے بھی میٹرو بس کا ذکر کیا ہے۔ جب یہ میٹرو بس شروع ہوئی تھی تو اس وقت یہ NA-195 اور PP-150 تھا ہم نے ان کو بہت سمجھایا کہ خدا کے واسطے ان علاقوں کو میٹرو بس کی ضرورت نہیں ہے ان علاقوں کے لوگوں کو پینے کے لئے صاف پانی چاہئے کیونکہ گندے پانی کی وجہ سے لوگ ہیپاٹائٹس میں مبتلا ہیں اور بیمار ہیں۔ اس میٹرو بس کی وجہ سے لوگوں پر عذاب آ گیا جیسے قریشی صاحب نے بھی کہا ہے۔ آپ یقین کریں کہ اِن کے اُس دور اور اُس سے پہلے کے دور میں ہم جنازے بھی گندے پانی سے لے کر گزرے ہیں۔ حمزہ صاحب کہتے ہیں

کہ ان لوگوں کی سڑکیں تباہ و برباد ہو گئی ہیں تو میں یہ کہوں گا کہ ان لوگوں نے بیس سالوں میں وہ کام نہیں کیا جو اللہ کی رحمت سے اللہ نے ہم سے دو سال میں لے لیا ہے۔ ان میں ہماری انصار کالونی کا انصاری چوک ہے، بیوہ کالونی ہے اور عزیز کالونی ہے۔ اس سے پہلے وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کا حلقہ مجھے ملا جس میں سمیجا آباد، پیر آباد اور شاہ ٹاؤن ہیں آپ اب وہاں جا کر دیکھیں، یہاں یوسف رضا گیلانی کے نمائندے شاہ صاحب مرثیے پڑھنے آجاتے ہیں۔ ان کو اس کے سوا کچھ نہیں آتا۔ ان لوگوں نے جس طرح اس ملک کو لُوٹا اور نوچا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔

جناب چیئرمین: آپ بجٹ پر focus کریں۔

جناب جاوید اختر: جناب حمزہ شہباز اور سید یوسف رضا گیلانی! اب آپ ہمارے علاقوں میں آئیں اور دیکھیں۔ ان کے سابق وفاقی وزیر سکندر بوسن صاحب رہے ہیں وہ بھی دیکھیں کہ یہ علاقے گٹر بنے ہوئے تھے۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہم ان علاقوں میں گئے اور ہر کام اور ہر سسٹم کو ٹھیک کیا انہوں نے جو کام بیس سالوں میں نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے وہ کام ہم سے دو سالوں میں لے لیا ہے۔

جناب چیئرمین! انہوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا؟ 2013 سے 2018 تک ہم ووٹ لے کر آئے تھے، منتخب ہو کر آئے تھے ان ظالموں نے ایک روپیہ فنڈ نہیں دیا۔ آج سندھو صاحب چیختے چلاتے ہیں اس وقت یہ ہماری بات سنتے تھے لیکن دھیان نہیں دیتے تھے۔ آج یہ مسکین بنے ہوئے ہیں اور یتیم بنے ہوئے ہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ یہ اللہ کی شان ہے۔

جناب چیئرمین: آپ بجٹ پر بات کریں۔

جناب جاوید اختر: جناب چیئرمین! شکر الحمدللہ 560۔ارب روپے کا جو بجٹ دیا گیا ہے۔ وزیر اعظم عمران خان، وزیر اعلیٰ جناب عثمان بزدار، وزیر خزانہ مخدوم ہاشم جواں بخت اور ہماری حکومت نے جو بجٹ دیا ہے اس سے پہلے کسی نے نہیں دیا۔ میرے اللہ نے چاہا تو اس بجٹ کا ایک ایک پیسا لگے گا اور لوگوں کو معلوم ہو گا کہ یہ حکومت جو کام کر رہی ہے۔ وہ کام اللہ تعالیٰ ہم سے لے رہا ہے اور لے گا۔ ہم سچے لوگ ہیں اللہ کی مدد ہمارے ساتھ ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں انہیں پتا نہیں ہے۔ یہ پانچ سال کا وقت یاد کریں اور دیکھیں کہ یہ وہی شخص ہے جو آپ کے سامنے چیختا تھا اور آپ ہنستے تھے کہ یہ پاگل ہے۔ آج وہ وقت آپ پر آ گیا ہے۔ آپ روئیں، آپ چلائیں اور آپ

مسکین بنیں۔ ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ باشاہی ہمیشہ اللہ کے گھر کی ہے۔ آپ لوگ اور آپ کے لیڈر کارکنوں کو غلام بنا کر رکھتے ہیں۔ ہم غلام بنا کر نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم ملتان میں نشتر-II ہسپتال بنا رہے ہیں بلکہ بن گیا ہے۔ ہمارے حلقہ NA-156 اور PP-215 میں 72 کروڑ کا فلائی اوور بن رہا ہے۔ ہمیں آپ کی کوتاہیوں اور آپ کی جنگلہ بس کی وجہ سے یہ 72 کروڑ روپیہ فلائی اوور کے اوپر لگانا پڑ گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آپ کی ناقص پالیسیاں تھیں۔ آپ کے پلے کیا ہے۔۔ کچھ نہیں ہے۔ آج ہمیں کہتے ہو کہ ہمیں فنڈز دو تو کیا آپ کو وہ وقت یاد نہیں۔ آپ اس وقت کو یاد کریں۔ آپ نے 2013 سے 2018 تک کیا کیا ہے۔ آج تم بھگت رہے ہو۔

جناب چیئرمین! اگر اللہ نے چاہا تو آنے والا ٹائم بھی تحریک انصاف کا ہی ہو گا، اللہ پاک ہمیں کامیابی دے گا کیونکہ اللہ ہم سے کام لے رہا ہے اور اِن شاء اللہ تعالیٰ کام لیتا رہے گا۔ اس کے ساتھ میں یہ کہوں گا کہ جس طرح انہوں نے 30 سال جنوبی پنجاب کو محروم رکھا ہے لیکن ہم اُن کو محروم نہیں رکھیں گے اور انشاء اللہ پورا پاکستان ہمارا ہے۔ ہمیں ایک محبِ وطن لیڈر عمران خان ملا ہے اور اللہ نے چاہا تو اس کی قیادت میں پاکستان اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ پلیز wind up کریں۔

جناب جاوید اختر: جناب چیئرمین! پاکستان اپنے پاؤں پر ضرور کھڑا ہو گا لیکن اِن کی طرح نہیں جنہوں نے یہاں کا پیسا لوٹ لوٹ کر باہر فلیٹ بنائے ہوئے ہیں اور یہ پیسے کہاں سے آئے تھے؟ ابھی شہباز شریف کی عدالت سے ضمانت ہوئی تو صبح کے وقت ائرپورٹ پر پہنچ گیا اور وہاں کہتا کہ خدا کے لئے مجھے جانے دو، مجھے جانے دو۔ [*************************]

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب چیئرمین! یہ غلط لفظ استعمال کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: جاوید اختر کے غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔ اب طارق مسیح گِل بات کریں گے۔

---

* بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب جاوید اختر: محب وطن وہ لوگ نہیں جو لوٹ مار کرنے والے تھے۔

جناب چیئرمین: جی، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ طارق مسیح گِل بات کریں۔

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید یاور عباس بخاری): جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔ کل حکومتی بنچوں کے ممبران کو بھی principles کو follow کرتے ہوئے اپنی سیٹوں پر بٹھایا گیا لیکن اپوزیشن کے ممبران اپنی سیٹوں پر نہیں بیٹھے ہوئے۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: سندھو صاحب! ایک منٹ۔ No cross talks and order in the House please. تمام ممبران میری بات سنیں۔

A Member desiring to speak on any matter before the Assembly or to raise a Point of Order or a Point of Privilege shall speak only when called upon by the Speaker or to do so, shall speak from his place.

ہم نے اس اصول کو follow کرنا ہے۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب چیئرمین! میری بات سن لیں۔

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید یاور عباس بخاری): جناب چیئرمین! کل ہماری ایک خاتون ممبر کو بھی اپنی سیٹ پر بھیجا گیا تھا۔

جناب چیئرمین: جی، معزز ممبران اپنی اپنی سیٹ پر جا کر بیٹھیں۔ کل حکومتی بنچوں سے بھی ایک خاتون ممبر کو پیچھے اپنی سیٹ پر بھیجا تھا۔ طارق مسیح گِل صاحب! آپ بھی پیچھے اپنی سیٹ پر جا کر بیٹھیں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب چیئرمین! ہمارے لئے سب ممبران محترم ہیں۔ آپ نے بالکل درست فرمایا ہے اور آپ کے کہنے پر ہمارے تمام ممبران اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے ہیں۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ سب کے لئے یہ law equal ہونا چاہئے۔ میں کہنا نہیں چاہتا کیونکہ اچھا نہیں لگتا اور میرا ندیم قریشی صاحب سے بہت زیادہ تعلق ہے۔ اُن کی سیٹ نمبر 218 ہے لیکن وہ یہیں سے بولے ہیں اور DG صاحب کو بھی پتا ہے کہ اُن کی سیٹ نمبر 218 ہے۔

جناب چیئرمین: جناب محمد ندیم قریشی آپ نے غلط کیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت(جناب محمد ندیم قریشی):جناب چیئرمین! میں معافی چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: سندھو صاحب اور قریشی صاحب! آپ کا شکریہ۔ طارق مسیح گِل صاحب! اب آپ غلط کام نہ کریں اور پیچھے اپنی سیٹ پر جائیں۔

جناب طارق مسیح گِل: جناب چیئرمین! میری وہاں سیٹ ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: گِل صاحب! میں نے آپ سے request کی ہے۔ Please go to your seat اور کل میں نے محترمہ طلعت کو بھی اپنی سیٹ پر بھیجا تھا۔

جناب طارق مسیح گِل: جناب چیئرمین! پیچھے میری سیٹ ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جی، آپ اس کے ساتھ والی کرسی پر کھڑے ہو جائیں کیونکہ آپ نے اب تقریر کرنی ہے۔

جناب طارق مسیح گِل: جناب چیئرمین! نئی اسمبلی میں کرسیاں ہی ٹوٹی ہوئی ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، آج ہی بنوا دیتے ہیں۔ آپ بے شک میری کرسی لے لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (جناب محمد ندیم قریشی): جناب چیئرمین! میں اب اپنی سیٹ پر آ گیا ہوں اور آپ سے معافی چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: قریشی صاحب! بہت مہربانی۔ جی، طارق مسیح گِل صاحب!

جناب طارق مسیح گِل: جناب چیئرمین! میں اپنی بات شروع کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: کیا یہ آپ کی اپنی سیٹ ہے جہاں سے بول رہے ہیں؟

جناب طارق مسیح گِل: جی، یہ میری سیٹ ہے اور اس پر 371 لکھا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: جی، آپ کی سیٹ نمبر 402 ہے۔

جناب طارق مسیح گِل: 400 تو یہاں پر سیٹیں ہی نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: گِل صاحب! آپ اپنی سیٹ پر جائیں۔

جناب طارق مسیح گِل: جناب چیئرمین! انہوں نے وہاں سے میری سیٹ اٹھائی ہے۔ میں وہاں پر نہیں بیٹھوں گا اس لئے مجھے کرسی دی جائے۔

جناب چیئرمین: گِل صاحب! آپ کی سیٹ وہی ہے اور آپ کو assist کرنے کے لئے ہمارا سٹاف موجود ہے۔

جناب طارق مسیح گِل: جناب چیئرمین! مجھے ٹوٹی ہوئی کرسی دی گئی ہے اور اس کا wheel ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: گِل صاحب! آپ نے کھڑے ہو کر بولنا ہے لہٰذا یہیں کھڑے ہو کر بول لیں۔

جناب طارق مسیح گِل: ٹھیک ہے۔ جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹوٹی ہوئی سیٹ دی ہے اس لئے کہ میرا تعلق minorities سے ہے۔

جناب چیئرمین: آپ میری chair لے لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (سید عباس علی شاہ): جناب چیئرمین! یہ سیٹ والی بات پر اِن کو روکیں کیونکہ ایسی بات نہیں ہے۔ یہ بار بار کہہ رہے ہیں۔

جناب طارق مسیح گِل: جناب چیئرمین! میں جھوٹ نہیں بول رہا۔

جناب چیئرمین: چلیں، آپ بولیں۔ آپ کا ٹائم ضائع ہو رہا ہے۔

جناب طارق مسیح گِل: جناب چیئرمین! آپ ٹائم اب سے شروع کریں۔

جناب چیئرمین: ہمارا سٹاف سیٹ چیک کر لیتا ہے۔

جناب طارق مسیح گِل: جی، اب سیٹ صحیح ہو گئی ہے لیکن اب سے میرا ٹائم شروع کر لیں۔

جناب چیئرمین: جی، بات کریں۔

جناب طارق مسیح گِل: جناب چیئرمین! میں شروع کرتا ہوں اُس نام سے جس نے کہا کہ خبردار اپنے آپ کو ہر طرح کے لالچ سے بچائے رکھو کیونکہ کسی کی زندگی اس کے مال کی طرف کثرت پر موقوف نہیں۔

جناب چیئرمین: volume تھوڑا کم کریں۔

جناب طارق مسیح گل: جناب چیئرمین! اینا ای volume رہن دیو، بڑی مشکل نال آواز نکلی جے۔

جناب چیئرمین: .Order in the House معزز ممبر کو بولنے دیں۔

جناب طارق مسیح گل: جناب چیئرمین! یہ نااہل، جاہل اور جہالت پر مالیت سے بھری ہوئی حکومت کا یہ چوتھا بجٹ ہے اور انہوں نے اپنے تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے یہ بجٹ 14 جون 2021 کو پیش کیا۔ جناب وزیر خزانہ مخدوم ہاشم جواں بخت نے بڑی جرات اور بلند و بالا دعوؤں کے ساتھ اپنی آواز کو بلند کرتے ہوئے اس بجٹ کو مقدس ایوان میں پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ یہ بجٹ عوام دوست بجٹ ہے لیکن میں نے اس بجٹ میں یہ دیکھا ہے کہ بجٹ میں کہا کچھ اور گیا ہے لیکن ہوا کچھ اور ہے۔ اسی طرح میں پچھلے سال کے بجٹ کو دیکھ رہا ہوں تو اُس میں بھی کہا کچھ گیا ہے اور ہوا کچھ اور ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم اتنا بجٹ فلاں ڈیپارٹمنٹ کو دیتے ہیں لیکن وہ بجٹ پورے سال کے بعد lapse ہو جاتا ہے میں اپنے بھائی جس کو اقلیتی امور و انسانی حقوق کا قلمدان سونپا گیا ہے اس کی مثال دیتا ہوں کہ کروڑوں کا بجٹ وظائف اور ترقیاتی کاموں کی شکل میں آیا لیکن وہ بجٹ 95 فیصد lapse ہو چکا ہے۔ اب یہ بجٹ پتا نہیں کس جگہ پر جائے گا، کسی گٹر کی زینت بنے گا، کسی گندی نالی کی زینت بنے گا یا پھر اس حکومت کی کم عقلیوں کی زینت بنے گا؟

جناب چیئرمین! ہماری حکومت نے یہ کہا کہ جو پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت تھی جو 2013 سے لے کر 2018 تک آئی اس میں ہم نے کام نہیں کیا۔ ہاں جی ہم نے کام نہیں کیا۔ اس لئے تو آپ لوگ جب لاہور آتے تھے تو آپ لوگ یہ کہنے پر مجبور تھے کہ لاہور پیرس بن چکا ہے۔ آپ کی آواز میں ہم نے یہ سنا کہ جی لاہور ایک خوبصورت شہر بن گیا، سرگودھا ایک خوبصورت ضلع بن گیا، ملتان ایک خوب صورت ضلع کا نمونہ پیش کرتا ہے۔ رحیم یار خان میں میاں شہباز شریف نے بجٹ لگا کر اپنی پبلک کا دل جیت لیا ہے۔ آج یہ حال ہے کہ جب ہم لاہور کی گلیوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو ہر گلی کے چوک، ہر گلی کے موڑ پر گندگی کا ڈھیر نظر آتا ہے۔ لوگ میرے لیڈر، میرے ببر شیر میاں شہباز شریف کو یاد کرتے ہیں، جو دن کو اور نہ رات کو سوتے تھے، کام اور صرف کام کی بات کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی کابینہ کے تمام لوگوں کو یہ تنبیہہ کر رکھی

تھی کہ سونے والا وزیر نہیں رہے گا، جاگو، بھاگو، لوگوں کے مسائل حل کرو اور ادھر یہ بات ہے کہ آج یہ تلاش کرنے پر بھی نہیں ملتے۔ اقلیتوں کا یہ حال ہے کہ یہاں پر یونیورسٹی کی بات کی جاتی ہے کہ ہم انہیں یہ یونیورسٹیاں دے رہے ہیں اور یہ یونیورسٹیاں جن کا ذکر کرتے ہیں کہ جناب ہم ٹوبہ ٹیک سنگھ، بہاولنگر، مظفر گڑھ، ڈی جی خان، قصور اور شیخوپورہ میں یونیورسٹیاں بنا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! ابھی گورنر ہاؤس وہیں ہے وہ یونیورسٹی نہیں بنا، پرائم منسٹر ہاؤس وہیں ہے وہ یونیورسٹی نہیں بنا۔ تین سال پہلے آپ نے یہ وعدے کئے یہ نعرے لگائے کہ گورنر ہاؤس گورنر ہاؤس نہیں رہے گا۔ ہم اپنے گھروں میں بیٹھیں گے اور گورنر ہاؤس اور پرائم منسٹر ہاؤس کو یونیورسٹی بنادے گے۔ گورنر ہاؤس وہیں پر قائم ہے، پرائم منسٹر ہاؤس وہیں پر قائم ہیں، ایوان صدر وہیں پر قائم ہے۔ یونیورسٹی نہیں بنی۔

جناب چیئرمین: بجٹ پر تو آپ بول نہیں رہے اسلام آباد پہنچے ہوئے ہیں۔

جناب طارق مسیح گل: جناب چیئرمین! یہ کہتے تھے یونیورسٹی کا قیام پذیر ہونے والا ہے اور آج تک وہ complete نہیں ہوئی۔ خدا کے لئے جھوٹی باتیں چھوڑیں، یوٹرن لینا چھوڑ دیں۔ ملک کو ملک سمجھیں، مسائل کو حل کرنے کی بات کریں۔

جناب چیئرمین: جی please wind up کرے۔

جناب طارق مسیح گل: جناب چیئرمین! میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کہتے ہیں کہ امن بہت ہے یہاں پر یہ خاک امن ہے قلعہ دیدار سنگھ میں سکول سے گھر جاتے ہوئے زیادتی کا شکار ہونے والی بچی کو دیکھیں۔ مسکان صابر کو دیکھیں جو اجتماعی زیادتی کا نشانہ ہوئی، کومل پطرس کو دیکھیں جو گونگی اور بہری ہے اس کے ساتھ اجتماعی زیادتی ہوئی۔ ایک سال گزر جانے کے باوجود اس کے ملزمان ابھی تک دندناتے پھر رہے ہیں کوئی ان کو پکڑنے والا نہیں ہے۔ دس بارہ سال کی بچیوں کو زبردستی convert کرکے شادی کا ڈرامہ رچایا جاتا ہے۔ یہ مذاق یہ ڈرامہ جو رچایا جاتا ہے اس کو بند کیا جائے۔ بیٹی یا بہن بنانا ان کو پسند نہیں، یہ کہتے ہیں کہ جی 11 سال کی بچی جو ہے یہ شادی کر سکتی ہے۔ ندیم مسیح کو محمد ندیم بنایا گیا اس کے بعد اس کی بہن کے ساتھ کس نے زیادتی کی ہے

اس کے اڑھائی ماہ کے بچے کو، ندیم کے بہنوئی کے بہنوئی کو ،ندیم کے بھائی کو، ندیم کی والدہ کو اور،ندیم کے باپ کو آج تک یہ نہیں پتہ چلا کہ یہ زیادتی کس نے کی ہے۔

جناب چیئرمین: جی بہت شکریہ۔ جناب محمد مامون تارڑ! موجود ہیں۔

جناب چیئرمین: جی محترمہ شمسہ علی! آپ بات کرلیں۔

محترمہ شمسہ علی: جناب چیئرمین! سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور اس کے محبوب رسول اللہ ﷺ اور ان کی آل کا شکریہ ادا کرتے ہیں شکرانہ کہ ان کی شفاعت سے ہمیں ماشاءاللہ اتنا خوبصورت یہ ہال ملا ہے اور اس کا وسیلہ کوئی شک نہیں کہ پرویزالٰہی صاحب بنے اور ساتھ ہمارے چیف منسٹر بزدار صاحب بنے اور ہم سب ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہم جس مقصد کے لئے یہاں آئے ہیں اور جن لوگوں کے خون پسینے سے جن لوگوں کے ٹیکسز سے یہ شاندار بلڈنگ بنی ہے اللہ کرے کہ ہم کچھ اس کا حق ادا کر سکیں میں یہی دعا کر سکتی ہوں۔ آمین۔

جناب چیئرمین! میں آپ کو تھوڑا سا بتانا چاہتی ہوں کہ کس طرح اس وقت بدحواسی اور سکتہ میں اول فول باتیں ہو رہی ہیں۔ ہماری اپوزیشن کی طرف سے چاہے وہ ہماری نیشنل اسمبلی ہو یا وہ ہماری پنجاب اسمبلی ہو تو مجھے ان سے کوئی گلہ نہیں ہے ان سے مجھے کوئی حیرت نہیں ہے اصل میں ان سے ہوئی بہت بری ہے۔ آپ دیکھیں کہ جب ہم یہاں پر آئے تھے تو ہماری جو یہاں پر معاشی بدحالی تھی جس طرح سے ہمارے یہاں کے Index تھے اچھی طرح سے ایک ایک بندے کے یہ finger tips پر ہیں کہ کس حالت میں ہمیں یہ معیشت ملی اوپر سے ہم FATF کی گرے لسٹ میں گئے ہوئے تھے ہر طرح کے Index میں پاکستان سب سے نیچے جا رہا تھا لیکن اللہ نے اپنی رحمت کر دی کہ ہمیں وہ کپتان ملا، ہمیں وہ لیڈر ملا جس نے پاکستان کو ان مشکل حالات سے بچایا اور اوپر سے Covid آگیا۔ ہمارے اپوزیشن لیڈر اوپر سے لڈیاں ڈالتے ہوئے واپس آئے یہ سوچ کر کہ انہیں تو یہ معلوم تھا کہ یہ ہیلتھ کے کیا indicators چھوڑ کر گئے یہاں پر یہ ہیلتھ کے کیا حالات ہیں۔ تو وہ جانتے تھے کہ یہ تو ایک دن کے لئے بھی شاید Cope نہ کر سکیں گے اتنی بڑی وباء سے جہاں پر دنیا کے بڑے بڑے ممالک ہیں وہ بھی کچھ نہیں کر سکے لیکن ہوا یہ کہ اللہ کی رحمت سے ان کے ساتھ وہی ہوا جو کہ 1992 میں ورلڈ کپ کرکٹ میں ہوا تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے جو

ٹیم ممبر ہیں وہ خود بتاتے ہیں کہ پاکستان کا تو آگے پہنچنے کا کسی قسم کا کوئی چانس ہی نظر نہیں آ رہا تھا۔ لیکن ایک اللہ کا بندہ، اس کو اللہ پر یقین تھا اس طرح سے وہ ڈٹا ہوا تھا کہ نہیں میں نے انشاءاللہ یہ ورلڈ کپ اپنے ملک کے لئے حاصل کرنا ہے اور آپ دیکھیں کہ آخر کیا ہوا ہمیں وہ ورلڈ کپ ملا اور دنیائے کرکٹ ششدر رہ گئی کہ پاکستان تو ہار رہا تھا ان کے ساتھ بھی وہی ہوا ہے۔ ان کو نظر آ رہا تھا کہ Covid آ گیا ہے اور ہمارا حال بھی دوسرے ممالک کی طرح کا ہو جائے گا اور سب کچھ تہس نہس ہو جائے گا۔ جب انہوں نے ایٹمی دھماکا کیا تو ہمارے جتنے بھی foreign exchange تھے وہ سارے ضبط کر لئے، پھر "ملک سنوارو قرض اتارو" کے تحت سب کچھ ضبط کر لیا۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ! بجٹ پر بات کریں please بجٹ پر آ جائیں۔

محترمہ شمسہ علی: جناب چیئرمین! یہ انہی خساروں کا حصہ ہے جو ہمارے اس بجٹ کے حصہ میں آیا ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ بجٹ اتنا foolproof ہے کہ کسی کے لئے بھی اسے سمجھنا، پڑھنا اور یقین کرنا مشکل نہیں ہے لیکن جن لوگوں نے اپنے کانوں، آنکھوں اور اپنے ذہن پر غُلاف چڑھا لیا ہوتا ہے جسے آپ "صُم بُکم" کہہ لیں تو وہ ظاہری بات ہے کہ سوائے دُہائی دینے کے کچھ نہیں کریں گے۔ وہی میں نے آپ کو بتایا کہ ان کے ساتھ وہی ہوا اور ان کا خیال تھا کہ Covid آیا تو اب سارا کچھ تہس نہس ہو جائے گا۔ اِس وقت آپ دیکھیں کہ میں آپ کو پاکستان کے بارے میں پڑھ کر بتانا چاہتی ہوں کہ ہماری صحت اور ہماری تعلیم کے لئے کتنا فنڈ رکھا ہے، مجھے تھوڑا سا وقت دیں تاکہ میں اس کی تفصیل بتا سکوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: نہیں، محترمہ! آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔ میاں عرفان دولتانہ صاحب!

میاں عرفان عقیل دولتانہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! یہ حکومت اچھی ہے کہ جب سے آئی روٹی، کپڑا، مکان، تعلیم اور نہ صحت ماشاءاللہ آفرین ہے اس حکومت پر اور صرف یو ٹرن پہ یوٹرن نظر آتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! یہ کرکٹ میچ تو ہے نہیں کہ آج ہم ہار گئے تو اگلا میچ جیت جائیں گے۔ یہ پاکستانی ہیں اور یہ 22 کروڑ لوگوں کا ملک ہے جس میں کھلواڑ نہیں ہو سکتا اور اس میں بار بار میچ نہیں

کھیلے جاسکتے۔ اس مُلک کی economy کے ساتھ مذاق نہیں ہو سکتا، اس مُلک میں budgets کے ساتھ مذاق نہیں ہو سکتا، اس مُلک میں لوگوں کی صحت کے ساتھ مذاق نہیں ہو سکتا۔ ابھی ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ویکسین نہیں ہے تو کتنے ترقی یافتہ مُلک ہیں جنہوں نے ویکسین لگوا کر اپنی ساری population کو complete کر لیا ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم نے ایسا کیا؟

جناب چیئرمین 2019 سے یہ Covid ہم پر مسلط ہے تو کیا ہم نے آج 2021 تک دو سال ہو گئے کتنے لوگوں کو ویکسین لگائی، جو خیرات میں ملی وہی لگائی اور اس کے لئے کچھ بجٹ میں رکھا؟ ہم تین سالوں میں کیا کرتے رہے "نواز شریف کو پکڑو، شہباز شریف کو پکڑو، حمزہ شہباز کو پکڑو، ان کی اولادوں کو پکڑو، ان کے ایم این ایز اور ایم پی ایز کو پکڑو" یہی کیا ناں، کیا یہی بجٹ ہے، یہی 2021 کا بجٹ ہے اور کیا یہی پی ٹی آئی کا ایجنڈا ہے؟ یہی ایجنڈا ہے کہ بس ہم اور صرف ہم، پی ٹی آئی اور صرف پی ٹی آئی۔

جناب چیئرمین! اس بجٹ کے بعد اگلے سال آخری بجٹ دینا ہے اور اس کے بعد الیکشن لڑنا ہے۔ عوام آپ کا انتظار کر رہی ہے اور جس طرح 8 ضمنی الیکشن کے نتائج آئے ہیں تو اسی طرح ان شاء اللہ تعالیٰ باقی کے بھی نتائج آئیں گے۔ یہاں پر اگر 20 سیٹیں بھی پی ٹی آئی کی آئیں تو میں یہ دعویٰ کرتا ہوں، میں 20 سیٹیں بھی زیادہ کہہ رہا ہوں تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ 20 سیٹیں بھی نہیں آئیں گی کیونکہ جو آپ کے حالات جا رہے ہیں اور جس طرح کے الیکشن کے نتائج آ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! مجھے یہ بتائیں کہ آپ نے health میں کیا کیا، میں آپ کی اور اپنی بات کرتا ہوں کہ آپ رحیم یار خان سے ہیں اور میرے ضلع وہاڑی کے DHQ ہسپتال میں ادویات نہیں ہیں۔ انڈسٹریل اسٹیٹ ہم نے بنائی لیکن اب تک ایک انڈسٹری نہیں لگی یہ کیا کر رہے ہیں، 2018 سے 2021 تک کا تین سال کا سفر گزر چکا ہے۔ اب نواز شریف، شہباز شریف اور حمزہ شہباز کو چور کہنا بس کر دیں اور کام کر کے دکھائیں کیونکہ سب لوگ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں۔
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! یہ سال بھی گزر رہا ہے اور آخری سال الیکشن کا سال ہوتا ہے۔ بیوروکریسی نے آپ کی طرف دیکھنا چھوڑ دینا ہے اور اگلے الیکشن میں لوگوں نے بھرپور طریقے سے

"شیر" پر مُہریں لگا کر بتانا ہے کہ کون بجٹ دیتے تھے، کون ملک کے خیر خواہ تھے، کون پنجاب کے خیر خواہ تھے اور کن لوگوں نے پنجاب کے عوام کی خدمت کی۔

جناب چیئرمین! میری یہ گزارش ہوگی کہ اپوزیشن کو فنڈز دے نہیں رہے کیونکہ ہم تو اچھوت ہیں ناں کہ مسلم لیگ(ن) سے آ گئے 6 کروڑ لوگ جو کہ پاکستان مسلم لیگ(ن) کو represent کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر 12 کروڑ کی آبادی ہے تو 6 کروڑ کو ہم represent کر رہے ہیں تو ہمیں فنڈز نہیں مل رہے؟ آپ بڑے انصاف کی باتیں کرتے تھے، پی ٹی آئی کی باتیں کرتے تھے اور برابری کی باتیں کرتے تھے تو کہاں گئیں وہ برابریاں؟ مہربانی کر کے Education, Health and, Agriculture جیسے تمام سیکٹرز کے بارے properly سوچا جائے وگرنہ ہم آئیں گے اور ہم آ کر جس طرح پہلے پنجاب کو چلا رہے تھے انشاءاللہ تعالیٰ اسی طرح چلا کر دکھائیں گے۔

جناب چیئرمین! میرا ساؤتھ پنجاب سے تعلق ہے اور آپ کا بھی ساؤتھ پنجاب سے تعلق ہے تو agricultural کے لئے کچھ کام کریں۔ میرا link چونکہ tourism سے ہے تو Covid جب سے آیا ہے دو سالوں سے لوگ گھروں میں بیٹھے ہیں اور بے روزگار ہیں اور کسی نے ان کا نہیں سوچا۔ Marriage Halls بند پڑے ہیں اور یہاں چار چار، پانچ پانچ سو لوگ آ کر بیٹھ جاتے ہیں تو کیا یہاں Covid نہیں آتا؟ Hotels، Restaurants،Marriage Halls میں Covid آ جاتا ہے۔ یہ کیسا "کورونا" ہے ہمیں بھی بتائیں جو یہاں نہیں آتا۔ غریب آدمی غریب سے غریب تر ہوتا جا رہا ہے اور دو کروڑ لوگ غربت کی لکیر سے نیچے آ چکے ہیں۔ عمران خان صاحب کہتے ہیں کہ 43 فیصد بچوں کو proper nourishment نہیں مل رہی، ان کے دماغ کمزور ہیں تو کیوں نہیں خوراک کے لئے پیسے رکھے جا رہے؟ آپ نے تو دودھ پر بھی 17 فیصد ٹیکس لگا دیا کہ بچے دودھ بھی نہ پی سکیں آپ nourishment کیا دیں گے؟ میں حیران ہوں کہ dairy products پر 17 فیصد ٹیکس لگا دیا ہے۔ ہم سارے پارلیمنٹیرینز بیٹھے تو خدا کے واسطے اس ٹیکس کو ختم کریں کیونکہ 17 فیصد dairy products پر ٹیکس بڑا ظلم ہے کیونکہ وہ بچے ہیں جن کی growth ہونی ہے۔ ڈاکٹر صاحب سامنے بیٹھے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: دولتانہ صاحب! Wind up کریں please

میاں عرفان عقیل دولتانہ: جناب چیئرمین! آخر میں یہی کہوں گا کہ پہلے ہم اُدھر بیٹھتے تھے اور آپ اپوزیشن بنچز پر بیٹھتے تھے۔ یہ وقت آنے جانے والی چیز ہوتی ہے اور مہربانی کر کے اپنے کام صحیح کریں۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، انشاء اللہ

میاں عرفان عقیل دولتانہ: اور اپنے سیاسی مخالفین کو اتنا victimize کریں کہ بعد میں آپ بھی برداشت کر سکیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: ملک واصف مظہر!

ملک واصف مظہر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی کو مبارکباد دیتا ہوں نا صرف اس نئی اسمبلی کے لئے بلکہ یہ جو عبارت میرے سامنے لکھی ہوئی ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب! آپ اپنی سیٹ پر بات کر رہے ہیں؟

ملک واصف مظہر: جناب چیئرمین! میں اپنی سیٹ پر چلا جاتا ہوں۔(ایوان میں قہقہے)

(اس مرحلہ پر ملک واصف مظہر پچھلی row میں اپنی نشست پر بات کرنے کے لئے گئے)

جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے 2006 میں جس اسمبلی بلڈنگ کا سنگ بنیاد رکھا آج الحمد للہ نا صرف ہم سب دوست اس اسمبلی میں موجود ہیں بلکہ میں specially انہیں اس عبارت پر مبارکباد دیتا ہوں جو کہ ختم نبوت کی تصدیق کے لئے ہمارے سامنے لکھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم جب بھی اسمبلی میں داخل ہوں گے تو اس عبارت پر نگاہ پڑے گی اور ہم اس عبارت کو پڑھیں گے تو نا صرف ہماری دنیا بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ ہماری آخرت بھی سنورے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! میں سردار عثمان احمد خان بزدار اور مخدوم ہاشم جواں بخت کو 2600 ارب روپے کا ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں جس میں نا صرف 560 بلین روپے کا ڈویلپمنٹ بجٹ رکھا گیا ہے بلکہ یہ پنجاب کی تاریخ کا surplus بجٹ ہے۔ میں اپنے سیدھے

ہاتھ بیٹھے ہوئے دوستوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ یہ جو ترقی کی باتیں کرتے ہیں، یہ جو شہباز سپیڈ کی باتیں کرتے ہیں شاید ان کو یاد ہو کہ جب چودھری پرویز الہیٰ صاحب نے اس پنجاب کی حکومت چھوڑی تھی تو اس وقت سوا سو ارب روپے کا surplus budget تھا اور جب شہباز شریف نے حکومت چھوڑی تو اس وقت 1200 ارب کا deficit budget تھا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! 22-2021 کے اس بجٹ میں ہمارے قائد جناب عمران خان کے وژن کے مطابق سوشل سیکٹر پر spending کی گئی ہے جس میں تعلیم اور صحت کو خصوصی توجہ دی گئی ہے تقریباً 2500 سکولوں کو اپ گریڈ کیا جارہا ہے۔ میں یہاں وزیر خزانہ کی توجہ اور ایجوکیشن منسٹر صاحب کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہ رہا ہوں کہ نئے سکولوں پر پابندی حیران کن ہے۔ مہربانی کرکے نئے سکول کے حوالے سے ہم نے proposals اور suggestions دی ہیں خاص طور پر ساؤتھ پنجاب میں بچیوں کے سکولوں کی بہت کمی ہے تو مہربانی کرکے نئے سکولوں پر پابندی ہٹالی جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! پنجاب کی گورنمنٹ نے صحت پر خصوصی توجہ دی ہے۔ ابھی ہمارے دوست کہہ رہے تھے کہ لاہور کو پیرس بنادیا گیا۔ یہ مان لیتے ہیں کہ یہ پیرس بن گیا مگر کیا آپ نے سوچا کہ آپ کے لیڈر اپنا چیک اپ کروانے کے لئے لندن کیوں جاتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

آپ کو بخار یا نزلہ ہو آپ تو چلے جائیں لندن اور پنجاب کی جس گیارہ کروڑ عوام نے آپ کو منتخب کیا اس عوام کا کیا قصور ہے جس کے لئے آج تک آپ نے ایک ہسپتال تک نہ بنایا۔ میں بات کروں گا لاہور کی جس کی ترقی کی آپ مثالیں دیتے ہیں۔ آپ نے 200 ارب روپے کی اورنج ٹرین تو بنادی لیکن لاہور میں کوئی نیا ہسپتال نہیں بنایا۔ میں مبارکباد دیتا ہوں جناب عثمان احمد خان بُزدار صاحب کو الحمدللہ ہم لاہور میں one thousand bedded hospital بنانے جارہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: پلیز! wind up کریں۔

ملک واصف مظہر: جناب چیئرمین! ابھی تو دو صفحے رہتے ہیں مہربانی فرمائیں ہم نے پانچ گھنٹے انتظار کیا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ ٹائم دیکھیں باقی ممبران نے بھی بات کرنی ہے۔

ملک واصف مظہر: جناب چیئرمین! productive sector پر یہ گورنمنٹ spending کر رہی ہے۔ میں ایگریکلچر کی بات کروں گا ابھی کل یہاں پر دعوے کئے جا رہے تھے، پرسوں لیڈر آف دی اپوزیشن فرما رہے تھے کہ ہم نے زراعت کو بہت ترقی دی اور ہم نے مفت بیج دیئے۔ پتا نہیں وہ بیج انہوں نے لندن کے روڈ پر بانٹیں ہوں گے ہمارے ساؤتھ پنجاب میں تو کسی کو نہیں ملے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! میں گندم کی بات کروں گا الحمدللہ مجھے فخر ہے کہ اس ایوان کے ممبر ہونے کے ناتے میں نے بھی 2000 روپے قیمت کرنے کے لئے ایک قرارداد پیش کی ہے۔ میں مبارکباد دیتا ہوں چودھری پرویز الٰہی کو کہ ان کی effort سے اور سردار عثمان احمد خان بُزدار کی محنت سے 1800 روپے فی من گندم کی قیمت رکھی گئی جس سے پنجاب کا کسان جینے لگا۔ پنجاب کی pumper crop ہوئی۔

جناب چیئرمین: بس ٹھیک، جناب محسن عطاء کھوسہ!

ملک واصف مظہر: جناب چیئرمین! مہربانی کر کے مجھے دو منٹ اور دے دیں۔

جناب چیئرمین: چلیں، ایک منٹ لے لیں۔

ملک واصف مظہر: جناب چیئرمین! یہاں پر جو بھی اپوزیشن نے بات کی یہ بے چارے عمران فوبیا سے نکل نہیں پائے۔ بات کی جاتی ہے کہ عمران خان شرابی ہے لیکن گردے تو آپ کے لیڈروں کے فیل ہو رہے ہیں۔ یہاں پر بات کی جاتی ہے کہ عمران خان انڈیا کا یار ہے لیکن انڈین ایجنٹ تو آپ کی ملوں سے بغیر ویزے کے پکڑے جاتے ہیں۔ یہاں پر کہا گیا کہ عمران خان مودی کا یار ہے لیکن آپ کی بیٹی کی شادی پر تو مودی آیا تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: پلیز! بجٹ پر رہیں۔

ملک واصف مظہر: جناب چیئرمین! میں آخری بات کروں گا کہ مولانا معاویہ طارق نے بات کی میں ان کا تہہ دل سے مشکور ہوں یہاں رانا شہباز موجود ہیں اور میں ان کی بات کو سیکنڈ کروں گا۔

میں پنجاب اسمبلی کے ایوان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ جھنگ کو ڈویژن کا درجہ دے کر ساؤتھ پنجاب میں شامل کیا جائے تاکہ اس علاقے کی مشکلات بھی دور ہوں۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، بہت شکریہ۔ جناب محسن عطا خان کھوسہ!

جناب محسن عطا خان کھوسہ: جناب چیئرمین! شکریہ۔ ہماری اس گورنمنٹ کا یہ چوتھا بجٹ ہے ہمیں اتفاق سے اس پرشکوہ عمارت کی اس خوبصورت چھت تلے پیش کرنے کا موقع ملا ہے۔ بجٹ کا جو میں مطلب سمجھتا ہوں کہ ایک گھرانہ چھ آٹھ افراد کا ہو یا دس بارہ کروڑ افراد کا ہو اس میں اپنے وسائل دیکھے جاتے ہیں، اخراجات دیکھے جاتے ہیں کہ اخراجات میں بچت کیسے کی جاتی ہے، آمدن کے ذرائع کو کیسے بڑھایا جاتا ہے، اس پر غور وخوض کیا جاتا ہے اور سال میں ایک دفعہ ہمیں یہ موقع ملتا ہے کہ ہم اس پر غور وخوض کر کے اس جگہ جہاں اس وقت ہم موجود ہیں تو اپنے آنے والے سال کے معاملات کو دیکھ رہے ہیں کہ اس کو کیسے چلایا جائے۔ جس کرسی پر آپ براجمان ہیں یہ سپیکر کی کرسی ہے اور میں اپنا ایک فرض سمجھتا ہوں بات تو بہت معمولی ہے لیکن اس ہاؤس کے اندر جو air-conditioning کا لیول ہے میرے خیال میں وہ 20 ڈگری سے بھی نیچے ہے۔ انسانی جسم کا optimum comfort level شاید وہ 25 یا 26 ڈگری ہونا چاہئے۔ جو آپریٹرز اس کو کنٹرول کر رہے ہیں میں آپ کی توسط سے ان سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اس کو 25 یا 26 ڈگری پر لے آئیں تو اس سے نہ صرف اس ایوان کے اندر کا ماحول بہتر ہو جائے گا بلکہ باہر نکل کر اگر ہمیں گرمی میں جانا پڑا تو انسانی جسم کے اوپر اس کا negative effect نہیں پڑے گا اور سب سے بڑھ کر austerity کی طرف یعنی ہم ایک مہینے میں شاید کئی لاکھ روپے بھی بچا سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ بڑے بھائی ہیں آپ کی بات بجا ہیں لیکن اس ٹیمپریچر کا ایوان میں بہت فرق پڑا ہے یہ بڑے ٹھنڈے انداز سے چل رہا ہے۔

جناب محسن عطا خان کھوسہ: جناب چیئرمین! چونکہ میں نے بجٹ پر بات کرنی ہے اور سمجھتا یہ ہوں کہ یہیں سے ہی جو ہمارا غور وخوض ہے اور جو محنت ہوگی اس کا ایک trickle-down effect ہوگا۔ یہ میرا ایک فرض تھا جو میں نے point out کیا۔

جناب چیئرمین! میں بجٹ میں اتنا ماہر نہیں ہوں اس ساری کتاب کو میں نے دیکھا اور پھرولا ہے۔ اس میں چند چیزیں، چند سیکٹرز ایسے ہیں جن کا ہماری سوسائٹی میں معاملات چلانے کا اور پبلک کو facilitate کرنے کا ایک vital role ہے اور میں ان میں سے چند کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔ چیف منسٹر سردار عثمان احمد خان بُزدار نے ایک بہترین ٹیم اس بجٹ کی تیاری کے لئے منتخب کر کے یہ اہم ذمہ داری ان کو دی اور انہوں نے ان نامساعد حالات جو ہمیں درپیش ہیں ان کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک بہتر بجٹ بنانے کی کوشش کی ہو گی۔ آنے والے دنوں میں ہمارے پنجاب کی 12 کروڑ عوام کی بہتری کے لئے کیا بندوبست کرنا چاہئے میری نظر میں وہ Population Welfare Department ہے۔ اس کے لئے شاید کوئی خاطر خواہ بجٹ نہیں رکھا گیا، ایسے measures نہیں لئے گئے جس سے ہم اپنی اس بے دریغ بڑھتی ہوئی population کو aware کریں اور آنے والے وقتوں میں اس کو کنٹرول کرنے کا کوئی بندوبست بھی اپنائیں۔ اس کے علاوہ تو آپ اس کے مختلف سیکٹر پر جتنا بھی پیسا خرچ کریں گے ہو سکتا ہے کہ ہمیں اس کے ثمرات نہ ملیں جب تک ہم بے دریغ بڑھتی ہوئی population کی welfare اور اس کے کنٹرول کے لئے کوئی حتمی پالیسی نہ اپنائیں۔ دوسرا point یہ ہے کہ ہمارے اس صوبے میں جو policing ہے اس کی ریفارمز، اس کی ویلفیئر اور پالیسی کو restructure کرنے کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنا سرمایہ درکار ہے شاید ہم نے وہ نہیں رکھا۔۔۔

جناب چیئرمین: اجلاس کا وقت پندرہ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محسن عطا خان کھوسہ: خاص طور پر ڈیرہ غازیخان کا ضلع اور خاص طور پر وہاں کا قبائلی علاقہ جس میں کچھ اندوہناک واقعات بھی پیش آئے ہیں وہاں کی پولیس کی restructuring کے لئے۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، please wind up کیجئے گا۔

جناب محسن عطا خان کھوسہ: جناب چیئرمین! میں wind up کرتا ہوں۔ میں بڑے important points کی طرف آرہا ہوں۔ بارڈر ملٹری پولیس وہاں کی پولیس ہے جس کی تعمیر نو کے لئے اس کی نئے سرے بھرتی کے لئے کوئی بندوبست نہیں کیا گیا ہے۔ میری ایک گزارش ہے

کہ اس اہم شعبہ کے لئے پالیسی اس بجٹ کے اندر ضرور واضح ہونی چاہئے۔ اس میں جو میرا تیسرا اہم پوائنٹ ہے وہ یہ ہے کہ ہماری جو پنجاب کی populations ہے اس کی صحت کے لئے بہت ضروری ہے کہ ہمارے بہت سارے سیکٹر میں انسانی consumptions کے لئے جو چیزیں پیک ہو کر آتی ہیں اور ہم ان کو consume کرتے ہیں تو فوڈ ڈیپارٹمنٹ اس کی کوالٹی چیک کرے کہ اس کی کوالٹی up to the mark ہے اس ڈیپارٹمنٹ کو بھی revamp کیا جائے اور اس کی restructuring کی جائے۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، wind up کیجئے گا باقی لوگ بھی بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے بات بھی کرنی ہے۔

جناب محسن عطا خان کھوسہ: جناب چیئرمین! میں اپنی بات wind up کر رہا ہوں۔ اس بجٹ میں پورے پنجاب کے لئے ہائی وے پر ریلوے کی level crossing کی مد کوئی 1556 ملین روپے بجٹ میں رکھے گئے ہیں۔ میرے حلقے میں دو ایک level crossing ہیں جو کہ بڑی busy ہیں ان پر کوئی protection کا بندوبست نہیں ہے۔ ان کو بھی اس میں شامل کیا جائے تو میں ان کے نام دے سکتا ہوں یا جو relevant quarters ہیں ان کو میں point out کروں گا اس میں کالا کالونی کا ایک ایریا ہے۔ میرے honorable member جناب جاوید اختر خان تشریف رکھتے ہیں یہ exclusively ان کے ایریا میں آتا ہے اور ہمارے بھی وہاں پر stakes ہیں۔ ایک اور level crossing شیخانی منڈھی والا میٹل روڈ ہے وہاں پر accident wetness کئے گئے ہیں اس پر اگر پیسے allocate کئے جائیں تو یہ بہت بڑی مہربانی ہو گی۔ میں آخر میں اپنی بات اس کو تیس سیکنڈ میں ختم کر رہا ہوں۔ ہمارے ہاں سلیمان مونٹین میں رود کوہیاں اور ان میں طغیانی آتی ہے کافی حد تک جا ئیکا نے یا پہلے ورلڈ بنک کے فنڈز سے ان کو کنٹرول کیا گیا لیکن particularly میری constituency ہے اور جس میں جناب جاوید اختر خان کے بھی stakes ہیں اس میں دو رود کوہیاں سوری کھوسہ اور بیلب ہیں ان پر آج تک کام نہیں ہوا۔ اس کا رزلٹ یہ نکلتا ہے کہ جب torrential rain آتی ہیں تو نیچے populated area اس سے بری طرح سے affect ہوتا ہے۔ CM پنجاب سردار عثمان احمد خان بُزدار سے several request کرنے کے باوجود اس کو

بھی بجٹ میں highlight نہیں کیا گیا اور منسٹر اریگیشن بھی اس ایریا سے ہیں اور ان کے بھی notice میں ہے اگر یہ include کی جائیں تو بہت مہربانی ہو گی۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، بہت شکریہ۔ جناب محمد ارشد ملک! جی، اپنی سیٹ پر ہیں۔

جناب محمد ارشد ملک: جی، الحمدللہ۔

جناب چیئرمین: جی، ان کا مائیک دیکھیں۔

جناب محمد ارشد ملک: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ **الھم صلی علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابرھیم وعلی ال ابرھیم انک حمید مجید۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ و سلم، انا خاتم النبیین لانبی بعدی۔**

جناب چیئرمین! میں آج اس august House میں خاتم النبیین کے صدقے، اپنے والدین کے توسط سے اور اپنے والد صاحب کی خصوصی محبت سے جن کی وجہ سے آج مجھے یہاں اس august House میں بات کرنے کا موقع ملا ہے اور میں شکر گزار ہوں۔ معاشی ترقی کا نیا باب بڑھتا ہوا پنجاب یہ جناب وزیر خزانہ کی تقریر جو 22-2021 میزانیہ میرے سامنے پڑا ہے، مجھے جو annual development program کی ساری بکس ملیں تو میں نے انہیں پڑھا اور دیکھا لیکن وہ جو پی ٹی آئی کا منشور تھا اور جو ان کے اعلانات تھے ان ساری کتابوں میں مجھے وہ کہیں نظر نہیں آئیں۔ اگر کسی کے پاس ہے تو میں on the Floor چیلنج کرتا ہوں کہ وہ مجھے دکھا دیں۔ ایک کروڑ نوکریاں، پچاس لاکھ گھر، ایک ہزار یونیورسٹیز، ایک ارب درخت، ساٹھ روپے کا ڈالر ہو جائے گا، 350 ڈیمز بنائے جائیں گے، بارہ موسم ہوں گے، مہنگائی کا خاتمہ ہو گا، وزیراعظم ہاؤس، گورنر ہاؤس اور مری کے ہاؤسز یونیورسٹیز بنا دی جائیں گی۔ 47 روپے لیٹر پٹرول اور ڈیزل ہو گا۔ مجھے یہ ساری باتیں ان کتابوں میں کہیں نظر نہیں آئیں اور میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ کاش مجھے بھی وہ حوروں والا انجکشن لگا دیں تاکہ مجھے یہ ساری چیز نظر آنی شروع ہو جائیں جس سے یہ پتا چلے کہ یہ سارے کام پی ٹی آئی نے کر دیئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں نے بجٹ کی جو بکس دیکھیں تو ان سے مجھے دلی دکھ ہوا کہ یہ جو حکومت صرف بلند و بانگ دعوے کر رہی ہے جس کے پاس صرف باتیں اور صرف باتیں ہیں میں ان کی باتوں پر ایک شعر ان کی نذر کرنا چاہتا ہوں کہ:

کتاب سادہ رہے گی کب تک کبھی تو آغاز باب ہو گا
بستی اجاڑ ڈالی جنہوں نے کبھی تو ان کا حساب ہو گا

جناب چیئرمین! آپ دیکھیں کہ یہ جو ریاست مدینہ کے دعوے دار ہیں آج ان ریاست مدینہ کے دعوے داروں سے پوچھیں اور آج جا کر دیکھیں کہ ہسپتالوں میں دوائیاں ناپائید ہو چکی ہیں، سکولوں میں بچے اور بچیاں جانے سے قاصر ہیں۔ آج والدین بچوں کو پڑھانے کے لئے پریشان ہیں۔ آپ نہری نظام دیکھیں، میرا تعلق چونکہ ایک دیہی علاقے سے ہے، میں زمینداروں اور کسانوں کا نمائندہ ہوں تو نہری پانی کا بدترین نظام ہو چکا ہے، زراعت کا بدترین سسٹم ہے جو زرعی ادویات ہیں وہ جعلی مل رہی ہیں اور جو زرعی ادویات کی inputs ہیں وہ ساری مہنگی ترین ہو چکی ہیں۔ بجلی کا بل ہی سنبھالا نہیں جا رہا۔ یہاں پر گورنمنٹ نے دعویٰ کیا کہ bumper crop ہوئی لیکن bumper crop تو یہ ہوئی کہ 1800 روپے میں---

جناب چیئرمین: جی، ملک صاحب! آپ wind up کیجئے گا۔

جناب محمد ارشد ملک: جناب چیئرمین! آپ کی بڑی مہربانی، یہاں پر تو بڑا بڑا ٹائم دیا گیا ہے۔ ابھی تو میں نے بات شروع کی ہے---

جناب چیئرمین: جی، آپ wind up کریں باقی مقرر بھی بیٹھے ہیں۔

جناب محمد ارشد ملک: جناب چیئرمین! میں bumper crop میں بات کرنا چاہتا ہوں---

جناب چیئرمین: جی، ایک منٹ میں wind up کریں۔

جناب محمد ارشد ملک: جناب چیئرمین! ابھی تو ٹائم ہی نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین: جی، آپ ایک منٹ میں wind up کریں۔

جناب محمد ارشد ملک: جناب چیئرمین! آپ مہربانی کریں ابھی تو پہلا point ختم ہوا ہے---

جناب چیئرمین: آپ اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ آپ بولیں۔

جناب محمد ارشد ملک: جناب چیئرمین! مہربانی۔ آپ bumper crop یہ دیکھ لیں کہ زمینداروں اور کسانوں سے 1800 روپے فی من گندم چھینی گئی اور اب 2200 روپے گندم کا ریٹ ہے اور آٹے کا کیا ریٹ ہے؟ آپ چونکہ بات نہیں کرنے دے رہے اور میرا وقت کم کر رہے ہیں، آپ کی مہربانی اگر تھوڑا سا وقت دے دیں یہی سال کے بعد آپ نے وقت دینا ہوتا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین :ارشد ملک صاحب! آپ وقت ضائع نہ کریں آپ بات کریں۔

جناب محمد ارشد ملک: جناب چیئرمین! کاروباری طبقہ انتہائی پریشان ہے۔ آپ دیکھیں PRA سے Social Security, Income tax, EOBI, Excise یہ سارے Department کاروباری طبقے کو اس طرح جھنجھوڑ رہے ہیں، نچوڑ رہے ہیں جس طرح جونکیں لگی ہوئی ہیں ان کا کچھ نہیں کیا گیا اور باتیں ترقی کی کرتے ہیں۔ ساہیوال میں industrial zone بنایا جارہا ہے ہم اس پر خوش ہیں لیکن جو ہمارے چھوٹے چھوٹے زمیندار ہیں، ہمارے ساہیوال میں 5L/85 ایک گاؤں ہے جو میونسپل کارپوریشن کے 1 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے وہاں پر اُن کی زمین پر قبضہ کیا جارہا ہے۔ میں آپ کے توسط سے چاہوں گا کہ industrial zone ضرور بنیں لیکن وہاں پر دور دراز میں بنائیں جیسے لاہور میں سندر انڈسٹریل اسٹیٹ ہے اس طرح شہر کے دور کے علاقوں میں industrial zone بنائے جائیں اور سرکاری زمین پر بنائے جائیں۔

جناب چیئرمین! یہ آپ کا حکم ہے میں wind up کر رہا ہوں اس بجٹ کتاب میں دیکھ لیں میں صرف points پر آرہا ہوں۔ سکول ایجوکیشن کو دیکھ لیں میں on the floor of the House challenge کرتا ہوں ساہیوال میں ایک بھی سکول upgrade نہیں کیا گیا، کوئی primary school سے middle school، middle school سے high school اور نہ ہی high school سے higher education یہ سکول ایجوکیشن ان کی گورنمنٹ کا stance ہے کہ یہ پڑھانا ہی نہیں چاہتے۔ بچے، بچیاں تنگ ہیں۔

جناب چیئرمین :جی، محمد ارشد ملک! شکریہ

جناب محمد ارشد ملک: جناب چیئرمین! صرف دو منٹ بات کرنے دیں۔

جناب چیئرمین :.جی، جناب محمد ارشد ملک! آپ نے دس منٹ بات کر لی ہے۔ اب صرف آخری ایک منٹ بات کر لیں۔

جناب محمد ارشد ملک: جناب چیئرمین! لوکل گورنمنٹ کا یہ حال ہے کہ جو میرے حلقے میں میونسپل کمیٹی کمیر تھی یہ ترقی کی بات کرتے ہیں اُس کو انہوں نے تحصیل کونسل میں شامل کر دیا اور اُس کا میونسپل کمیٹی کا درجہ ہی ختم کر دیا اور آج وہاں پر واٹر سپلائی کی کوئی سکیم نہیں دی گئی۔

جناب چیئرمین: ارشد ملک صاحب! شکریہ۔ جی، جناب جاوید اختر!

جناب محمد ارشد ملک: جناب چیئرمین! میں wind up صرف اس ایک بات سے کروں گا صرف ایک بات عرض کرنے دیں۔

جناب چیئرمین: ارشد ملک صاحب! شکریہ۔ جی، جاوید اختر!

جناب جاوید اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا ٹائم کی کمی کی وجہ سے چند ضروری پوائنٹس پر بات کروں گا۔ سب سے پہلے چودھری پرویز الٰہیٰ صاحب کو اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو اس نئی اسمبلی کی شاندار عمارت بنانے پر مبارکباد دوں گا۔ اس کے بعد فنانس منسٹر مخدوم ہاشم جواں بخت اور چیف منسٹر پنجاب سردار عثمان خان بزدار اور اُن کی ٹیم کو مبارک باد پیش کروں گا کہ انہوں نے اس COVID کے نامساعد حالات کے باوجود اس قدر شاندار بجٹ پیش کیا۔ اس سے پہلے ایک دو باتیں ہیں جو نیشنل اسمبلی میں ہوا جو کچھ بلوچستان اسمبلی میں ہوا وہ ہمارے لئے بہت لمحہ فکریہ ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: جناب جاوید اختر! please budget پر بات کریں۔

جناب جاوید اختر: جناب چیئرمین! یہ بہت ضروری ہے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں ہم آٹھ آٹھ لاکھ لوگوں کے نمائندے ہیں اور برداشت کا مادہ ختم ہوتا جا رہا ہے۔ ہم پبلک کے لئے ماڈل ہیں اگر ہم خود یہ کام کریں گے تو ہم پبلک کو کیا message دیں گے؟ میری دونوں طرف بیٹھے ہوئے بھائیوں سے یہ گزارش ہے کہ برداشت کا مادہ پیدا کریں ایک دوسرے کی عزت اور احترام ملحوظ خاطر رکھیں۔

جناب چیئر مین! یہ جوCovid کا دور گزرا آپ کو پتا ہے پچھلا بجٹ کس حال میں آیا تھا بہر حال یہ جو موجودہ بجٹ آیا ہے اس میں 560ارب روپے کاdevelopment کا جوpackage ہے یہ بہت شاندار ہے لیکن اس کیutilization جو پچھلے ادوار میں ہم نے دیکھا ہے کہ بجٹ تو رکھ دیا جاتا ہے لیکن اُس کی صحیح اور پوری utilizationنہیں ہو پاتی۔ چیف منسٹر نے کہا تھا کہ ہم ہر ڈسٹرکٹ لیول پر کمیٹی بنا دیں گے جو اس پرcheck and balance رکھے گی۔ اب جو ہمارے معاشرے کے اہم sectorsہیں اس میں ایجوکیشن ہے، ہیلتھ ہے، ایگری کلچر ہے ان کے لئے اس بجٹ میں پہلے سے کئی سو ارب روپے زیادہ رکھے گئے ہیں غالباً 1 سو فیصد پچھلے بجٹ سے موجودہ بجٹ میں اضافہ کیا گیا ہے۔ ایگری کلچر کو ہم سب لوگ کہتے ہیں کہ ہماریbackbone ہے۔

جناب چیئر مین: جی، اجلاس کا وقت مزید پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب جاوید اختر: جناب چیئر مین! ہم لوگوں میںmajority کاشتکاروں کی ہے لیکن زراعت میں جو ہماراResearch Wing ہے وہ بالکل صحیح کام نہیں کر رہا ایگری کلچر کو ترقی دینے کے لئے Research Wingکو زیادہ active کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے فنڈز رکھنے کی ضرورت ہے۔ ہماری cotton researchنہ ہونے کی وجہ سے تباہی کے دہانے پر ہے کاشتکار cotton کی growing تقریباً ختم کر چکے ہیں۔ میرے خیال میں ہمارے areaمیں cotton کی growing پچاس فیصد بھی نہیں رہ گئی۔ Railway crossingsہمارے areaکا بہت بڑا مسئلہ ہے آئے روز وہاں پر accidentہوتے رہتے ہیں تو میری آپ سے گزارش ہے کہ ہماری جو جو railway crossingsہیں کالا کالونی ہے، شیخانی یا دوسری crossingsہیں اُن سب پر railway crossingsبنائی جائیں۔

جناب چیئر مین! جو ہمارے چھوٹے کاشت کار ہیں اُن کے لئے میری ایکsubmission ہے کہ 25ایکڑ کا جو کاشتکار ہے اُس پر ٹیکس نہ لگایا جائے یہ ہمارے لئے بہت بہتر ہو گا اور ہم نے آگے الیکشن میں بھی جانا ہے۔

جناب چیئر مین! بارڈر ملٹری پولیس کے حوالے سے میں کچھ بات کرنا چاہوں گا ٹائم شارٹ ہے اس لئے میں ذرا جلدی جلدی بات کر رہا ہوں۔ آپ نے دیکھا ہو گا کچھ عرصہ پہلے ایک ویڈیو آئی جو

ہمارے پورے ملک کے لئے پوری دُنیامیں بدنامی کا باعث بنی یقیناًاس کے پیچھے بھی کوئی سازشیں ہوں گی جو اس لیول تک یہ معاملہ گیا۔ ہمارے بارڈر ملٹری کا جو structure ہے وہ بہت پرانا ہو چکا ہے اور عرصہ دراز سے اُس میں بھرتیاں بھی نہیں ہوئیں۔ میری آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ صاحب سے جو کہ ہمارے tribal areas کے main stakeholders بھی ہیں گزارش ہو گی کہ نئی بھرتیاں کی جائیں، نیا blood لایا جائے۔ ان کی Elite Force training کے centers میں اُن سے کروائی جائیں۔

جناب چیئرمین: جی، جاوید اختر صاحب! please wind up کیجئے گا۔

جناب جاوید اختر: جناب چیئرمین! میں صرف ایک منٹ لوں گا۔ ہمارے rural areas میں گورنمنٹ ہر سال اربوں روپے کا بجٹ لگاتی ہے لیکن صفائی کا خاطر خواہ نظام نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے سارے projects ضائع ہو جاتے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے میں ہر دفعہ یہ کہتا ہوں اور ہر دفعہ یہ پسند بھی کیا جاتا ہے لیکن اُس پر عملدرآمد نہیں کیا جاتا میری گزارش ہے کہ ہر یونین کونسل کی سطح پر صفائی کا مربوط نظام نافذ کیا جائے جس میں ٹریکٹر ٹرالی، سینٹری ورکرز۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، جاوید اختر صاحب! please windup کریں۔

جناب جاوید اختر: جناب چیئرمین! یہ بہت اہم ہے فنانس منسٹر صاحب بیٹھے ہیں۔

جناب چیئرمین: جاوید اختر صاحب! وقت بہت تھوڑا ہے ابھی کافی مقرر بیٹھے ہیں۔ جی، محترمہ کنول پرویز چودھری!

محترمہ کنول پرویز چودھری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔ بے شک رسول ﷺ نے فرمایا میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔ آج تین دن ہو گئے ہیں بجٹ کے متعلق تعریفیں سنتے ہوئے اور اس کا جواب میں اس شعر کے ساتھ دوں گی:

میں ڈھڈوں بھکا محرما،
میرے بھک نے کھچے ساہ
مینوں جنت حوراں دسنا ایں،
کوئی سچ دا لارا لا

جناب چیئرمین! حکومت کا پیش کردہ بجٹ یہ عوام دشمن بجٹ ہے، یہ امیروں کا بجٹ ہے اور امیروں کے لئے بجٹ ہے اور کہا جارہا ہے کہ معیشت میں بہتری آئی ہے۔ جہاں آٹا مہنگا، چینی مہنگی، گھی مہنگا، پٹرول مہنگا، ڈیزل مہنگا، جینا مہنگا اور مرنا مہنگا ہو وہاں کہا جاتا ہے کہ معیشت میں بہتری آرہی ہے۔ تو پچھلے تین سالوں سے اس ملک کا جس قدر بیڑا غرق کیا گیا اور جس قدر بدحالی کی گئی یہ نالائق اور نااہل حکمرانوں نے جتنا اس ملک کا بیڑا غرق کیا اُس کے بعد بھی کہتے ہیں کہ معیشت میں بہتر آرہی ہے۔

جناب چیئرمین: جی، اجلاس کا وقت مزید پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ کنول پرویز چودھری: جناب چیئرمین! تبدیلی کے دعودار کہتے تھے کہ تعلیم پر پیسا لائیں گے لیکن میرے پنجاب کی آج بھی لاکھوں بچیاں سکول کے دروازے تک نہیں پہنچ پارہی ہیں اُن کے پاس ٹرانسپورٹ موجود نہیں ہے جو اُنہیں سکول تک لے جائے۔

جناب چیئرمین! میں مطالبہ کرتی ہوں کہ پنجاب کے فی کس بچے کے لئے تعلیمی بجٹ مختص کیا جائے۔ کبھی صحت کارڈ کا ڈرامہ رچایا جاتا ہے اور اُس کے اوپر لگایا گیا پیسہ ذاتی تشہیر کے اوپر لگا دیا جاتا ہے۔ جو بھوک سے نہیں مرتا وہ ادویات نہ ملنے سے مرجاتا ہے۔ کاش کہ کوئی لوٹا دے میرا وہ پنجاب جس میں امن وااماں کی صورتحال اتنی خراب نہ تھی۔ آج یہاں پر نہ کسی کی جان محفوظ ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ اپنی بات کو windup کریں۔

محترمہ کنول پرویز چودھری: جناب چیئرمین! ابھی تو میرا ایک منٹ بھی نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ ٹائم بھی تو دیکھیں۔

محترمہ کنول پرویز چودھری: جناب چیئرمین! میں نے سات گھنٹے لوگوں کو یہاں پر بیٹھ کر سنا ہے تو مجھے کم از کم 5 منٹ تو بات کرنے دیں۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ! بات کریں۔

محترمہ کنول پرویز چودھری: جناب چیئرمین! آج پورے پنجاب میں چوری، ڈکیتی اور قتل وغارت گری کا بازار گرم ہے اور کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ پورے پنجاب میں نشہ عام ہوتا جارہا ہے، ہاں اس

حکومت سے اگر کوئی خوش ہے تو صرف نشئی خوش ہیں اور ان کے علاوہ کوئی خوش نہیں ہے۔ اس صوبے کا روزانہ 1200 بچہ سگریٹ نوشی کا شکار ہو رہا ہے۔ لنگر خانے تو کھول دیئے گئے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ! بہت شکریہ۔ جناب محمد عبداللہ وڑائچ اپنی بات کریں۔

جناب محمد عبداللہ وڑائچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں آج اس بجٹ کے موقع پر اپنے جناب وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کروں گا کہ انہوں نے اتنا اچھا بجٹ پیش کیا کیونکہ ترقی ہو رہی ہے اسی لئے پاکستان کا growth rate 3.94 ہو گیا ہے تو سب سے بڑا صوبہ پنجاب ہے۔ پنجاب کا پاکستان کی growth میں سب سے زیادہ شیئر ہے۔ میں صرف محترم وزیر خزانہ سے یہی گزارش کروں گا کہ مہنگائی پر کنٹرول کرنے کی کوشش کی جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ سعدیہ سہیل رانا!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ نئی اسمبلی کی مبارکباد تو سب نے دی اور یہ ذکر بھی بہت ہوا کہ ہم کلمے کی چھاؤں سے خاتم النبیّین کے سامنے اور آیت الکرسی کے نیچے بیٹھتے ہیں۔ اللہ کرے کہ ان تمام چیزوں کی برکات سے ہمیں اپنا مقصد اور منصب بھی سمجھ میں آ جائے ہم انسانوں کی بھلائی کے لئے اپنا کردار ادا کر سکیں جس کے لئے یہ ایوان سجایا گیا ہے۔ بجٹ 2021 کی بہت تعریفیں ہوئیں بہت قابل تعریف ہے اس حوالے سے فنانس منسٹر کی اور سی ایم صاحب کی کاوش قابل تعریف ہے۔ روایت ہے کہ حکومتی اراکین بجٹ کی تعریف میں اور اپوزیشن تنقید کرتے ہیں خواہ حکومت نے کتنا ہی دنیا کا بہترین بجٹ پیش کیا ہو۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہم اس روایت سے ہٹ کر دل پر ہاتھ رکھ کر آج مان لیں کہ حکومت نے ایک بہترین اور جامع بجٹ پیش کیا ہے۔ ہم نے قومی اسمبلی اور بلوچستان کی اسمبلی میں بھی عدم برداشت کی صورتحال دیکھی لیکن خوشی کی بات یہ ہے کہ ہر تحریک لاہور سے شروع ہوتی ہے اور لاہور کی سیاسی بلوغت کی تحریک بھی لاہور اسمبلی نے شروع کی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! اس چیز کے لئے اپوزیشن، حکومتی ممبران اور سپیکر صاحب بھی مبارکباد کے مستحق ہیں جنہوں نے یہاں پر سیاسی بلوغت کی تحریک شروع کی۔ ہمارا بجٹ میں جو mostly focus رہا ہے وہ صحت، تعلیم، ماحولیات اور سیاحت پر رہا ہے۔ ماحولیات بہت بڑا

subject ہے آج internationally اس پر بات کی جا رہی ہے اور اس حوالے سے پرائم منسٹر عمران خان صاحب کا vision بہت واضح تھا۔ جب ہماری KPK میں گورنمنٹ بنی اس وقت ہم نے جو سونامی trees کی مہم شروع کی اس کے عوض آپ پوری دنیا کی Environment Atmosphere Conference کی میزبانی کر رہے ہیں۔ میں جب اپوزیشن میں تھی اس وقت ہمارے ساتھ یہ ایشو تھا کہ کام تو ہر گورنمنٹ کرتی ہے کچھ اچھے کام سابقا گورنمنٹ نے بھی کئے ہیں لیکن ان کی ترجیحات غلط تھیں۔ ہم نے اورنج ٹرین بنا دی جبکہ ہمیں ایک عام لوکل بس سسٹم بنانے کی ضرورت تھی۔ ہم نے عام انسان کو پینے کا صاف پانی تو نہ دیا لیکن ہم نے 200ارب روپے کی اورنج ٹرین دے دی۔ اس کی ترجیحات میں غلط ترجیحات کے ساتھ جو ہمیں گورنمنٹ ملی تو اس میں حسب حال کے لئے ایک عدد شعر بیان کرنا چاہوں گی آپ کو پتا ہے کیونکہ آپ میرے پرانے ساتھی ہیں کہ شعر کے بغیر میری تقریر مکمل نہیں ہوتی:

کشتی چلانے والوں نے جب ہار کی دی پتوار ہمیں
لہر لہر طوفان ملے اور موج موج منددھار ہمیں

(نعرہ ہائے تحسین)

پھر بھی دکھایا ہے ہم نے اور پھر بھی دکھائیں گے ہم یہ
ان حالات میں بھی آتا ہے دریا کرنا پار ہمیں

جناب چیئرمین! ہمارے معزز ممبران نے کافی باتیں repeat کی ہیں لیکن میں repeat نہیں کروں گی لیکن پہلی بار اگر کسی نے transgender کے حقوق کی بات کی تو اس گورنمنٹ نے کی ہے۔ ان کو بھی عام انسانوں کے لیول پر لا کر ان کے حقوق کی بات کی اور اس حوالے سے قانون سازی کی گئی اس کا کریڈٹ ہماری حکومت کو جاتا ہے یہ وہ vision ہے۔ آج human development کی بات ہو رہی تھی کہ۔۔

MR CHAIRMAN: Thank you. The House is adjourned to meet on Monday, the 21st June 2021 at 2:00pm.